

وامیاتِ بانیں

ایرا ایم جلیس

ناشر

رئیس پبلیکیشنز
کراچی

جملہ حقوق داری بحق رئیس پبلیکیشنز محفوظ

پہلی بار _____ مئی ۱۹۶۳ء کو

پہلا ایڈیشن _____ ایک ہزار کا

ناشر _____ رئیس پبلیکیشنز کراچی

مطبوعہ _____ ڈسٹریٹ پریس کراچی

قیمت _____ تین روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

رئیس پبلیکیشنز

عثمانیہ کالونی - ناظم آباد - کراچی نمبر

عرض ناشر

ادارہ رئیس پبلیکیشنز اپنے قارئین کی خدمت میں ایک نہایت
ہیچ سٹی کتاب پیش کر رہے ہیں۔ جس کا نام ہے "وہابیات"۔ ایسے کتاب
کے نام پر نہ ملتے اس میں آپ کو وہابیات بات تو شاید ایک ہی نہ ملے۔
البتہ دلچسپ اور مزدار باتیں بہت ساری مل جائیں گی۔

جیسا کہ ہمارا ادعا تھا کہ ہم اپنے ادارے کے نئے اچھے سے اچھے
مصنفوں کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم اس مرتبہ ملک کے مشہور و مقبول لکڑنگا
اور کالم نویس جناب ایبراہیم جلیلی کے شاہکاروں کا مجموعہ پیش کر رہے
ہیں۔ ایبراہیم جلیلی کے "شخصیات" کلمہ اگرچہ علم کے موضوع سے تعلق رکھتے ہیں
لیکن ان کا اسلوب تحریر کچھ ایسا ہے کہ غیر علمی لوگ بھی اسے اتنی ہی دلچسپی اور
کرسکتے ہیں جتنے کہ علمی لوگ۔

اور پھر آج علم ہماری زندگی کا ایک لازمی جزو بن چکا ہے اس لئے اس
پہلو پر کاروائی ضروری نہیں ہے۔ ایبراہیم جلیلی نے مذاق ہی مذاق میں علمی دنیا
کے وہ حقائق پیش کئے ہیں جنہیں معلوم کر کے آپ انگشت بندوں میں جھینکا
جناب ایبراہیم جلیلی چونکہ خود عرصہ تک علمی دنیا سے منسلک رہے ہیں اس لئے
انہیں دنیا کے علم کو قریب سے دیکھنے کا اچھا موقع ملا ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ ان کا قلم فلمی دنیا کے ہر موضوع پر تھپتھپے کھیرتا اور نشتر چھوٹا رواں دواں ہے۔ ادارہ رئیس پبلیکیشنز کو امیدوار تھیں ہے کہ قارئین اس کتاب کو بے حد پسند کریں گے اور اپنی لائبریری کی زینت بنا لیں گے۔ کیونکہ فلمی دنیا سے تعلق رکھنے کے باوجود کتاب لکھنے سے جیسے اپنی دنیا میں ایک نئے جگہ کی جا سکتی ہے

اسحق

رئیس حسن

ملک رئیس پبلیکیشنز - سکراچی

فہرست مضامین

۱	نسلی زندگی اور سماج
۱۴	نسلی تھیل کا نسلی پول
۲۳	تھیل کی فہرست
۳۰	بھونڈی کا کاش
۳۸	خونگ سے پہلے بھونڈی
۴۵	نسلی کہاؤ کی سرگرمی
۵۳	بھونڈی کہاؤ کی سرگرمی
۶۲	کہانوں پر تھیل کی - پاسکی
۷۲	آرٹ اور تھیل کی طرح تھیل
۸۰	تھیل اور تھیل کی فہرست
۸۸	تھیل کی سرگرمی اور تھیل کی فہرست
۹۷	تھیل کی کہاؤ کی فہرست
۱۰۳	فہرست
۱۱۱	باب پہلوں کی دنیا اور تھیل کی فہرست
۱۱۹	آرٹ اور تھیل کی فہرست
۱۲۶	پہلوں کی فہرست
۱۳۲	تھیل کی فہرست
۱۴۰	تھیل کی فہرست
۱۴۸	تھیل کی فہرست
۱۵۶	تھیل کی فہرست
۱۶۴	تھیل کی فہرست
۱۷۲	تھیل کی فہرست
۱۸۰	تھیل کی فہرست
۱۸۸	تھیل کی فہرست
۱۹۶	تھیل کی فہرست
۲۰۴	تھیل کی فہرست
۲۱۲	تھیل کی فہرست
۲۲۰	تھیل کی فہرست
۲۲۸	تھیل کی فہرست
۲۳۶	تھیل کی فہرست
۲۴۴	تھیل کی فہرست
۲۵۲	تھیل کی فہرست
۲۶۰	تھیل کی فہرست
۲۶۸	تھیل کی فہرست

وہ لوگ نہیں کہ بہت نڈر ایک ہو نہیں جانتے وہ یہ کہتے ہیں کہ جلیں اس سے کہ ان کے
 ہی نہیں وہ اہمہ فہم کی خاطر ملت کر کے کہ ان کی نہیں ہیں یہی کافی وقت تک اس خط فہم کی ہلکا کار وہ ہیں
 نے نہیں کہ بہت کچھ اپنے شہر نما خان وقت ناک بہت ناک بہت ناک تھپتھپ کے ساتھ کھیا اور یہی
 نہیں کہ میں نے اسے عرفی ہی زانے میں دیکھا ہے اور جو وہ دیکھ رہے ہیں اس کے اس وقت بھی دیکھا ہے
 یہاں کہ یہ ہیں یہ لوگ نہ تو گناہ گناہ کے لیے ہی نہیں ہوتے بلکہ ان کا عزم اور سلاخ اور اور گناہ
 تہتر عطا کھاتا رہتا ہے اس کو ہی اس خط فہم میں جو گناہ کہ جلیں کو اس کو دہریوں کو لے گا فن
 سکھائی ہو گا تو اس خیال کے وقت کہ ان کی خط فہم میں کہہ دینے سے متاثر نہیں رہتا ہے اس سے کہ وہی
 نہیں جلیں نہ سکھاتا ہے نہ ہر گناہ کو ہی کہتے ہیں وہی اتنا سمجھتا ہے کہ ہر گناہ کہنے لگا ہے وہ دیکھا اتفق کرتا
 ہوتا ہے لیکن میں نے کبھی اس کے وقت متکرر کہوں ہی عرفان کو خواہاں رہتا کہ وہ تو ہوں
 ان کے خط فہم میں کہ ہر شہر کہنے کے وقت وہ تو ہی وہ خط فہم کہتا ہوں

فہمی زندگی اور چنا جو گرم

فہمی زندگی میں میرا پہلا انوکھا اور تلخ تجربہ

مجھے اس آب و گل کی دنیا، اس سیا سیا دنیا، اور ہی دنیا اور طبعی دنیا سے تیز و سنسلی
 دنیا بہت پسند ہے۔ اگرچہ مجھے ادا کرنے کا کبھی بھی شوق پیدا نہیں ہوا لیکن ہر وہی چٹا
 تھا اور اب بھی چاہتا ہے۔ آخری ہی تو شوق کی دیکھ چاہے گا ضرور کہ میں کہہ دوں کہ انوکھی دنیا
 شکار کی بہت سے اس روز تو کی دنیا میں اپنا نام پیدا کروں

چنانچہ خاص ٹری میں میں تقریباً بائیس سال کی عمر میں ایک دن میں گھر سے
 فرار ہو گیا۔ ان دنوں میںی کا ہنگاموں کی بہت کچھ ہوتا تھا۔ میںی میں میرا ایک شاعر دوست
 تھا۔ اس کو جہاڑی رہتا تھا جو ان دنوں علی شاعر ہونے کی عمر میں شہر گھنے سے نوازا۔ اچھا
 یادوں اور اچھا اور کھنڈر میں ہنس ہنس رہی تھی۔ اسٹیشن سے میں اس کے پاس پہنچا تاکہ
 سر چھپانے کہ وہ میں کہہ دوں کہ ہنس ہنس رہے تھے کہ کی جگہ مل جائے۔ ساتھ ساتھ میرا
 لئے کے علی دنیا سے نکل گئی دنیا میں شہر ہر گناہ اور ہی اور میں نے ہر تہہ پہنچ گئے کہ
 اس کی عادت پہلے دن سے ہی دنیا میں چھپنے کہ نہ نہ ستانی علی صفت اور خود برائے میں
 ہر نے ہر نے چوں کا ایک دوست کے باہر اٹھنے پر تہہ سے میں نے ہر تہہ پہنچے

کھلتے ہوئے پر چھا:

”نعلی نیامیں نام پیا کرتے کھلتے لیے کیا کیا کرنا پڑے گا؟“

ساتھ ساتھ دھیان لے رہے جیستہ اختر جہاں آیا۔

”کوئی نہیں ہے یہاں اپنے گا۔ پچھلے پچھلے دنوں سے کھلتے ہیں اور وہ کہتے“

پہلے کھلتے کی ماہ تارا اور بی بی ریا کی انھیں نثار ہے۔ آج نعلی نیک کے بچے بھی باہر

ساتھ میں کوئی ہے ہی۔ وہ پہلے پچھتے کے ساتھ تھے۔“

میں گہرا گیا اور بولا۔

اگر بات ہے تو میں نہیں دیکھتا، چھٹی دیا میں دوش جاؤں گا۔

ساتھ ساتھ دھیان لے رہا اور بولا:

”بس ابھی سے گھر آئے، صرف بیڑوں سے ڈر گئے، اور میں یہاں آیا اور ہے کے

پہلے پہلے پڑیں گے۔ بہت سے کام میں ہی آج تک کے ساتھ بولے۔“

ساتھ ساتھ دھیان لے رہی کی بات کے تھوڑے بہت جھجائی، دیکھ کر بڑے نہیں ال

گھڑنے کی طرف ہنسا کر شہا بولا:

”اچھا، وہ سب ادا ہوا۔ میں چلے کھلتے کے لئے تیار ہوں اور ہے کے چلے

جیتا ہے سے ہی نہیں، انکھلاؤں گا۔“

ساتھ ساتھ دھیان لے رہی چلے نعلی اور نہیں میں سواہر جگہ دار پہنچے اور ایک

انتہا سے ہمیں بلکھندہ مستان کی نعلی، ریا کا مرکز ہے وہاں آپ کہ پانچ پچھلے سہارے پوز ہلے

خرا نکلے نہیں کے، نزار ان گنت اکثر ایک گز سے بیس اور آٹھ سو کے نکلے نہیں گئے، ستر

دھیان لے رہی وہاں کی ایک مشہور فلم کہنی کے مشہور فلم سزا سے متاثر ہو کر ان کا بتا تھا جی۔

میں مشہور فلم کہنی، مشہور فلم سزا، دونوں کا بڑا اہم نام ہے، تھوڑے ہی ہی میں ناخوش ہوا
کہ اگر میں مشہور فلم سزا میں یہ اہم نام ہو گیا اور میں مشہور فلم کہنی میں جیسے کام مل گیا تو پھر
توئی کھلتے کے زیادہ، وہ وہ وہ نہیں کرنی پڑے گی، میں دوسرا چاہتا تھا اس مشہور فلم کہنی
کا کہنی کا بڑا بڑا رقم کا جتنا کسی بارشہاد کا محل پر تھوڑے ہی میں ایک لاکھ ہی اور ایک لاکھ لاکھ
کے درمیان ایک تنگ سے دیکھنے کے پاس پر نہیں کر سکتے تھا:

”اب تیار ہونا، اب نہیں اس مشہور فلم کہنی اور مشہور فلم سزا سے مراد نہ ہونا
بلکہ ہر ممکن طریقہ سے انھیں رعب کرنے کی کوشش کرنا۔“

میں نے کھانی کی گرا دھیل کی سسک کر مجھے برتاؤ ہاں کو ہاتھ سے بگاڑ کر رعب
کر دیا اس طرح کہ بڑے بڑے فلم کار سب نظر آئیں جو اس فلم بلکہ نیا ہی سے ملنا لڑنے
کے سلسلے میں چلا جائے، یہ مشہور فلم سزا کی حقیقت دیکھتا ہے؟

زینے کے ہم ایک تنگ سے کھلتے میں داخل ہوئے جس میں وہ سینہ ہی
آئے ساتھ دھیان لے رہی ہوتی تھیں جس کے ایک طرف ایک بھاری بھر کم سیاہ نام جھک کر
آ رہی سیاہ رنگ کے گھیرنے کی ایک پلکان اس میں سیاہ تھیں پہلے بیٹھا تھا، ساتھ وہ
خانہ رقم کے آ رہی تھیں، اور وہ ان کے ساتھ ایک طرف پر تین نوزائیدگیوں کو تمام
بازو سرخی طرف ہے اور سب اسٹاک کھلتے چلے جوتی تھیں، تینوں لڑکیاں خوب مشہور
کم اور سب ہم زیادہ تھیں، ہائے داخل ہونے ہی بھاری بھر کم سیاہ نام جھک کر
آ رہی تھیں کھلا ہوا اور بولا:

”آج بھی اپنا خاص عرصہ، تم سب لاکھوں نام کے بھدا دھریں آیا ہے۔“
ساتھ ساتھ کھلتے ہوئے سزا، نزار، ناز میں اس سے متاثر ہوا۔

میں بڑا حیران ہو گا اس پر نیز آدمی نے سارو کو ساگھو یا اور سارو سے کہ اس طرح نیا زمانہ انہوں میں سکھانے ہرے ہاتھ مار کر خدو کا منظر ہو گا ہے لیکن اذیت سارو کھینچ گیا

سیٹھ بھی، میں آپ کو اردو کے ایک بہت بڑے اور سب سے طے لایا ہوں۔ ان کے بیٹے جیٹھ لالہ میں جلیں موجود وہ اردو کے چوٹی کے ادیب

سیٹھ میری طرف دیکھتے ہوئے بولا:

آئی ساد ایسا، یا ابھی سلام فرم سے مل کر بیت عرش ہوا۔ سیٹھ نے مسافر کے لئے ہاتھ بڑھا دیا لیکن یہ سلام

میں نے طرفاً دیکھا ہاتھ ملا لیا اور پھر اسے بیٹھ گئے۔ سیٹھ نے کہ میری طرف اور کچھ سارو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

ابنی آپ لوگ کیا ہیں گا، سونو میں گایا چلنے لیر گ یا سارو کھینچ گیا چائے لیر گ سیٹھ

سیٹھ نے دیکھ کر آواز دی

"اے رام مرٹھا، ہا ہرٹھ کے کلمات پر لے بول"

میں بول میں سوچنے لگا کہ کیا وہی منہ پر رقم ملا ہے جو میرے وہ پانچ بھائیوں گھر پر ہے کھنڈالی نہیں بنائی ہیں جن کے نام میں یہاں عرصتاً نہیں بتا سکتا ابھی سارو جہاڑی میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ سب بلکہ سیٹھ سلام لیر گ میری طرف سے ہیں یہاں بیٹھا ہے۔ کپڑے پہنے، وہ گھروں پر مشتمل رقم کھینی کا دفتر اور رام مرٹھا اور باہر والا اور تین خوب جہم عورتیں — کیا یہی ہے غلطی نیا — میں تو کیا کیا

تصویرات کے تو واقعا سوچا، جتا تھا کہ غلطی دیا اس طرح نیا سے کہتی مختلف اور کتنی غلطی ہو گی لیکن قریب نصف، چوتھی تیسری تیسری نظر آ رہی ہے، میں بھی صرف ہاتھ کا کھینچنا ہی سب سے بھرتے چنے نکال کر میرے بھگتے اور بولا:

'لوہی نہیں ہی — چائے آئے تک تو اسے چلاؤ'

پھر رہتے رہتے پھڑا چنے چائے ہوئے سیٹھ نے سارو سے پوچھا: ابھی آپ نے وہ ہارڈ گیت لکھ لیا ہے تو فرسٹاؤ؟

گیت کی کچھ پیشینہ تھی کہ سونو اور سونو کی غلطی کا شکار ہو کر لیر گ کے ہاتھ ہرے ہیں لیکن سونو کی ہارڈ گیت میں اس غلطی سے واقف ہے اور وہ ہارڈ گیت سونو کی غلطی سے روکنا چاہتی ہے، سارو کھینچ کر یزوف ٹیکٹ فرم گایت سنسٹا لیکن سیٹھ نے پتہ نہیں کیا اور بولا:

اپنا خاص صاحب اس کو تم ذرا جمیل اور جلد بناؤ۔ اس گیت میں عورت کا جہاڑی ہرٹھا چلے، ہم اس میں عورت کا جہاڑی ہی بڑا جمیل دکھائے گا اور سونو

سارو کھینچ سونو سے ہم سے جواب دیا:

سیٹھ تم فکر نہ کرو، ہم اس میں عورت کا جہاڑی ہی بڑا جمیل دکھائے گا اور سونو میں وہ وہی گنگ لائے گا اور اسے گیت میں پر ہم تو آرٹ کوٹھ کر بھروسہ گا چھا اب اور میں ایک پانچ سو سو سو تو لہو، ہارڈ دوست ہے اس کو کھینچی کی میری گنگ لگتا ہے اور ہم تم کو اس سے بھی ایک تہہ دار سونو دکھائے گا

سیٹھ نے جھٹل کر تھپ سے ہاتھ اٹھا اور میں جہاڑی دیکھا کہ یہی جھٹل جہاڑی دکھوں لیر گ جہاڑی کے زیادہ تر تھی تھی کہ ایک ٹھنڈی میں اس جھٹل سے کوئی دو تین جہاڑی

وہی کھلے تو اس میں سے کچھ نیک خوردہ چیزیں کسی رسب کے بیٹوں نے سامان کو دیا اور وہ
انہی پر ڈیڑھ تپ کے اندر میں کوئی نرس کلاس سپنری کا کوئی تینیا
وایتز باہر لے گا تو ہم کہیں لے گا اور وہ ہم تم سے کاشر کٹ کر چلا۔

اس کے بعد ہم باہر نکلے۔ میں نے سامان کو چھوڑ
ڈاڑھا اور عجیب آدمی ہے۔ اس کی سبب میں اتنا جہت سارے پیسے ہوا میرا
نہر آدمی ہے لیکن میری جتنے کاٹا ہے؟

سرا سٹھ لکھا: یا تم نہیں جانتے اب سے سوڑ سال پہلے جب میں کین کے
مشق میں جتا کر سے ہانگ کر بھی آیا تھا تو اس وقت اس کے پاس ایک پیسے بھی نہیں
تھا وہ وہ بیٹی کی سٹرکوں پر وہ دن بھر تھے گھاگھا کر تاکتا۔ اب کو تھی ہے لیکن میں
زانہ میں ہی وہ چنن کو نہیں بھولتا چاہتا۔ پھر سامان کو لے گیا ایک ایسٹم پر ڈیڑھ سا
تھوڑا سا پرنٹس سے قوال تک چنے کھا کر بائیکلین دولت مند ہونے کے بعد، من
چنن کو بھول گیا۔ میرا بیٹو: ہے کوئی جیسا اس کی ساری نہیں ہیں ہوتی ہیں اور کو کہیں
کام نہیں تھا سوچ وہ دام کی سٹرکوں پر لانا لانا بھرتا ہے حتیٰ کہ اس کی سبب میں
چنے کھانے تک کے لئے نہیں ہیں۔

اس کے بعد میں وہاں خود بریاں پر آیا میں نے آیا اور بھی کہا ہی کھنے میں صرف
ہو گیا اور اس کے بعد وہ سب مل جگ میں سے مسلسل چوستا اٹھی کہا جانا کھیں لیکن ایک
نئی کہا ہی نہ پسند کی گئی اور نہ فرقت ہو سکی۔ وہاں لے جتوں وقت چنے کھا کر
اپنا پیٹ بھرتا پڑا ایک دن تنگ آکر میں نے غلطی کیا سے متعلق ایک اٹھی کہا ہی
گئی جس کا نام تھا: چنا ہر گرم: اس میں مشق: بتایا گیا تھا کہ سنم سان، غم و شکر

بہتر، بیٹوں، دن اور کابینین پھر سہو ری ڈیٹر شاہ و دیگر کس طرح چنے کھاتے ہی
کہوں کھاتے ہی، ایک واٹر بریل پر بیٹوں، بیٹوں کی طرف کس طرح ان سب ہوتی ہے
اور ایک واٹر بریل کی خاطر میں اور کابینین کو کیا کیا حکمت، انجانہ کرنا پڑتی ہیں جب
میں نے غلطی کہا ہی ایک ہر واٹر سر، ایک واٹر کٹر، ایک ہر واٹر ایک بیٹوں، ایک
واٹر اور ایک کابینین کی موجودگی میں سنائی تو سب کے سب ہر کٹ گئے اور نہ لگے
داموں، غلطی کہا ہی غلطی، اس کے بعد جب ہر واٹر سر نے مجھے اس قسم کی بے ڈاگ کہا
لگنے کی رحمت ہی اور انہو سنن تم ہی، دینا ہوا تو میں نے انکھوں میں آنسو ڈاکر ہر واٹر
کر ان سے کہا:

اب تو میں سچا پتے زہن ہاؤں گا۔ اپنے مسد کے کاٹنے کو ان کا اور جب
سے ہر مسد چنے کھانے کے قابل ہو جائے گا تو پھر میں غلطی کوئی نہیں کروں گا۔
اب تو ان پکڑنا چوں۔

اس کے بعد سبھی، روز میں اپنا ہر واٹر ستر سمٹ مید، باور کی جھاگ گیا۔
اور گریج ٹیکر ہی، دھوکے قدموں میں سینٹیا پانچ روز پہلے اندھی بھرے رنگ کر رہا:
ان، غلطی جانا سے ہی، وہ ناور کھنے سے لے نکلا ہوں،
میری ان سے چنے کھا کر نہ پلے گئے شروع کرنے۔

ات پڑانی ہوتی ہے لیکن اب جب کسی میں کسی خوش پوش آدمی کو سڑک پر
سے چنے کھانا ہوا گزرتا دیکھتا ہوں تو فوراً کھجنا ہوں کہ فرود علی دینا کا آدمی جو آپ کی ہی
جب کوئی خوش پوش شخص ہو کہ جو چنے کھاتا ہوا گزرتا تو آپ بیٹوں کسی جھگ کے
روک کر اس کو چنے کھا کر کس نام ہی نام کہ ہے ہی تو وہاں پکڑ کر کسی شخص کے اس رقم کا نام

قلمی حوں کا قلمی پول!

تقسیم ہندوستان کے نوابوں میں ہجرت کر کے پاکستان چلا آیا۔ سب کو
 پہنچ گئے معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ اس نے ملک میں ساری باتیں آباد ہیں
 علی نیا، اونی و نیا، جیڑی نیا، سماجی و نیا۔ لیکن انہیں ہے تو صرف قلمی نیا نہیں ہے
 لیکن یہی وہ خوشی نیا اور پروانہ نیت نہیں ہوتی وہ ایک دن گئے معلوم ہوا کہ پاکستان
 میں ہی قلمی نیا موجود ہے، یہ خبر بہت سے بڑی صحیفہ نگار قلمی لیکن چونکہ یہ قلمی نیا
 میں نواضل ہے لہذا وہ نہیں جانتے کہ وہاں کون کون سا تو بکر قلمی
 اس لئے میں نے سوچا کہ قلمی نیا اگر ہے تو ہرے درہگ اس سے کیا لینا ہے میں
 تو اپنی قلمی نواضل میں رہا اور ہر نواضل کو گرا دیا لیکن ایک نواضل سے ہرے چھ
 کھانا چاہتا تھا۔

چنانچہ ایک دن میں ملا ہمدی مہر، معروف مسٹر کھنڈو روڈ کے گھر چلے
 پر ایک مسٹر کھنڈو فرش سے لکھتے فریہ ہا تھا کہ تجھے سے میرے کندے پر ایک
 زبردہ ہاتھ پڑا ہے تے پر تک کہ گھبرا کر میرے عزیز ترین اداکار دوست مذاق علی
 شاکر کہنے لگے، جو کسی نہ لگے میں گھبرا کر قلم لکھنے کے مشورہ دیا، میرے کہہ ای، ان کو
 پر گزرتی چھ سات سال بعد ملاقات ہوئی قلمی اس لئے ہم دونوں بڑی گزرتی سے

بفضل گزرتی ہوئے، ہم دونوں ایک ہر نواضل میں بنا بیٹھے بڑی درت تک باتیں کرتے
 ہے اور اس کے بعد مذاق علی شاکر نے کہا،

بھگت جلیس: آدم پر یہ مطلب گئے ہرے سے تہذیبی تلاش قلمی، گئے یہ
 معلوم ہوا تھا کہ تم لاہور ہی نہیں چراتی میں ایسی ایسی کتابوں انہی کے دفتر اور ہر نواضل
 گیا تھا، ہر ایک تیز رفتاری نواضل میں ہر نواضل کے نواضل کتابوں میں ہر نواضل
 میں نے پڑھا،

فرانکے شاہی — علم لکھنے کو یہ آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟
 مشاہیر نے کہا،

یاد رکھنا چاہئے ہی ہر کوہ کیا کام کر سکتے ہیں، بات دراصل یہ ہے کہ میں نے ایک
 فلسفہ لکھنے غرض کی ہے اس کے لئے گئے کسی خدمت کو اس کہانی کی ضرورت ہے، وہ یہی
 تم نے پچھلیس کر رہا ہے، قلمی نواضل ہے،
 میں لکھ رہا ہوں اور بولا،

شاہی آپ ہرے بڑے محترم دوست ہیں، میں آپ کی بات ماننے کی قطعاً
 جس وقت نہیں کر سکتا لیکن ہرے ادیب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ گئے تو اس
 دشنام سے دور رہتے دیکھتے ہیں تم کھانچا ہوں، شاہی نے یہی قلم لکھا کہ لاہور کے
 کے اٹاڈی ہیں کہا،

پہلے سے اجانی کی قسم ہیٹ ٹوٹ جیسا کہتے ہے نہیں مانگے ہی گئے کہنے دونوں
 بس ایسی ایسی قلم لکھنے کے دفتر سے — چلو
 شاہی نے ہر ایک اداکار کی طرف سے براہ راست پکڑا، گئے اٹاڈی قسم ٹوٹ گئی

اور ذائقہ ملی شاد و نہ دوستی مجھے گھسیٹ کر نسلی دنیا میں سے گئے،

پاکستان کی غلطی دنیا ہندوستان کی غلطی نیلے تعلقاً مختلف نہیں ہے اس دنیا کے بڑے دردناکے میں اعلیٰ ہر تہی پینا شراب کا جھکا ناک سے ٹکراتے اور ایک ہے ہاگ تم کے شرح حین کا کھٹکنا ہوا تہہ ہر مسائی ویتا ہے۔

ہر اسی میں اس بڑا اس تم کے تہہ ہر سے پہلی طرح آستانا۔ ذائقہ ملی شاد نے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک ایڑھ کے تو فریل اور غرض پوش آدمی سے یہ ارتداد کرنا جن کے ساتھ ڈوڑھتیں تھیں یا پھر وہ شراہیں تھیں۔ وہ صاحب لاہور کے بہت بڑے سرایہ دار تھے اور قسم کہنے کے مالک تھے، فلم کا بیض صرف اس تو شرق تھا کہ انھیں اور بیان کی بری دونوں شراہوں کا چمکا لگا ہوا تھا اس کے ملا وہ ادب کے نہیں، وہ ذلتی صحت سے واقف تھے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ظم کی انسانی زندگی میں کیا اہمیت ہے بلکہ بد میں مسلم ہر اگر انھوں نے اپنی ایک حد تو ان میں سے وعدہ کر لیا تھا کہ اعلیٰ نسلی آسمان کا ستارہ فرود بناؤں گے اور یہ مسلم کہنے میں امن وہ کی تکمیل تھی ذائقہ ملی شاد کا چمکا لگا جو احترام تھا، اس تو میں اس کہنے کے لئے ایک فرسٹ کلاس کہانی بیکر کھلے گھنے بیٹھ گیا مسلسل دو ماہ کی سنت کے بعد میں نے کہانی مکمل کر لی۔ ان دو سہین کے حور

میں اور جو لا تعداد برتیں خالی ہوتی رہیں، مشرب اب کی تہیں ہیں اور جانی کی تہیں ہیں ذائقہ ملی شاد نے کہانی کا مسادہ مزہ سینے دوڑا مسکرانے اور وقت کو لا دیا تھا، لیکن مشرب نے تھی کہ کہانی کی تکمیل کے بعد مسادہ خراب کیا جانے کا۔ کہانی میں وقت مکمل ہوئی فلم کہنے کے مالک کو مزہ نظر نیلے سے گئے تھے، وہ جب لاہور آئے تو میں کہانی میں تھا اس کے بعد بہتہ نہیں چلا کہ یہ مسلم کہنے کہاں پہلی گئی، البتہ اس کے دفتر کی چھاب

ایک امپورٹ اسپورٹ کا دفتر ہے، مذاقی شاد بھلے ہی ان سرایہ و ادیبوں کے تھیں میں ہیں اور میں بھی لیکن پچھلے چار سال سے آگے پہلی چاری ہے، میں جب رو اور پڑھی میں ہر تہی تو میں ڈھاکہ میں چوہا ہوں، وہ ڈھاکہ میں ہر تہی، تو ہندو اور انڈینی میں انھیں نہ فرنا تھیں لیکن یہ کہہ دینا گول ہے اس نے امید ہے کہ کہیں نہ کہیں ان سے بھلی فرود ہوگی، اگر یہ مسادہ دو دوڑا مسکرانے اور وقت ان سے وصل نہ ہو سکا تو کم از کم میں باوجود محسوس کے انھیں دوڑا مسکرانے اور وقت ان سے وصل نہ ہو سکا تو کم از کم میں

اس کے بعد میں نے پھر تو یہ کی اور غلطی، البتہ اس میں ملی دنیا میں گیا لیکن بہت اہمیت اور دوست احباب ہوتے ہیں، ایک اور مضمون دوست و چھوٹے تھی جو مشرب شاد میں اور غلطی شامی میں بھی طاس نام رکھتے ہیں، ایک دن تشریف لائے اور نہ دوستی کے غصیٹ کر پھر غلطی دنیا میں لے گئے، اور مسکرانے میں بھی اگرچہ شراب اور جانی کی تہوں کے رسیاتے لیکن استیلا جلتے آدمی تھے، اور سستی ہو گئی اور تہہ جاتی مسادہ بھی ہو گیا میں نے قسم لیا کہ کہانی میں بھی، مکمل سے لے، مسادہ پھر دوڑا مسکرانے پھر لے ایک فرود کا کام سے جان پڑا، میں میں اس کہانی کے لئے رازن ہر میں اپنے تم مسادہ کے پاس گیا اگرچہ ان کے آسنے کے دردناکے بڑے پر رکھا ہوا تھا IN لیکن میں شاد پر چنپا آدمی بیٹھے ہوئے ہونے کے باوجود آؤٹ (OUT) تھے اور مسادے ایک ہو گئی خالی پڑی تھی اور دوسری آدمی خالی ہو گئی تھی میں نے انھیں چھوڑ کر چلنا تو لڑنے اور چنگے اور چھاب

یاد تھا سے پاس ۲۰۰۷ء وہ پے ہی توج بناس بندہ میں کل میں تھیں واپس کر دوں گا۔

میں نے کہا،

یا مغلراجو تب میں تو آپ سے روپے لیے لیا تھا مجھے تار وصل ہوا ہے اور
تجربہ شام کی کاڑی سے بکے کر لڑی چاہیے۔

ظہر ساڑھے سے چیلے سے ہوئے:

مگر کچھ اور میں وقت نہ کر کے لڑی میں تیس جیتا ہوا ہو رہے گا میں لڑی
جنگ کے نام ہمیں جیتتا ہوں وہاں بھی اپنا لاکھونٹ ہے۔

مجھے ان پر ترس آگیا۔ میں اپنے اپنے انداز کے دفتر سے کورم سفر خیر کے لئے
لی تھی اور امید تھی کہ لڑی جیتنے ہی میں کاروبار ہو جیکے کیش کرانوں کا اس نے ۲۰ جنوری ۲۰

روپے لئے دئے اور اس کے عوض انہوں نے لڑی کی ایک جنگ کے نام ایک ہزار
داپے کا چیک لکھ دیا میں نے لڑا قش ہوا اور اسی شام کا ہیر سو لڑی روانہ ہوا لڑی پنج

کریں نے سب کو جتایا کہ میں لاہور سے راجہ میں کو روٹا ہوں اور اسے دو دستوں اور
خزوں کو دعوت کے لیے مجھے لکھ لیا رات کھانا آپ سب لوگ میرے ساتھ کھا میں نے

دو سکون ملا تھا میں نے ہزار سو کو فرض تو میں مرشہ میں کر ایک ہزار روپے
کچھ جنگ کو چری ہمتی تاکہ ساتھ سب میں دیکھ کر گھر سے باہر نکلا۔ گھر کے ساتھ والے

پڑاؤ سے 555 سگریٹوں کا ایک ٹن اور ایک اور سے اسیٹین لکھا گیا ایک چار ہا
ہوں اور ایک ہزار روپے لکھ کر دلا ہوں اور اس کو یہ بھی آرٹوشے ڈاڈا کرتے

میں نے دو دستوں کی دعوت کر رکھی ہے اس سے کم از کم پانچ ڈیپے 555 کے مختصر
لکھے یا اگر نہیں ہوں تو ڈاڈا سے تھے سڑک پر آیا تو خیال ہوا کہ کم از کم تین

میں نہیں بیٹھا پانچ۔ ٹیکسی میں چلے تھے۔ ابھی کے بھی ہزار روپے لئے وہاں سے

اتنی ہی گز بنی گا

بڑی مشابہت سستا سے ٹیکسی کو آواز دی اور ایک خوبصورت ٹیکسی میں بیٹھے
کر جنگ کے کاؤنٹر کے پاس کھڑے ہوئے تو گلی پر ایک عقادت کی نظر ڈالی جیسے
ان سے کہتا ہوں کہ تم کیا کچھ ہو گے ایک ہزار روپے کیش کرنے آیا ہوں لوگ کہ
میں نے پیسے دیا اور اس نے مجھے جیک ٹوکس دیا اور جیک ٹوکس میں بیٹھی
خان سے چلنے لگا کوئی پانچ سات منٹ بعد آواز آئی۔

نمبر ۲۰

میرے ٹوکس کا نمبر ۲۰ تھا اس لوگ کے پاس پھر پانچ تو روپوں کے بیلے چیک
اور جیک کے ساتھ ہی گیا ہوا ایک پرچہ۔

اپنا چیک میری آنکھوں کے آگے اندر سے اچھا گیا اور اسی اندر سے میں نے
پانچ پانچ تو گے مسرور ہوا کہ تم سارا کورم دیا اور اس کا نوٹ بند ہے اور شاید پست

روپے اس میں پٹے ہی میں نے گھر کو جیب ٹوٹی تو جیب میں صرف چار روپے
لا لکھا تھا ہوا پانچ لکھا ٹیکسی کاروان پٹے میں اپنے پتہ پر تھے تھے تھے گرا

کے ادا کر دیا۔ جیب میں ایک تہائی تھا جس میں بھی نہیں بیٹھ سکتا تھا کہ میں
کا کم سے کم گرا یہ ڈیپے آڈے پوسٹ مارکیشے جیڈا آباد کا کوئی سبک پر سے پانچ

میل جتا چلتا ہوا ۵۵۵ سگریٹوں اور خوں جگ پتیا چلتا ہوا اور گھر کے ساتھ ملے
پڑاؤ کے پاس پانچ کر روٹا۔ اس نے چاہے تھے تو گھر میں نہیں کہا اس کی وی لیکن

میرے دو دست اجاب نہیں میں نے رات کے رات کے کھانے پر دعوت دی تھی
دو سب رات گزرتی تھی اور میں اپنی وقت کی گاڑی کے مشہر میں بیٹھنے کی مشہر پر

ہیٹا خود کو کشتی کرنے کے ارادے باذقت اور تورا کا بار ہوا تھا وہ دوست اصحاب اس زمانہ کو
دوست اصحاب نہیں ہے بلکہ دشمن بن گئے ہیں حالانکہ ان کو دشمن بنانے کی ضرورت ہی
ہی ہے کہ مگر ظلم سے انصاف پر ہے!

عصا روز بروز کھلی مرتبہ جسد میں ہر گویا خاتوا اتفاق سے مجھے میرے نظم ساز
دوست بیٹان روز پر نظر آئے ان کے شامت ہاٹ سب اتر چکے تھے یہی چتران علی
قیس پہنچے ہوئے تھے پہلے موٹر سے کہا بات نہیں کرتے تھے اب پیدل ملنے ملنے پھر
بہتے تھے میں نے انھیں پکڑ لیا اور پولا

قبیلہ آپ کی ایسی تھی میرے ۲۰ روپے سے بھی شرح اور ہر کھد کھد روز
مانے چرتوں کے عین شامت گروں کا ہے

بچپن سے یہ سن کر بے شہت کر مہلتے پتہ نہیں میلوں میں گسرا ہوا ہوں
ان کے آسوں کو دیکھ کر گچھن گئی اور سب انھوں نے جتلیا کی ایک ادارہ عورت کی
خاطر انھیں جیل کی ہر ایسی کھائی پڑی ہے تو میں بھی زاد و قطار دے لگا انھیں گلے سے
لگا لیا اور ایسے گرا گرا کر مٹائی پڑی ہی میو انھوں نے نہیں بلکہ میں نے ان کے ساتھ

جسٹن چیک کا فرادہ کیس ہے اور وہ میرے ۲۰ روپے کے قرضوں نہیں بلکہ میں ان کا
لاکھوں کا مفروضہ ہیں جب ہم دونوں دور دور کر لیا ان ہر گویا خاتوا انھوں نے بتلایا کہ وہ کین
دن سے ہر کے ہیں گے اور کی اور وہ قرض آتا میں فرادہ انھیں ایک ہر لے لے گیا خوب
کھلا چلایا اور مزید ۲۰ روپے قرض لے کر اپنے خسران ہاٹ لے لے لگا اور سب
ملک میں تہلے تہر میں بہان ہیں تو میرے ہیزبان ہر لیکن گھرو نہیں یہ زمانہ ہی
چکر کر اٹھتے بہان خود جنگ اور ہیزبان کی ہانڈاری کے فرائض جیسا م دیکھا آج سو

روزانہ جب تک میں لاپتہ نہیں ہوں میری طرف سے تہداری اور وقت کی زانی میرے
ذمے ہے اور روزانہ تیار مارک سگریٹ کی ڈوڑھیوں

وہ بڑے خوش رہتے اور ابھی تک مجھے خوش ہیں

اس کے بعد میں نے پھر ایک بار کان پکڑ کر تو یہ کی کہ اب چلے میری پسند
اور گھر و گرس ہی آکر کے غلطی تیار میں نے جانا چاہے تو میں تب ہی نہیں جاؤں گا

مگر بیت ہی جسد سلوم ہر گویا میری تو ہار میری قسم ہی کہ تمہارا جان
تم کی ہے بہت نہیں ہر زاد نہیں کہ گب فوٹی اور گویا فوٹی مشورہ یاد ہے کہ جسد
کہ اپنے رخ برتوں کا نشہ لڑا تو میں پھر غلطی میں تھا اور میرا کہی کہ سلوم ساز اجیتے گویا
یہ قسم نہیں قائم کی ہے کہ کہہ رہا تھا

ادام جانی! ایسے شیر کی چوخی برتن باقی ہیں ڈی تم فسکری اور روزانہ
بہت جسد لے گا جب تم جانے داکہ لےنے میں چھوڑتا تو رنگ میٹ پکڑا اور گارہ
تہا رہن میں سال ایک دم نورد اور شوک (مشورہ) ہو گا اور تہداری کی لاک
گازی سٹوڈر کے باہر کھڑا ہو گا

میرے جواب دہا
نہیں یہ سب صاحب نہیں میں بڑے تیج تجربے اٹھا چکا ہوں اب میں کھلی رقم
لے بیزار ایک لفظ نہیں کہوں گا

سینور ہے
ڈی تم فسکری کرو کل ہم تم کو کیا ترادہ روپیہ دیکھا کھرا اور یہ اس دورہ ہر
میں سے حیران ہر کر چھا

یاد اور ادا کیا یا تو قسم کاس اہلے اور پھر اپنے سردار ہے
نورین داریں کیا گئے کی ضرورت نہیں
میرزا صاحب برے:

ابھی سلامت تھے جہان سے نامشروعی میں ہے اور تم کو نہ ہی پتہ نہیں کہ کون کون
میں رہے ہیں یا اپنے سردار کے دینا بڑا سنگین دشمنان اکٹھے ہوتا ہے
اور کئی تیرہ تو پھر نہ ہی رہے گا اس کے بیٹے تو کام ایک دم نہیں چلے گے
میں نے سوچا کہ چلا اس سے ایک سو ایک سو ہی پہلے چلا او اس نے پچھا
تو پھر کہوں گے وہ تم آپ؟
مہل آپ گیا وہ بگ تہیئے؟

میں نے دوسرا دن کوئی حماقت نہیں کی کسی سے کہ نہیں جانا کہ گئے روپے
لے والے ہی کسی کو دولت نہیں ہی چاہ پاپہ بس میں سوار ہوا اور اس چہل چم چہل
جس کے ایک کسٹر میں اس فلم لکھی کا تو تھا۔ میری آرتھ کے میں مطابق فلم لکھی کے دفتر
پرتا لپڑا ہوا تھا اور پورے نائب تھا۔ میں نے یہ سے پہلے کہ کیا ہوا ہے؟

یہ اچھے سے کہہ دلا
سیکھو گئے ہوں وہی کہو رہے
کے لئے وقت میں کوئی ہر جیسی شونگ سیٹ پر رکھنا ہر جانی واک کے لئے
میں ہم سب ہلے اور میری بھلی میں ایک بار اور دکھری ہے اور اس میری شاندار کھیلی
لاکھ کھیلن سے ہی ہے زندگی میں شہ پہنچاں ساتوں بار بخش گائیں رکھا وہ اس گھر وانا
پھر کیا ہوا تو کی پھر کیا رقم لکھائی۔ لیکن سمجھتے تو وہ جو کہ میری تو وہ اور میری تم ہی تو چھل

کونسی دیکھ کر لکھی گئی ہے یہی ہے

نئے چہروں کی ضرورت

جب سے پاکستان کے وزیر اعظم کراچی میں فلم سازی کے پیمانہ
فلم سازی کا ڈھونڈ شروع ہوا ہے مقامی اخبارات میں ہر روز کھنڈیرے دن اس
قسم کے اشتہارات نرہاہ کو زیادہ تعداد میں شائع ہر نئے گئے ہیں:

نئے چہروں کی ضرورت ہے۔

فراڈ فلم لکھنی کی

اور میں منظم ڈھونڈ سلا گئے

غوب صورت پر ہی چھل کا فراڈ اور شہر زوں اور صحت مند خوش شکل تقسیم
یا قدر زہروں کی ضرورت ہے۔

جیوی یا اشتہارات شائق ہوتے ہی کراچی کے فوٹو گرافروں، روزوں بلایز
ایڈیٹرز، ہیر ڈیسروں، میک اپ اسٹروں، اسپاسٹک یا فوڈز میں یا منسلک اور
یونٹوں کے والی دوکانوں اور چھوٹی چھوٹی ہلے ہنسی ماراں کا کاروبار بہت بڑھ جاتا ہے
گھروں میں نوجوان لڑکیاں سنگھارنے کے ساتھ دھوا کا اور غسل خانوں میں دست
شیکش کون اسٹیشن کی تہی ہیں:

چمن میں چمن بیسے پائل سردی

آجا چوری چوری

آجا چوری چوری

ذوالحجہ کے مشہور شہنشاہ ہی لکھنؤ پر ولایت کیا کہ اس طرح ایک لاکھ گز کوچ
 ہیں اور دن بھر لوگوں پر پرہیز خانہ کی طرح ایذا لگاتے پھرتے ہیں اور رات کو فوجوں میں بھی
 کی کریں، اذیت لگنے کی سیر کرتے ہوئے لگتے ہیں، ۶
 پل پل پہلے بلوغ میں پہنچ گئے اور انہیں گئے

نئے چہرہ کے انتخاب کے لئے چونکہ مقرر کیا جاتا ہے، وہ دن گزرا ان لوگوں،
 اور ولایت کیا، ان کے لئے عید کا دن ہوتا ہے، صبح سویرے سے بازار گیس اور دیکھنا
 جاگ پڑتے ہی نئے بیٹے کو خوب کراٹھیر کرتے ہیں، انہیں خوب دوساں سے جسم کو
 بالخصوص چہرے کو خوب رگڑا رگڑا دیتے ہیں، کریم اور مسوا پیتے لگاوں یہ خوب
 صاف کر دیتے ہیں، رنگ برنگی تھپوں، مٹھلوں، چٹوٹیوں، کوٹ، لکٹائی، اور فربہ
 میں ہلوس خوب پتے پھنکے ہیں اور اس فلم اسٹار بننے کی دعائیں مانگتے ہرگز لوگوں سے
 دعائیں پیتے، بیٹوں سے تعزیر کا حال پوچھتے، راستہ میں فقیروں اور فقیروں کی بیویوں
 یعنی فقیروں، فربہ کو خیر خیرات کرتے اس جگہ پر پتے چلتے ہیں جہاں نئے چہرہ کو انتخاب
 کیا جانے والا ہے

اس جگہ کو انتخاب کے باہر دو دن کے ایک طرف لاکھوں کے آئے اور پوچھا
 طرف لاکھوں کے نئے چہرے کی جوتی ہوتی ہیں، دو دن سے پراکھپتے والے لاکھوں آئے اور
 جو اند سے گھنٹی بھنگے، جو سب سے پہلے اس رنگے جوتی کو اندر جانے کی اجازت دیتا
 ہے جو سب سے زیادہ اس کی نصیحت کرے

ایک فنکار کا ذکر ہے میرے ایک خیاں میں فلم ساز دوست نے افسانہ فلم بنانے
 کے لئے ہی، انہیں میں نے چہرہ کی ضرورت کا مشہور شہنشاہ کو دیا کہ فلم میں کام کرنے کی
 خواہشمند لوگ کیا ہیں اور ان کے بتاؤں ۲۵ روز پہلے ٹھیک ساڑھے دس بجے اپنا اولڈ ٹائم پہنچ
 جائیں، اس مشہور شہنشاہ کو لگانے کے بعد میرے خیاں میں فلم ساز دوست نے مجھ سے کہا،
 میں چ کر دوں، وہ نہیں جانتا صرف بگڑتی باتا ہوں اس لئے تم بھی جاؤ
 انکھائی ہوڑ میں شامل ہو جاؤ، تم جانتے ہو گے

میں چ کر تھریج کا عاشق ہوں، میں نے جہت سے ان کہہ دی تھی جی جان انکھوں کو خوب
 بن گئی تھی، پتہ نہ کریم پر، لیکن انی کو اتنی ہی نہائی جب بڑی شوق ہے اور پھر دیکھ ان میں یوں
 ہے کہ کوئی نہائی تگھیں کر ڈاگس ڈاگس میری بن سکھانے وقت اس پر یہ فراموش بننا جانا
 شک ہے کہ، مانی جی انڈیا ڈاگ، وہی دن اب تم میرے ساتھ ہی کوئی شوقی مٹھی مٹھی
 نظروں سے کہہ رہی تھیں، خدا کے لئے مجھے منتخب کر لیجئے میں آپ کے ایسا ننگی چہرہ ہوں گی،
 ان سب باتوں پر ہی طرح طرح کے ننگے ہیں، وہ روز کو صبح سویرے اپنا اولڈ ٹائم روانہ
 ہوا راستہ میں دیوایاں، وہاں اور عوامر مٹھرتے کر کے لگے جھانکی اور یہ جگہ اور اس ساڑھے دس
 بجے کے جانے ساڑھے لگا، جبکہ خوب اپنا اولڈ ٹائم پوچھا یہاں میں پہلے آپ کو چاہتا
 کریں، اس دن میں ہی انکا تہذیب پر گہر زین کا ناسٹ پینٹھا اور گہرے سر سے رنگ کی
 برنگے میں، اندھی جوتی اور صورت شکل سے اس وقت میں ہی کوئی، اس وقت وہ قسم کا کچھ
 نظر آتا تھا

جس وقت میں انڈیا کے کھٹکے کے ساتھ دلتے برآمدے میں پہنچا تو ایک لاکھ
 تھے انکھیں بکچہ پر نہ ہو گئیں، کوئی، ۲۰ سال کے قریب خوب صورت جسم گدی کالی پٹی

ساؤنی سولہ سترہ اٹھارہ میں جو ہیں انھیں انیس اور تیس سال تک عمر میں ہلال ربیع طیبہ پہلے
 آئے اور تین روز قمرانی مفید اور کالے رنگ کی خولوں میں انھیں غزلے ساڑھاں اور اسکت
 پانچ پندرہ روز بہ شرفی پانچ روز سب اسٹک اور آٹھ روز پہلے یعنی تیس اور ان کے باقی اگلے روز
 میں گزرا کر موش پختہ و سب گتہ را بچھڑ گتہ بھلاش گتہ اور جلا گتہ سمیرہ
 ڈیسنگ گتے پہلے ہوتے تھے۔

جب ہی وہ ان پر کھا تو ان دنوں ان لوگوں نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ بھی
 ایکڑ بننے کے لئے انہوں کو بیٹھ گیا ہوں۔ یہ سن کر کچھ سب کی نگاہیں کچھ پر گئی اور تیس روز تک
 شہادت آمیز نظروں میں سکتا ہوا ہوا جانا میرے ہاتھوں پر کچھ تو ہیں تیز قسم کی سرگرمیوں کو
 وہی تھیں انہوں نے کچھ ہی شہادت آمیز نہ لائیں کچھ ایک ہی تھے۔

ایکسے تو کہ اول جنگل نامہ دنوں میں تیرے کھتے ہو کر ایک خادم کی
 طرح دونوں ہاتھ پیٹلے سر جھٹکے یا آواز جینا کیا۔

آئیے آئیے سترہ سب گتہ پر روز مرہ صاحب صرف آپ کا انتظار کہ ہے ہی ہم
 سب کا احوال ہے صرف آپ کی خاطر ہی ہیجٹ کروا ہے۔

عمر میں گھٹانے کر نہیں ڈریں۔ دوسرے سترے سترے کا باکل لے لیا آئی میرے
 قریب آیا اور ہلا۔

واہ وا! کیا پرستاروں ہے سکتے ہائی وہ ڈانڈال روکے سامنے ایکڑ اس پتہ لینی
 کے آگے بچا ہی؟

تیسرا بیٹا ہے تو کا زجر جن میرے پاس آیا اور ایک ہاتھ ہاں لہر کرنا پانچ
 روٹیاں بچے والے ڈاکڑ کی طرح تصویر کے اندر میں روٹن خور گیا؛

عواقب و حضرات دیکھنے، گھر گھر کر دیکھنے، انھیں بھاڑ بھاڑ کر دیکھنے گزرتی
 سے انگریزوں میں کونہ کونہ دیکھتے اور حق تعالیٰ کے لفظا یہ ہلا اور ان میں پاکستان کی تاک
 اور ہندوستان کی آنکھ ہے اس میں خوب صورت قدامت اور لا جواب انگریزوں تک
 دشمنی نہیں پیدا ہوا۔ اور آٹھ گھنٹے پہلے ہوگا۔ عواقب و حضرات اب اس گرفتار کے
 خیر افسوس کے اہل سزا کے ہلا کیا مقام ہے۔ کئی ہم داپس اپنے اپنے گھروں کو چلیں۔

عمر میں اور مرد گھٹانے کا شہنشاہ اور فتنے سے ہیرا پھال ہو گیا اور جن لوگوں کو
 اندھی میں اپنے پسینہ ہو گیا۔ جس سے کوئی جواب نہیں ہے، ہلا ہلا اور جلال نبی جنت کر کے
 میں ان دنوں کے جو ہم کو چیز تو ہاتھوں کے گھٹنے کے دو دن سے تک کی ایک نے پانچ
 سے ہی کچھ آمینہ والا کیز ہو کر رہا اور ہلا۔

ڈری ہائی تم اندر نہیں جانے سکتے بیٹھ باری باری بلا تیکتا تم باری باری
 پھر بڑی گئی اپنے نیر کا انتظار کرو۔

میں سٹاس سے کہا،
 میں بیٹھ کا دراست ہوں بیٹھ سٹے کے خود بلا ہے۔ میں کچھ بیٹھ نہیں آتا بل تم بیٹھ
 کو بیڑہ کا ڈوٹے جا کر کھاؤ۔

لیکن وہ بڑا خاص طرح قسم کھتے والا تھا۔ ہلا۔

میں میں وہی سب اپنے گھٹنے کا دراست ہونا ہے ہم کو ڈریں ہانا۔ ہم کو
 بیٹھ لہے جب تک ہم نہیں داپس گاؤں کے کھانچے کو بھی اندر میں بیٹھ ہم بند ہو گیا؟
 کچھ بڑا فتنہ آیا۔ لوگ اور لڑکیاں پتے والے کے احوال میں اس مسئلے سے بہت
 غصہ ہوتے خوب قہقہے بلند ہوتے اور ہیرا پھالی اور غصہ کے لئے بر حال ہو گیا میں نے

دوں سے چنانچہ انہی مناسب بھی چنانچہ میں سے پہنچے ہوئے تھے
قدم اٹھانے اور بڑے رنگ کی شیشیوں اور اٹھارہ گھنٹہ کی بڑی اپنے دونوں دوسروں سے بھی
اور جو کچھ سیکھ کے پہنچا وہ ہر شے شہری تھی شیشیوں پر وہ میری شہزادہ میری آؤ سیکھ کی
بڑی لے گیا۔

انسان کی کیا آشرورہم ہو گیا وہ میں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں میں اندھا چاہتا
تھا مگر پتا دلنے کے لیے امید دارانہ کر لیا کہ وہ کیا انداز میں ہی نہیں وہ اندھائی لے گیا
انہوں نے وہ غم سے آئے تھے میرے ساتھ تھے میرے ساتھ رہا۔
پہنچا ہی ہو آسمان ہی۔ کچھ نہیں لیا امید دارانہ کر لیا اور انکڑوں کی موجودگی
میں پتا دلنے لے میری ڈی بے لڑائی کی ہے اس کے لیے اب وہ نہیں جاسکتا
سیٹھانی لے گیا۔

لے لے جانے دیجئے جانے دیجئے آئے میرے ساتھ تھے۔

کہہ کر سیٹھانی اپنے چہرے پر پھینکے میری گلابی پڑا کر کے اور کبھی نہیں
اور پھینکے اور پھینکے سیموں کو دیکھ کر پنے ۱۰۰ میں سے کھلتے پرے دن کھولنے کی صورت
دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے لانا کھڑا سونا اور امید دارانہ کر لیا نے بڑے پھینکے مجھے دیکھا میں
تھے نانا خانہ اور ان میں نہیں لکھا۔ اور ان کو پھینکے پر اور وہ کھل گیا۔ سیٹھانی نے پنے دن کھولنے
تو میں نے کھلنے میں بڑا ڈانٹا اور پھینکا ہم اندھ گئے سیٹھ صاحب نے پنے دن کھولنے کو انہ
پاک کر ڈی سخت سنت مست نہیں اس کے بعد جب انڈیا و شہزادہ نے کھلتے آتے پنے
دلنے تنہا کہ باہر گئی امید دارانہ کر لیا اور دیکھ لیس نہیں ہو رہا جگ پھینکے میں نے وہاں
یوں ہی کیا پھینکا اور وہ جگ لے کر گھر ہر جے تو میں انتظار آں میں ہوا ایک کئی ایک

کی سیٹھ صاحب نے ذکر کیا۔ سیٹھ نے بڑی مرتبہ سے لے لیا اور کہا:

بت آؤ اب میرا کیا ہو گیا: میرے اپنے دو ٹھیک کرتے رہے پھر

سیٹھ صاحب نے کہا میرے باپ کو یہ کیا خیال ہے؟ سیٹھ صاحب نے پنے پنے
سیٹھ اور خاص طور پر سیٹھانی نے بڑے غم سے لے لیا اور کہا وہ میرا کر گیا ہے:

ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ سیٹھانی نے کہا:

مجھے سمجھنے سے کہ ہم وہاں لے آئے کہ اس سے پہلے ایسی خبروں سے کیوں نہ لیا
سیٹھ صاحب نے۔

پنے دن کھلنے کا نام لے کر میرے دن جانے میں لے گیا اور

بسم اللہ

سیٹھ صاحب نے پھر کچھ سوچا اور کہا:

لیکن میرے دن؟

میرے دن کا نام پنے ہی سیٹھانی ہی بالکل اسے لانا چاہتا کسی اتنا نہیں سمجھتا میں
میں لے گیا سچا دن

سیٹھ صاحب نے اس کے پنے پنے پنے کی کئی کئی پنے پنے پنے کر لیا
کہ کھلنے کی صورتوں میں کھلنے کا حکم دیا اور پھر اس کے بعد ہم نے کھلنے کی صورتوں میں
شہزادہ کو دیا۔

آئی یہ وہ سب سے پہلے لانا پنے

تو حالے قلم ڈھکوا کر اس کے شہزادہ کے پنے پنے میں کھینچا اور وقت کا
انتظار کیجئے۔ کیا فائدہ؟

بھی نہیں ہمیشہ ہی ہیرا نہیں نکلتا۔ ایسی ہیروئن ہر ڈاکٹر کو دیکھے گا چیلر
تو بہت خوب صورت اور ایک نام جو ان چہرہ کی ناگہانی ہے۔

میں نے کہا، لیکن ہمارے سر میں ہی ایسی ہیروئن کی فنی بہت مشکل ہے۔

پر ڈاکٹر سٹو جو اب زیادہ ہیروئن تو تین چار خوب صورت اور جوان ہوتی ہیں تو اگر
آپ کہانی میں پکڑ لیا بتاؤ کہ ایک ہیروئن کی جڑے امیر کی جوان اور خوب صورت لڑکی تھی
لیکن ہمارے سر میں اگر وہ مطلق ہو گئی ہے اور ایک سمجھ بڑے میں تھی ہے۔

میں نے دل میں سوچا یہ فلم بے شک تو نہیں چالیں گے اس جڑے روپ میں کہ کسی
فلم تھی ہے اور پھر جب فلم بننے سے پہلے ہی، نہ کبھی نہیں، وہ ہیروئن ہی شروع ہوتا جا
۔ پہلے کیوں نہ اسی ہونے میں ہیروئن کی تلاش کے پہلے نہ بھی دیکھ لیا ہونے لگا کہ
میں کتنا مشت ہے اور کتنی بے ضرورتی ہے۔ تو بڑا گولڈن جاس ہے وہ۔

دوں مشت ہیروئن کا زیادہ نہیں جوتا

میں نے کہا: اچھا ہی آپ لوگ جو فیصلہ کر لیں، مجھے مسئلہ ہے چلے پہلے ہیروئن
کو حاصل کیجئے۔

بڑی دیر تک ہم سوچتے رہے کہ کیا ہم مشرق کے اخباروں میں نئے چہرہ کی
فہرست کا اشتہار شائع کر دینا چاہئیں، لیکن ہمیں ہم نے یہ خیال ترک کر دیا۔
کہ وہ ہمارے کتب سب کو نہیں دیکھ سکی گی اور ان کی خاطر قرائت چلنے والی ہیروئن
اور ڈاکٹر ہیروئن اور ان کے دل سے ہمیں فریاد چلے گا۔ ہر لوگ ہم گانا سننے کے پہلے ہر بات
ہیروئنوں کے بارے میں پتہ نہ ہو گیا کہ وہ ہیروئن کسی گولڈن سے کوئی لالہ اخبار میں

میں اس لئے کہ مخالف تھا کہ ہم ہیروئن خیر ہونے کے لئے اس بارے میں ایک ہیروئن کو
نے اپنے لاہور میں کے پہلے ۲۰ سالہ لڑکیوں کا حوالہ سے کر کے مطلق کیا اور پاکستان
اور ہندوستان میں تین ٹاپ سوشل سٹی علی رہے کی ہیروئنیں نظر آتی ہیں وہ سب ہیروئنیں
تھیروئی گئی ہیں، ماضی کے مثال کے طور پر نہیں۔ مگر بلا امتزاج تھی، گلشن آراہنی
اور ہونو روپ کے نام پڑھی گئے ہیں پتے ہی مطلق ہو گیا تھا، میں کہہ سکتا ہوں کہ

مسلحہ لڑنے آ رہی تھی، پتہ پڑا پتہ سے اور میں ہیروئنوں کو مقید
ہائروئن کے بعد چینی بات میں ایک لڑکی اپنی تھی، جہاں شروع و سید کی ہر کوئی ہی
اٹھارہ تیس سال سرور قامت، بہت طام ٹھیکے، بال جو کسکھی، تینے لڑنے کے بعد
مقبول جسم، اٹھارہ سال کا لڑکی اور نئے بنا مطلق کمال، اکل قزحاری سیر کی طرح۔

ڈاکٹر صاحب نے ہر ڈاکٹر صاحب کے کان میں کہا۔

کاس سے اب بات بہت کم کرنی چاہئے لیکن میں سٹو روپ صاحب کو مشورہ دیا کہ یہ
بات کہنا تو مناسب بات ہوگی، یہاں اور بھی لوگ بیٹھے اس کا کان میں ہے، اور پھر پتہ
ہم سے چلے گئے، تلاش میں نے اسے تسلیم کیا پتہ دیا، اسے دھوب کر کے کاٹ دیا
ہے کہ اسے کتنی پتہ دیا، مگر یہ دھو گئے، فلم کی کارڈ اور ڈاکٹر روپ صاحب کے تین ہر جاؤ
گاہ کو آتی ہیں، فلم میں ہیروئن اور ان بات ہی بڑے اطمینان کے ساتھ ہر سیکے کی ہر ڈاکٹر
صاحب سے کہنے کو کہ گئے اور ان کے سے کسی نے تھا شائری ان کو ان کے لئے ہر کوئی
دعا میں کیا تو یہ تھا شائری ان کو خوشی کے لئے کہی اور ہی سوتی نکلنے لگی اور جب
تھا ختم ہوا تو اس نے اپنی جلی کو اس لئے سے فریاد کیا، دھلے کا اٹھا، کیا اور ہیروئن
مطلق کو سزا دیتے ہر نے کہا کہ آج پہلے نام میں ہواں گئے ہیں اس تو مطلق ہیروئن

کی جاتی ہے۔ جب خبر تک پہنچے گئے یہ تھا شوہر نے مال لے کر وہ اذہ اخذ ہو چکا کہ وہ اور
بہنی کو انکے سے اشارہ کیا۔ وہ فوراً رو کر گئے یہ سچا لگتی۔ ہم حیران ہو گئے ہم نے اس
سے کہی چھوٹا ہوا لیکن اس نے ہم سے پوچھا،

کی پڑھے؟

پر وہ ڈر کر صاحب نے کہا،

نہیں ہی نہیں کچھ نہیں،

سوئی لے گیا۔

دعا ہی یہ کس طرز ہو سکتا ہے۔

اور پھر اس نے آواز لگائی،

”اے بھئیے چھپتی نال آئیں“

نیکالینا یعنی ارفیق آگیا اور سوئی لے گیا،

”ہاں نس کے جا۔ اک تو قتل جانی واکر دی لے آئیں۔“

نیکالووا، چہنگا بے بے سختی لے آواں گا۔

پر وہ ڈر کر صاحب بڑے بے قرار تھے اس سے نہرا گیا، غصوں سے بے سوچ بھا
صاحبزادی کہاں گئیں؟

بے ہوش ہوئی سکاہٹ میں پتھالی ملی آرو میں جواب دیا،

”ابھی آجاندی اے۔ آپ آرام نال بیٹھو“

اسے میری لڑکی ایک دم ذوق برق لیا اس پہنچا اور بے تھا شرمیک لپکے

اور دم سے ہم دو گوں کے ملنے بیٹھ گئے۔ ہم اس کی تہیاری اور میک اپ نیم مضیاد صرف

میں محبوب کرنا کے لئے تھا تاکہ وہ ایکٹریس معلوم ہو اس کے بعد دوسری بوتلی تھی
جان دو کر بھی آگئی پر وہ دل سے کھینچ کر کہاں میں جھیک کرے کہا،

ہم دونوں میں سوچ کر آپ ہی تعلیم یافتہ ہیں اس لئے آپ ہی اس کا انٹرویو لیں اور

دیکھیں کہ وہ ہلکے مطلب کی ہے یا نہیں؟ اتنے ہم جھکی پتے ہیں؟

پر وہ ڈر کر صاحب ڈرائیو کر صاحب اس بے ہوش جانی واکر پہنچے اور میں

سگٹ جٹا کر لڑکی سے مخاطب ہوا،

آپ کا اسم شریف؟

اس نے شہرا کر جواب دیا، مجھے اُنیٹ بی بی کہتے ہیں،

میں نے پوچھا، اُنیٹ بی بی میں عنایت بی بی ہے،

اس نے کہا،

”آجہری“

میں نے پوچھا،

آپ کی تعلیم کہاں تک ہے؟

اس نے بھی اپنی بے بے کی طرح پتھالی ملی آرو میں جواب دیا،

مجھے تعلیم (تعلیم) حاصل کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں ملتا تھا، میری

بیوی باپ انجینئر لڑتے رہتے تھے۔

میں نے اس کی پتھالی ملی آرو کو ہنسنے لگا کر کہے بہتے اچھا بیٹھوس گیا

اور پو، بڑا بیٹھوس ہے!

وہ ایک دم بیٹھوس پڑی

پہن انہوں کو لے کر لے کر ہر سکا ہے جی انہوں نے فرے جرنے تو ستارا
دستور ابرس ہو گئے ہیں۔

میں نے جینپ کر پوچھا
اچھا آپ اردو کو پڑھتی ہوں گی؟
اس نے کہا:

"آہری ناولوں اور ناول پڑھ سکتی ہوں۔"
آپ کا پسندیدہ مصنف کون ہے؟

میں نے سید مرتضیٰ ناول پڑھے پسندتے۔

جنت مستانی اور پاکستانی اور اکا دوں میں آپ کو کون کون کو لیکر اور لیکر میں

پسند ہے؟

"پاکستانی لیکچر میں مجھے گلشن کا اور جنت مستانی فلم لیکچر میں مجھے

بہت پسند ہے۔"

انگلینڈ میں اور پاکستان کا سفر شگوارا اور ویریاپ کا پسند ہے۔

آپ انگریزی نہیں پڑھتی ہوں گی؟ ان کے کون سے اور آپ کو پسند ہے

عورتوں میں ڈاکٹر اور مردوں میں کسٹن پسند ہے!

وہ تو فلمی نام ہے، اصل نام بتائیے؟

میں ہی انگریزی ایگونی ایک ہی فلم دیکھی ہے سین ایٹلڈ

خدا کا مسکر ہے کہ آپ نے ایک تو انگریزی فلم دیکھی ہے

ان سے پتہ چلا کہ اس میں خدا مسکر ہی کی ڈگر؟

انہوں میں نے قریب ہی کہا تھا۔ صاف کرنا آپ کو کھانا ہے؟

"آہری کھانا چلنے کے جانا بیٹوں! آؤ اے۔"

غریب غریب! آپ کیرے کے ساتھ آکر کھائیں گی تو نہیں؟

واہ وا! یہ بھی کوئی پریمین ڈر پوچھا دی بات ہے۔ میں تو رو کیرے کے ساتھ

آئی ہوں۔ روز ایک تصویر کھینچی آئی ہوں۔ میں، کھانوں اپنا اہم



شوٹنگ سے پہلے ہیروئن!

کہا جاتا ہے کہ دنیا کی ہر زبان کے ادب یا شعروں اور ادب میں صحت کے ساتھ ادیب اور شاعر یا شاعر کہلاتے ہیں۔ اس کی وہ دگرگت جانتے ہیں کہ صحت کے ساتھ دنیا میں کوئی مخلوق مظلوم نظر نہیں آتی۔ میں جیسے جیسے دیکھ کے ہر ادیب یا شعور میں درد اور دیکھ کر مٹھا مٹھا کرتا گیا اس کا ہارت پر ایمان لانا گیا لیکن میں ان میں سے پہلی باطنی دنیا میں قدم رکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ادیب کی اس مظلوم صحت کے ہی زیادہ مظلوم ایک مخلوق اس دنیا میں موجود ہے اور وہ ہے غلی مخلوق یعنی فلم کے ہیرو۔ ہر صوفی وہاں اور وہ اسے غلی کہتا ہے اور ان میں ہی ادیب کی طرح ہیروئن بھی سب سے زیادہ مظلوم ہے۔

پاکستان ہندوستان یا دیکھنے کسی فلم کو دیکھتے آپ کو معلوم ہوا کہ وہ فلم کیا ہے ایک صحت کی داستان ہوتی ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسی فلم ہو جس میں کارکردگی کو اور صحت نہ ہو۔ اس کی وجہ سے اس دنیا میں ہر کے لئے سب سے زیادہ بہترین شہرہ و احترام کی ہے۔ چنانچہ ہر صحت کبھی کوئی فلم دیکھنے جلتے ہی تو وہ اصل فلم کے ہیروئے ایک خاص صحت صحت چاہے اس کا نام ہر شاعر ہیرو تھی (امریکی سین تیزا ہرطافی، ہسلوان سنگھ ڈراماوی) اور جس دہندہ مستان اور صوفیوں کے پاکستان کیوں نہیں ہونے ان فلموں کے گنگے لہجے جلتے اور لہجے جلتے۔ جیسا چاہتے ہیں۔

جیسا کہ فلم سلاخ کوغزہ مروی اور ساری فلمیں جہانگاہوں کی تعریف میں لے لے بناؤ جاتی ہیں اس لئے سب سے پہلے صحت کی تلاش کی جاتی ہے اور جب صحت مل جاتی ہے تو سفری نظم و ادب اور کلامی سے زیادہ اعلیٰ اور شہوانی اور حرقی نظم و ادب سے زیادہ خوشبو جاتا کہ نہیں کہتے ہیں۔ چنانچہ انگریزوں کہوں کہ فلموں میں ہم کہانی کم اور صحت زیادہ رکھتے ہیں تو جیسا کہ ہری بات غلطیاں تیس کی امتداد نہیں ہوگی اور وہی ہی موجودہ دور کے ایک سروکار کیا جانتے ہیں ایک صحت کا نظام اور پھر کوئی ایسی کہانی جو ایک صحت کے گھر کو تھی ہو۔

آپ اور ہم تو صحت کو ایک کہی کہ صرف انہیں جینک لیتے ہیں اس سے زیادہ کو مکتوبیں کرتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ اسی بڑے بڑے کے پیچھے ہی اصل صحت کے ساتھ غلی کہانی نہیں مٹا دکھا دیوڑ گرازا، ایک آپ اسٹریم سے زیادہ زیادہ اسٹریم گرازا، یا ٹریڈا یہ ہڈی ہر کہانی کے انداز سے کہانی کے انتظام جگہ کیا ہر سوک کرتے ہیں اور اس سے پوری کو ان کے لہجے کو غلط آکھارہ ہر ٹریڈا ہے اس سلسلے میں پڑھا لکھا ڈیوڑا ہے

میں نے ایک فلم دیکھی تھی ایک فلم جگہ کا اعلان کیا اس کی غلی کہانی ہی کسی غلی سے لکھی۔ لیکن ایک دن جگہ اس فلم میں کہ پڑھا لکھا ڈیوڑا کیوں سے وہ فرق کے اوقات میں غلامی کیوں

پندرہویں صدی میں خواں لکھا اس وقت میں پہنچ گیا اختلاف کے بعد فلم پڑھو سکتے ہیں، یہی سالانہ ایازم یعنی اہم آپ کو اس لئے لکھی وہ ایک سالانہ ایازم میں پانچویں صدی میں پہنچتا ہے اس کو پھر لکھا ہے۔

میں نے وہی فلم میں کہا وہ ایازم میں پلیس جلتے ہی کیا وہ لکھا ہے کیا جلتے اس لئے یہ کیا ہے کہ کبھی کہی پڑھا لکھا ڈیوڑا کیوں

میں نے پر دل سے کہا،
بے ذرا کہانی نہ کہانی، کچھ میں کو شش کر رہی ہوں۔

میں نے کہانی پڑھی میں اور وہی ہوتی تھی۔ وہ منظر تھا،

الدارون اذین رجب ماخے بیرون کے قریب باپ کو بھی پانچ روپے

قرض لئے تھے، مدت گندگی بیرون کے باپ نے قرض واپس کیا تھا اصل

۱۰ روپے تاکہ پانچ روپے وہ ہزار میں گئے، بیرون بڑی خوبصورت تھی اور

الدارون اس کے باپ کا قرض اس قدر پر ممانت کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنی بیٹی

کا بیواہ رہنے سے کہے لیکن بیرون نے جو بیرون خوب خوبصورت اور جوان لڑکے

سے پیدا کرتی تھی اس کے علاوہ ۵۰-۵۰ روپے کا ہر چار ماہانہ نسیبت

پر عمل لیکر تھا اس لئے نصف بیرون بلکہ اس کے قریب وہ خود اور

باپ نے بھی بد رشتہ ٹھکرادیا تھا اس کو الدارون نے بیرون کو قرض

کے عوض زہر دستن حاصل کر کے اپنے منہ میں قید کر رکھا تھا سبھی بیرون

کو دیکھتے رہنے کی قید سے آزاد کرنا تھا۔

میں نے غم پر ڈر کر کہنے دی۔

اس واقعہ پر باپ غم کھینچ کر رہے کام لے گئے تھے وہی اس کو اس قیدی آزاد کرانے لگا

پر ڈر کر کہنے لگا،

ہم سالانہ بی سنگھ تھا لیکن مصیبت یہ ہو گئی ہے کہ چھپانے میں دن نے بیرون کو

پتے ڈکروں سے قریب پڑا ہے اور وہ سالانہ ہسپتال میں پڑا ہے۔

میں نے کہا:

ابھا تو پھر ایسا کرتے ہی ہیں کہ گھر میں کوئی بڑی صورت ڈکرنے کو اس سے
تپ کا کچھ نہیں فریاد ہو گا۔ جلی کہانی ہے اس لئے تو ان کا کوئی سوال نہیں۔

پر ڈر کر کہنے لگا،

ابن سالانہ بھی کیا لیکن ہاں کو کچھ سگ (شک) ہوا تو اس نے ڈکرنے کی گھر

سے بھاگا۔ میں نے سمجھتا ہوں کہ پھر تو بڑی مصیبت ہے۔ پر ڈر کر کہنے لگا،

مصیبت تو ہے پڑاں کو نکالنا ضرور ہے۔ وہ سالانہ کوئی آگے نہیں پڑھیں گے۔

میں نے جلی کر پوچھا،

لیکن تم نے اسے گڑھا کیوں نہیں کرنا ان کے ہتھ پڑنے سے پہلے ہی بیرون کے

ساتھ کہیں بیٹھا کیوں نہیں آیا؟ کہہ کر تو یہ کہہ کر نہیں آئی کہانی جو اس میں سب کچھ کیا

ہو سکتا ہے:

پر ڈر کر کہنے لگا،

جو ہو گیا سو ہو گیا اب پر ڈر بیرون کو کس طرح آجارا آنا، کیا جانے؟

بے مضرت آیا۔

آج پھر غم ختم ہونے تک پڑی یہ چند سال کا اس قیدی میں:

پر ڈر کر کہنے لگا،

وہ جسی از ہم جانی۔ کیا بات کہتے سلا تم۔ بیٹک سالانہ کی بات

بیرون کی کہہ لیکن سنگھ ہے اور تم پرانا ہے کہ اس کو اکل غم میں قید کرنا۔ نہیں ہو سکتا اور

ترکیب بتاؤ، میں نے کہا،

ابھا آٹھ سو اس کو دہائی کی طرف ایک ترکیب ہے کہانی میں: ہے کہ دن پر روز

ایک بار بیرون سے شادی کے وقت پہنچے کہ وہ شادی کے لئے تیار ہے تو وہ اس کو ایسی قدر سے نکال دیا۔ بیرون کو اب یہ چاہئے کہ وہ اس سے شادی کا یہ نہ کرے اور آنا ہو کہ اس کے مکان میں ہے اور کئی مرتبہ جا کر جاگ جائے۔

بعد از اس وقت میں لکھا

"جان و ترکب غیبک ہے چہ فریدی اش کو آجا کو کو تو"

میں نے تو نہیں بہن لکھا اور بیرون کو آجا کو کو تو اس کے بعد بعد میں لکھا ہے
"اب کیا ہوا؟"

میں نے لکھا اب وہ شادی کی تیاراں کرے گا اور میں شادی کے دن بیرون کو اس کے گھر کے لگاؤ پر دروازہ کھولنے پر ہوا

لکھا کہ کہاں لے جائیں؟

میں نے ہی کو کہہ کر کہا اب وہ اپنے گھر میں ڈالو۔

پر دروازہ مڑو رہے تھے کہ انہیں پڑا اور وہ

اسی اس سے تو ہیں یہ کہ لے آگئے گھر میں ڈال دیں اور کھانے کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں لکھا۔

پھر بیرون کی فکر کیا کرتے ہو کہ وہ کہاں جائے گی یہ پہلے سے دن کے گھر سے چکا تو یہی چاہئے کہ میں شادی کے دن بیرون کو دن کے گھر سے چکا کر دیا گیا اور بیرون یہ جہاں ہوتا ہے وہی وہاں بیرون رہتی ہے۔

بعد از اس وقت میں لکھا

لیکن اس کے دینے غصہ سے کھلے ہیں لکھا بندہ دست ہو گا کہ وہ کو ہسپتال میں لکھتا ہے

کی کہ اس بات نہیں ہوتی، میں نے کہا،

کسی بھی حالتی کو اس کے لئے میں کچھ نہ کہوں گا اس کے لئے ہے لکھا کہ حکم ہو گا
فہم کر دو کہ وہ جگہ لکھتی ہے وہاں۔ اور اگر حق ہے تو صرف محبت کی جھوک پائیں وہاں
کا بندہ بہت تو سنبھالی گئی بیرون اتنی خوب مت ہوتی ہے کہ اگر وہ یہ کہے اس لئے
اکیلے باہر چلے گئے تو اس کو اپنے گھر نہیں لے گئے سارے ہی دن کے لوگ ایک دوسرے سے لڑتی ہیں
اب فی الحال تم اس کو ہسپتال کے کمرے میں رکھو کہ گھر لے دو۔ پر وہ یہ کہتا ہے

کہوں کہ کسی شادی شدہ کو کڑے گھر نہیں لے جاتے، یہ کون سا ڈاکٹر تو اس کا کہتا ہے، لکھا کہ
کہیں کوئی ایسی دیکھ کر حرکت نہ کرے۔

میں نے جواب دیا

میں نے صاحب! آپ بھول نہیں کہ شادی شدہ وہ ایک ایسی گھبراہٹ کو اپنے
گھر میں لکھتا ہے اس کی بیوی یا تو طلاق لے لے گی یا پھر اس کی وہ محبت کرے گی کہ وہ دن کی گھر
یا دوسرے گھر کو لے آئے گی محبت کو ہرگز نہ لکھتا ہے وہ ہمیشہ کھاس لڑتی ہیں بیجا ہوں
آپ مجھے اس ڈاکٹر کو صاحب ہیٹھے ہیں۔ ۱۱۔ اگر ہم جنہاں فیصلہ کریں کہ بیرون کو چھڑا دیا
جائے تب کہیں وہ چھڑنے کی ہمت کر سکتا ہے

خیر صاحب! بیرون کو کون سے ڈاکٹر کے پاس لکھنا چاہیے کہ وہ ڈاکٹر نے اپنے گھر
بیرون کو چھڑا دینے کے بعد اس کا من و جان لکھتا تو فوراً عاشق ہو گیا اس وقت میری بیوی نے فریاد
اور ڈاکٹر کی خواہش ہی یہ تھی کہ کون سے ڈاکٹر کو بیرون پر عاشق کر دیا جائے اس سے
کونانی ہی ذرا لطف پہنچا ہو سکتا تھا چنانچہ ڈاکٹر اور بیرون کے کہنے سے

تمہیں کے عشق میں جتنا ہر فخر لکھتا ہوا اس میں بیوی کی معرفت وہ دن نا لکھیں

نوٹ لگتی ہی بلکہ اب وہ محبت کے بدلے ملے ملے کے قابل بھی بنتی ہے۔

و خیر ختمی ہی بیرونی بنے ہوش ہو کر گہری حیا کا ڈاکٹر کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایک دم پھٹ پھٹ کر، بنا شروع کیلئے لیکن میں اچھوڑ کر سرس ملے میں متعلق لڑنے لے کر بیرونی کہہ ہوش کرنا چاہئے۔ اسے جب ہوش آئے کہ وہ لڑا گئے تھا، وہ کہتی ہے اس کے اصل داستان کو جب یہ خبر ملتی ہے تو وہ اپنی حیرت کو یاد کرنا صحت حال سے واقف کرنا ہے یعنی اسے جانتے کہ لڑا کر کے اسے غلط نہ کرنا ہے، وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے بیرونی حشر ہی نہ ہو، وہی ہے اسے چھوڑنا ہے بیرونی ہر ایک اور ہر ایک کا ہے جس کے دل میں ہے

اب چھوڑنے کا بہت ہے جب پڑا چلا گیا کہیت

اس کے بعد وہ کوشش کر رہا ہے لیکن بیرونی بڑی لیکن ہے وہ بن کی تیسے آنا ہر ملے کے باوجود وہ اپنے آپ کو آنا نہیں کہتی۔

اس کے بعد بیرونی اور ہر نام کے ساتھ ہر ایک کے رات کے ساتھ اسٹریٹ اور ہڑے گیا ہے ایک لیکن اس میں ہے اور جو سات ہفتوں بعد وہ از سر نو کو رہی ہی کر دلپ کو اسے چھوڑنے لگتی ہے اور جب وہ ہلا وہ دن کے چکل میں نہیں جاتی ہے تو ہر دور سرورگ سالہا نس ایزم جہانی کا عاشق شہزادہ کہتے ہی اب سالہا نس ایزم جہانی سے ملتا ہے کہ غم کو کاوی ایلڈ ہر ماڈ ہر اس کا ہنا وہی ایلڈ ہر ملے تو اچھلے کہ کو اس وقت بیرونی کر رہی کے پہلے سے چلنے پھرتے وہ تنگ گیا ہے

دیواند

فلمی کہانی کی ایسی تیسری!

جاہل پروڈیوٹرز اور ڈائریکٹرز کے ہاتھوں فلمی کہانی کا حشر!

یہ دلچسپ حقیقت صرف فلمی ورگ ہی جانتے ہیں کہ بسٹہ پر چلنے سے پہلے فلمی کہانی کیسے کیسے مشکل تر مسائل سے گزرتی ہے کہنے کو تو پہلے فلمی کہانی کا ایسی ہی ہر پنجاب کو جانتا ہے لیکن اس کے انتخاب کے دن سے لے کر ٹھکانے کے آغاز تک، بلکہ ٹھکانے کے دوران فلمی کہانی ہر لمحہ جیتی رہتی ہے اور کبھی کبھی تو اپنی دل جاتی ہے کہ وہ شخصوں سے ملے فلمی کہانی فلمی ہر جہان ہو کر اس سوچ میں نہ جاتی ہے کہ کہانی کیسے لکھی ہے؟

ایسا ایک نوجوان ہے ایک اور ہر جگہ ہے لیکن ایک چھوٹے فلمی کہانی ہے جسے ایک فلمی کہانی فریدی سرور لڈھا اس نے میں نے لڈھا ہی تسلیم کر میں کہ یہ ہی کہانی کا مستقر مراد یہ کہ کہ کہ اور ادیب لکھے اس ماہ سے کہ ہر ماہ سال میں جیسے اطلاق فلمی کہانی ایک ہفتہ کے اندازہ شروع لکھ کے لئے اسٹورڈیو میں جیسے ایک دن میں یہ ہی کہانی اس فلم کہانی کے لئے لکھی گئی کہ کہانی کا سینو ہوا:

ایسا ایک مسٹر جیسے تم سالہا نس ایزم ہر ماڈ ہر اس کا ہنا وہی ایلڈ ہر ملے تو اچھلے کہ کو اس وقت بیرونی کر رہی کے پہلے سے چلنے پھرتے وہ تنگ گیا ہے

نیر نالیر

میرے اپنی کہانی پڑھنا لڑائی تو میں پہلے بڑا جوان ہوا کہ میری کہانی ہے یا کہانی
 غرض مجھے معلوم نہ ہو کہ میری کہانی ہے یا کہانی میری کہانی ہے یا کہانی
 "میرے صاحب! آپ نے شاید مجھے کسی اور نظم کی کہانی دی ہے میری کہانی
 دیکھیے تاکہ میں اسے دیکھ سکوں:"

سیٹھ روٹ میں مشورہ فرماتے رہے تھے ہمارے صاحب اور بولا:

"اے سالار! تو تھلا ہی مشورہ ہے کہ تم کو تو معلوم پڑتا ہے کہ
 بڑا ہے کہ میری کہانی کو اچھے میں سمجھا سکتے ہو اور صاحبان
 سے مشورہ لوگ کہو گویا تو ہر مشورہ دگت سے اپنا پتہ تو ہر مشورہ اس میں لال
 دیکھتے اب کہیں یہ مشورہ ہی بڑا سمجھتا ہے؟"

میں نے بڑے صبر و ضبط کے ساتھ ان کے گورنٹ پتے سے پتے دی کہانی پڑھی اور یہ ہوا کہ
 وہ کہانی کھٹکے سے تھو پتے اور اس کا سنہ زبہاں میں چمکے گا اس سے بڑی شگفتہ تم
 نے کیا تھا اس لئے میں نے سیٹھ سے کہا،

سیٹھ صاحب! آپ ناچیل پڑ مشورہ ہی دیکھ کر یہ نام نہوں۔

کہوں — ۹ — اے سالار! تم پہلے کا تو تم کو بڑا لیم میں گا۔
 اٹھا ہندوستان تہا کی تاریخ کریں گا۔
 میں اپنی بات پڑا دارا۔
 نہیں آئیں صاحب نہیں۔ مجھے تو تم چاہیے اور نہ اٹھا ہندوستان کی تاریخ
 مجھے یہ کہانی دیکھ کر میری کہانی کا بڑا مشورہ دیکھ کر بڑا سخت صدمہ ہوا ہے!



سیٹھ بولا،

عجب آرزو کا مالک آوی ہے تم۔ اپنی ساری تم کو تو کھینچ رہا ہے
 اور تم پر مٹتی رہتا ہے۔ اچھا تمہارا یہ نام پڑا نام ڈالیں گا۔"

سیٹھ دل ہی دل میں چاہتا تھا کہ وہ غم جب تک نہیں ہوتی تو مشورہ دیکھ کر
 سیٹھ کو اپنا نام تھا۔ میں نے تو کہا کہ شکر ادا کیا..... اور اس میں تو میری خوشی کی کرنی
 انتہا نہیں تھی جس میں وہ غم نہیں کے ایک سٹاپ میں مشکل ہو سکتا تھا کہ تو گئی تھی
 اور کوئی مشورہ میرا سے غم نہیں کے تیار نہیں تھا۔ سیٹھ ورنہ کھل کر آگئی تھی
 میں اپنی غم نہیں پڑھا گیا اور اب شاید وہ غم نہیں کہ کھلا دیکھا ہے کہ زندگی
 کے دن پورے کر رہا ہے۔

اب میں آپ کو اس کہانی کا مشورہ بتاؤں۔ میری کہانی کا مرکزی موضوع ہے
 تھا کہ ایک دانشور کی خوب صورت لڑکی اپنے بڑے کورٹ منگھٹری لاکھوں کی جائیداد
 کو ختم کر کے اپنے فریب شریف اور تعلیم یافتہ مہربان بیٹا کر رہتی ہے۔

لیکن سیٹھ اور اس کے بیٹے نے یہ قسم کے منشی دوگوں نے اس لڑکی کو پہلے تو اس
 کے بڑے کورٹ منگھٹری سے بیٹا دیا اور اس کے بعد منشی نے بنا کر کہنے پر بیٹا دیا
 میں نے اپنی کہانی میں محبت کی روایت پر فتح دکھائی تھی اور اس میں بڑی کہانی میں
 رہتے محبت کو شکست دی تھی۔ میں نے انہی منظر میں میرا اور میری شادی
 کرانی تھی تاکہ شہناہ مجھے والے وطن پر ہر گھر جائیں لیکن سیٹھ کے منشی دوگوں نے میری
 اور میرے قتل کر کے میرا کو کھلے پانی بھرا دیا تھا۔ میں نے میرا اور میری شادی کا
 تفاوت کا لہجہ کی ایک کلاس میں کرنا تھا اور سیٹھ کے منشی دوگوں نے ان دونوں کو

ایک بازاری پھلاڑی کی دوکان پر متعارف کرا دیا تھا اور اس پھل فروشے طرح سے
 کہ بیرون ایک پان لینے اس دوکان پر جاتی ہے اور بیرون گٹ کی ڈبیر خریدنے
 بسن ورن کی آٹھ لڑ جاتی ہے اور ہر گھنٹہ لڑتی ہے اور ہر گھنٹہ لڑتی ہے
 اور وہ دونوں وہی بیرون پھلاڑی کی دوکان پر کھٹے ایسا کھانا شروع کرتے ہیں
 جس کا مطلب یہ تھا کہ میں تم پر نفاذ ہو گیا اور میں تم پر نفاذ ہو گیا۔ میں نے اپنی کہانی میں
 بیرون بیرون کی دوسری ملاقات شام کے وقت ایک باغیچہ میں کرانی تھی کہ وہ
 شام کا وقت باسرم عشق و محبت کے اظہار کے لئے یہاں جا بھا جا ہے لیکن بیرون کے
 عشق و لگاؤ نے بیرون اور بیرون کی ملاقات علی الصبح بیرون کے غسل خانے کے پاس
 کرانی تھی۔ بیرون اور بیرون آئے ماسے مکان میں بیٹھے ہیں۔ بیرون اپنے مکان کی
 بالکونی میں کھڑی کھیلے سے اپنے رات انجھری ہے اور بیرون غسل کرنے کے لئے تڑپ
 باڑھے ہاتھ میں لائے پیرا بیرون نظر سے بیرون کو دیکھ رہا ہے اور وہ رات
 بھی بالآخر جاری ہے اور شوقانی ہی جاتی ہے۔

بیرون کہانی میں بیرون اور بیرون کہیں بھی اپنی زبان سے نہیں کہتے کہ وہ
 ایک دوسرے سے پیرا کہتے ہیں بلکہ حرکات و سکنات ان کے دل کا حال ظاہر کرتے
 ہیں لیکن بیرون کے عشق و لگاؤ اور ان کا ایک دہائی میلے میں جلتے ہیں۔ وہاں ایک جھیل یا
 پھینے والے کے پاس کھٹے ہو کر بیرون اور ایک گندھیری بیرون کے منہ میں لکھتا ہے
 پیاری! میں تم سے پریم کرتا ہوں۔
 تو بیرون اپنے ہاتھ سے دوسری گندھیری بیرون کے منہ میں لکھتی جو
 پیارے! میں تم سے پریم کرتی ہوں۔

میں اس کے فوراً بعد وہ دونوں مجھے سے ملنے میں ایک دہکا نہ خنجر کھینچتے ہیں
 بیرون: ————— یہ پیار کی گندھیری ہوں
 بیرون: ————— الفت کی یہ پھیر ہوں
 بیرون: ————— میں تیرا تو میری
 بیرون: ————— میں تیری تو میری
 بیرون اور بیرون: ————— یہ پیار کی گندھیری ہوں

جسٹس اس طرح پوری کہانی میں بیرون کے عشق و لگاؤ نے اپنا اپنا حق ادا کر لیا
 اس طرح ادا تھا کہ بیرون نے بیرون کے بیرون میں چھپ گئی تھی بلکہ وہ تڑپ
 تھی ————— بیرون بیرون اور دوسری بیرون نے بیرون کو بیرون کے بیرون سے
 کا ماسہ یا کس کا بیرون یا کس میں بیرون سے بیرون سے بیرون سے بیرون سے
 نہیں نکالا ہے بلکہ اس کے جاچری بیرون اور بیرون کی تم کے عشق و لگاؤ نے اس
 کا بیرون کیا ہے۔

یہ جہاں تم کے بیرون اور بیرون بیرون میں بیرون کی انجھری کی بیرون
 سے بیرون بیرون ہے تو ان سے ہی زیادہ جہاں تم کے بیرون اور بیرون کے بیرون بیرون
 ہے بلکہ کہانی کا گھلا ان کے ہاتھ میں ہو چکا ہے اور وہ اس گھلا گھٹنے میں کوئی کسٹرا
 نہیں کہتے چند اگر کہانی میں بیرون اور بیرون کی پہلی ملاقات کا پہلا منظر اس طرح دکھایا
 گیا ہے کہ پہلی ملاقات کے آگے بیرون اور بیرون دونوں دوسری سے ایک دوسرے
 سے مل کر رخصت ہو چکے ہیں اور کہانی کے آگے بیرون کے ساتھ ساتھ ان کی بیرون بیرون
 جاتی ہے تو ان کے بیرون کے بیرون کے بیرون کے بیرون کے بیرون کے بیرون کے

بہو کی گوریوں بٹھارے گا تاکہ بقول اس کے پیٹھ میں ہی سے بجائے لگے۔
 اس قسم کے وفادات کے بعد یہ فلم کا فادی تجاویزوں مکمل بر جاتی ہیں تب
 ہی فلم ڈانڈو کہا جانے لگا۔ انہیں چنانچہ چنانچہ میں آپ کو ایک ٹیپ ٹیپ انڈیا میں
 ہماری فلم کہیں کی ایک فلم کا فادی تجاویزوں مکمل ہو چکی تھیں اور اب مرفہ
 ملے کر تھا کہ اس کا ٹائٹل کس طرح پیش کیا جائے وہیسا بعض فلموں میں کوئی نام نہیں
 کیا جاتا ہے جس کے پہلے صفحہ پر فلم کیسے کا نام ہوتا ہے اس کے بعد امر کے اوراق نظر آتے
 ہیں کہ صفحہ پر وہ اور دن کا نام ہوتا ہے کسی پر کہا جانی و کلا کر اس کے صفحہ پر گرت گئے دن
 کا کسی پر تو لگاتار کا اور آفری صفحہ پر وہ اور سر ڈانڈو کہ نام ہوتا ہے ٹائٹل کہنے سے
 طریقہ پر پیش کر کے لئے ہلکے پر ڈور ہوتے فلم سے متعلق مائے ڈانڈو کی ایک جگہ
 جانی اور خواہش بھری کہ ہر شخص ٹائٹل کے بارے میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات کہے
 تاکہ لوگوں میں ٹائٹل دیکھ کر ہی فلم دیکھنے کا شوق پیدا ہو۔ ہر شخص اپنی ذہنی استطاعت کے
 مطابق کوئی آئیڈیا پیش کرے گا تھا کہ ایک جگہ ہلا گھرائی ٹلڈاں اس ڈانڈو ڈانڈو اور اور
 اپنی رائے صاحب ہلا گھ میں ایک ڈانڈو اس کلاس آئیڈیا آئیڈیے تم
 لئے گا تو فریڈک انہیں گا تم سالوں اور جب سکریٹ پر ضرورت میں
 لائن پڑے تو تم سالوں ایک ٹوف (ٹوپ) رکھا تو اس ٹوف کو چھلایا
 جائے تو ہماری آواز کے ساتھ اسکریٹ پر ایک کتاب گرے اور اس
 کتاب کے نفس آج پر لگتی اور ہندی میں لکھا ہوا
 ہر دوستان کلام نہ رکے تاکہ کی ایک کہنی
 دیکھیں کس قدر فادی کی دلہنہ

پہننا تھا کہ ڈانڈو کے مائے نو فادی جتنی کہ رائے صاحب تک پہنچ کر ڈانڈو
 آئے اور جوں سے وہ واہ واہ بھائی کہ ہلکے گھرائی ٹلڈاں اس ڈانڈو کہنے کے لئے ٹوف سے صرف
 کی طرف بھائی تان کی اور اب ہر ایک عدا غمراہی ڈانڈو کہ تم لوگ میرے سامنے کسے کیوں
 کہتے ہو۔ میں جب بھی کوئی بات سوچتا ہوں کہیں جہت آفریں بات سوچتا ہوں۔
 جس تعریف کر کے تھے لیکن میں ڈانڈو ٹیپ چاپ میٹھا ہوا تھا۔ اس طرح واہ
 دینا ڈانڈو کو برا معلوم ہوا اور وہ سر رائے صاحب بھی میری خاموشی پر حیران ہوئے
 رائے صاحب نے فرمایا:

میکوں ہی جلیں صاحب تم سالوں ساٹیلٹ SILENT ٹیپٹیلے
 تم کہیں نہیں صرف کرتے؟

میں نے بٹے سمیٹنے کے لئے ڈانڈو اس گھرائی ڈانڈو کی طرف عقارت سے دیکھتے
 ہوئے پر ڈور سر رائے صاحب سے فرمایا:

سائے صاحب: تو پ والا آئیڈیا اچھا ہے ڈانڈو میں اس کے بڑے
 میں کچھ نہیں کہتا ہوتا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب سے دنیا
 قائم ہوئی ہے اور توپ لگا ہوا ہونے سے آپ ہی بتائے کیا آپ نے کسی
 توپ کے سزے کو گے کے بولے کتاب گرتے ہوئے دیکھا ہے؟ آپ
 کو خدا جگوان اور ڈانڈو کی تم سے آپ مجھے ایک بار ایسی کتابیں گزشتہ والی
 توپ دیکھنے تو میں مان جاؤں

میرا اتنا ہی کہتا تھا کہ ساری ٹینگ پرتا ہوا تھا ڈانڈو کے ساتھ خوشامد ہی کرے ایک
 دوسرے کی جلیں چھاننے لگے۔ ڈانڈو کو برا نہیں لگا اس کا کلام اور غصے سے چھتے ہوئے

نوبت کی طرح چلتے نکلا۔ وہ تو بڑی غیرت برتی کہ میری بات رائیہ صاحب کی کہو میں گی حق
اس لئے رائیہ صاحب سکوٹتے ہوئے روئے ،

اپنا یہ طبعی صاب سالاری نقشے کی بات برتا ہے۔ اپنی یہ سالاس نے
پکٹی ہال ہے۔ ان سالاجی کہیں میں توفد توپ انہیں نہ پھینکا ہے جس کے
مذہب سے کتاب گزرتا ہو۔ انہیں ہی کہتے ہیں آئینہ راہیج کہ وہ نہیں پھینکا
گیتا ہیں تا امر شہنشاہ رائیہ صاحب کو بڑا عجیب لگا یہ سالاجی صاحب عرف الطریقہ اہل آبادی
ہے اس کو فطرتی بات کیا موم لیکن بیٹہ میں رائیہ صاحب نے گیتا سے صاف صاف کہہ دیا:
دیگر صوفی گیتا! ہم تم کو توفد میں سے کتاب صابان پانڈرا کا ڈیوہ دیگو
دیگو گزرتے کا پری اس دا اجالت، اصل نہیں ہے کہ کتابا ہے تم وہ ستر آئینہ راہیج
نہا کٹر کہہ دیا تیار یا تو سالاجی صاحب نہیں چلیں گے!

چنانچہ میں نے خلیہ یا اس گزرتی ڈا انکرنگ کیچہ نہیں چلتی وہی جنوں کس کے گچ میں آتا ہو تیار
تک چنانچہ میرے مشورے پر شاہنشاہ میں حاسا وہی رکھا گیا۔ ویسے خلیہ یا اس گزرتی ڈا انکرنگ
فلم کی طرف تنگ ہونے لگے مگر طبع ہونے تک مجھ سے ملازم رہا۔ یہاں اس طرف کے مسلمانوں
وچھپ اور شکر عزیز واقعات بھی نقلی کہاؤں کے ساتھ نقلی رہا میں نہیں تھے رہتے ہی کہانی
خدا کہتی ہی اچھی کہی تھی لیکن جب تک جاہل قوم کے پروڈیوسر ہونے اور جاہلوں کے ہاں گزرتی
خلیہ یا اس ڈا انکرنگ فلمی تیار نہ ہو سکتی تھی اس وقت تک فلمی دنیا کا پاکستان میں خدا اور چند
میں بنگلہ ان علاقہ ہے۔



ہم فلمی کہانی کہنے کے گڑی پھولیں کھام لیا!

جس دن سے ہندوستانی فلمیں کٹم میں آئی پڑی ہیں، ان کے وقت پاکستان کئی
کی فلمی زندگی میں بڑی چیل چل رہی ہے یہاں ہو گئی ہے۔ سہاجر ڈاکار تو جیسے سرتے سے جاگ پڑے ہیں
سوانہ واروں کے ہونوں پر سکرپٹ لکھی ہے۔ پیپرو ڈھادہ ہیرا منڈی کی فلموں نے ڈھرا
پڑھیک اپ شش کرنے کا یہ اللہ دینے کا زمانہ! فلاگر افریق اور مصدقوں کی کاکلی
پر پھیل رہی گئی ہے البتہ حمام بچکانے نقصان میں آگے گئے تاکہ ذوق ان سب ایکڑا ناہی ہو
بال اور ہی ٹی فلمیں چھڑا رہے ہیں لائٹ ڈانس بینا کے اور گرو کے ایرانی ہونوں کی چیل چلی
بڑھانے کے لیے کہ یہ علاقہ کلمی کا دار اور کھلایا جاتا ہے۔ یہاں ہر ٹرل میں رنگ برنگے شیش ٹیٹ
اور ٹ ہٹ میں طبع میں ذوق ان لکھی ہیں بڑے بڑے رومل بانڈ سے لڑیہ کئے والی جاتے
ہتے چاند سے سورہ گھنٹے تک کلمی کلمی کے قیام نقلی کہانی کی تلاش اور سچھروں کی کلمی
پر ٹیٹ وچیں کرتے رہتے ہیں ان میں سابقہ مشہوریت یافتہ سہاجر ڈاکار بھی ہیں ڈاکار کو
بھی ہے سیدک ڈا انکرنگ بھی ہے کہانی تو میں ہی ہے کاکس ایکڑ بھی ہے جنوں کاکس ایکڑ سہاجر
بھی ہے۔

آپ ان دنوں کراچی کی کسی سڑک پر پہلے جائیے ہر دس جلا ننگ کے بعد آپ بالکل
 گیاہریں بڑے ننگ میں گمشدہ جائیے وہ پانچویں کی فلم لکھنی کا قریب کا ایک سڑک سیز کے گرد
 کم از کم پورے نکلے کے نیچے کسی نئے پیرے کو مختلف زاویوں سے دیکھ دیکھ کر آپ ہیجڑے پر
 گے یا پھر کسی کہانی کا پکاٹ نہتے ہوں گے۔

حکومت پاکستان نے ہندوستانی فلموں کو کلپر بروک کر پاکستانی فلمی حوام میں
 تب لٹنی کا بیے چاہ۔ بندہ پیداکر بیے پاکستان کے فلمی حوام بال بچوں کو سمجھا دینا
 خواہوں کی پرہیزگار بننے کا پیرہن کے پیرہن بنانے کے لیے یہاں فلم میں
 نکل گئے ہیں۔ اس روزانہ میں لگا ہوں ننگ ننگ یا دودھ والا۔ تصانیفی سبزی نہیں کڑی
 پانچ میل کے سڑک کے سب سے زیادہ ان کے رنگین بیش خشت کا گریبان پڑا ہے تو بچتے
 ہی سچے وہی کوئی فلم کا منظر ہے اور وہیے ننگ ننگ ہونے لگ جاتے ہیں۔

تیس شرح نہیں آتی ہم اس وقت ہندوستان کا مقابلہ کرنے چاہیے ہی فلمی
 جنگ میں ہندوستان کو بچھا رکھنا ہے اور ہم اس شخص کے راستے میں
 جو ایسے مقدس ہیں اور پھر ہمارے چند میوں کے لئے کاٹتے جھپٹتے ہر
 سنت سے تم پر۔

ننگ ننگ اور ہی یا دودھ والا جیو کا نام سن کر رز ہوا ہے اور آج یہ ہر کرسی سنی چاہتے
 ہوئے ہست ہے۔

اور! مساف کو نابا رہی! اگر آپ ہندوستان سے جنگ کرنے چاہیے ہیں
 تو اس سے بڑھ کر دشمن کی بات کیا ہو سکتی ہے یا کوئی ہونے نہیں ہو سکتا
 کے بدل جائیں گے؟

لیکن ان میں تصانیفی جگہ تصانیفی جگہ ہے اس لئے وہ اپنی اپنی طبیعت کو نہیں چھپا
 سکتے اور کہتا ہے۔

باہری! اگر آپ تصانیفی سے متعلق کوئی فلم بناویے ہی تو مجھے ہنسنے پھرتے
 اگر آپ نے مجھے فلموں کا نام دلا دے تو پھر آپ کے ہنسنے میرے ساتھ رہے
 بارہ آئے ہر جاتی ہیں اور مساف!

اس ایک کے ساتھ اگر کوئی ڈانڈ لکھی ہو تو وہ امن وقت پکا اٹھے کاٹ — CUT
 اور وہ تصانیفی کوٹ کے کے دسا نا کہ یہ کام تصانیفی کا ہوتا ہے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ انصاف
 ہے کراچی اسٹوڈیو جو اس مقام سے چھ میل دور ہے ایک کی بجائے دس کھیلنے ان
 کی طرف دوتے ہیں اور ہر شخص اپنی کوششیں بٹھانا چاہتا ہے تاکہ جب ان کی فلم بنی شروع
 ہوئے تو وہ قریب رشتہ داروں کو نہ فراموش کر جائیں اسے بھی کوئی چھوٹا نام کام دینا
 چاہئے وہ کراچی اسٹوڈیو تک ٹوٹے ہوئے ہے کہ اس سے جتنے چھوٹے کرایہ دینے ہر
 سال فلمی حوام دن بھر فلم بننے کی جگت دوسرے مصروف ہیں۔

میں دوسری سے یہ چیل پہلے دیکھ کر دل ہی دل میں ڈانڈ ہوں کہ چلو اس ہاچی
 میں دو چار نہیں تو میں ہی جانتی گی خزاہ وہ جگت جیسی جگت نہیں ہی کیوں نہیں کم از کم
 کیے کو قرات ہونے لگی کہ پاکستان میں نہیں ہی رہی ہے اور وہ ہزار ٹریں رہی ہیں۔ میں
 دوسری سے چیل پہلے دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کچھ نئے نئے نئے ہنسنے اور ہنسا کہ
 جیٹا ————— قریب دو کھیلے لیکن ایک دن میرے ایک بہت ہی عزیز دوست
 نے مجھے بتایا کہ ان کی کہیں کہیں ایک دن میرا کوئی اور ہوں وہ دیکھتے فلم سینا
 چاہتے ہیں براہ کرم انھیں کوئی کہانی لکھ دو!

ابھی سے ٹیل فون کا ریسپور دکھا ہی تھا کہ چہ اس نے مجھ سے کہا،
 چند اشخاص آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ چند اشخاص وہی تھے جن کے بارے میں
 میرے دوست نے ابھی بھی مجھ سے ٹیل فون پر بات کی تھی۔ مجھے یقین آ گیا کہ وہ لوگ واقعی
 فلم بنانا چاہتے ہیں کیونکہ انہوں نے ایک ٹریٹیڈ سٹوری نہیں کہا کہ وہ کسی بڑے گھڑوں پر
 سوار میرے پاس پہنچ گئے۔ ان اشخاص کے لیڈ ایک بڑے تھے۔ بیچارہ بدبو شخص تھے جن
 کا فرضی نام "الغنبے تھا انہوں نے جب میری طرف ہاتھ بڑھایا تو مجھے بڑی گھبراہٹ
 ناپا جا رہا تھا بلاتے ہوئے میں نے انھیں مشورہ دیا چاہا کہ،

قبل! آپ پہلے خارش کا علاج کرائیے بعد میں فلم بنائیے۔

لیکن میں ختم ہو چکا مگر ہے کہ وہ خارش سے مستحق کی کوئی فلم بناد ہے ہیں
 گفتگو شروع ہوئی جناب الغنبے نے مجھے بتایا کہ وہ پچھلے سوار سائل سے ہمیں روایا
 کی فلم لانا مشوری سے مستحق ہے ہیں اور ان کے پاس سرمایہ کی اس کو کوئی کمی نہیں بلکہ حکومت
 پاکستان کے ایک بہت بڑے فنڈس کے لئے فی الحال وہ لاکھوں روپے بنکوں میں جمع
 کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ آج ہی شام انھیں مشوری سنانی ہے
 جس سے ان کے پورا پورا شام کو میں ان سے کہاں ہوں؟

انہوں نے جواب دیا،

فلاں گلہ میں فلاں سٹیڈ کے پاس ایک الاماری کا ہومل ہے آپ ٹھیک
 سات بجے اس الاماری ہومل کے سامنے والے کیمین پر پہنچ جائیے وہاں
 ہم لوگ بیٹھے ہوں گے ان اشخاص صاحب کی کیڈی لاک کا ٹھیک سات
 بجے وہاں پہنچ جائے گی اور آپ کو کیڈی لاک کا میں ہم وہاں لیجا میں گے

کیڈی لاک کا کوئی ٹھکانہ خالی ہے نہ آپ جاتے ہوں گے۔

مجھے بار بار کیڈی لاک کا اس سولے کے بارے میں کہا کہ وہ مجھے راجب کرنا چاہتے ہیں
 لیکن آج گھر لوگ میرے عزیز ترین دوست کے فرسٹ سے تھے اس لئے میں خارش
 اور ہلا

چھ ماہیں ٹھیک سات بجے وہاں پہنچ جائوں گا۔

انہوں نے پھر اپنا خارش ذوق ہاتھ سے لے کر بڑھایا اور میں نے طوعاً و کرہاً
 ان سے ہاتھ دیا اور ان کے چھلانگ کے بعد فوراً صابن سے ہاتھ دھو کر اچھی طرح
 دھوئے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ ات ہر کہانی سناؤں گا وہ خارش کے علاج سے مستحق ہوگی؟
 شام کو ہونے سات بجے میں جلنے مشورہ پر پہنچ گیا وہی ہاتھ چھوڑی ایک
 کیمین کے سامنے لکڑی کے بیچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں سے پڑھا کہ طرف
 پڑے لیکن اس وقت میں ہاتھ لگانے کے سلسلہ کو صاف دانت سے گیا۔ آخری دینہ ہزار
 کی باتس ہوتی رہیں اور جناب الغنبے بار بار اپنے ساتھی سے پوچھتے تھے۔

کیا بات ہے بھئی۔ ابھی تک کیڈی لاک نہیں آئی؟

جب انہوں نے کوئی دوسری بار مجھے جواب کرنے کے لئے کیڈی لاک کا نام لیا
 تو میں چل گیا۔ میں نے ان سے کہا:

قبل! کیڈی لاک کو چھوڑنے بیٹھے کسی ٹیکسی میں بیٹھے ہیں۔ آپ ٹکر
 کر رہی کرایہ میں ہے دیتا ہوں۔

الغنبے صاحب مسکرا کر ہوئے،

واہ! یہ کسی پر مسکتا ہے۔ آپ ہمارے بہان ہیں آپ کو تو بیڑیاں کی کیڈی لاک

ہی میں لے جایا جانے لگا۔

مجھے دل ہی دل میں بڑا غصہ آ رہا تھا کیونکہ پورے سات سے آٹھ بج گئے تھے اور وہ کیڑی لاک کا انتظار کر رہے تھے جب میں نے اس پر کالوالا دیا تو اس نے لگا۔
اے صاحب زلفی، کیا ہے یہاں تو در سرور ب کو جھگڑتا پڑ گیا ہے چنانچہ آپ کا میں ایک واقعہ سنناؤں۔

اس کے بعد انھوں نے ایک حکے کے بدلے کوئی دس واقعے بمبئی کی غلی زندگی کے منا وٹے لگا کر سنائے انھیں مسلسل دو دن اور ایک دن بجھل کے انتظار میں رہ گئیں اسٹوڈنٹوں میں گستاخوں نے انھوں نے جانا کہ ایک بار وہ کوئی فلم ڈراما کر رہے تھے تو انکی بہن ان کو یہ خبر کے ساتھ ہی ناہماگ گئی تو وہ پورے آٹھ دن تک گھر نہ گئے اور اسٹوڈنٹوں میں بیٹھے کہ اس کا انتظار کرتے تھے کہ اب انکی جیب آئی۔ ان جیسے اور اسٹوڈنٹ ٹانگ واقعات کا سن ہی کر رہے سر میں دھڑکنے لگا تو میں نے بے حیائی کو نہ بھڑکا کہا:
قبیلہ اگر کاٹیف خیر تو جیسے سنگھار دیکھ کر میں بلا سمت درد ہر دہے۔
اے صاحب صاحب چو تک پڑے اور بے:

اور ہر آہ تو ہم بھول ہی گئے واسیل باتیں منہ سے کی بہرہی تھیں نا، پھر انھوں نے ایک ٹیکے لگا دیا۔

”جینی سائے لمبا ہی سے ایک ڈبل جیسے لاؤ۔“

لڑکا لگا گیا اور تھوڑی دیر بعد آیا اور ہلا:

لمبا ہی رونا ہے پچھلے کا درد پہلے چرہ ہٹنے اور تو ہم آگے چلنے میں لگا نہیں تو نہیں دیکھو۔

یہ جواب سن کر ایک لمکے کے لئے مجھے پورے محسوس ہوا میرا غضب بے صاحب اڑان کے ساتھیوں کو ساپ ٹرنگ لگا گیا ہے، مجھے بڑی ہنسی آئی لیکن اختلاف میں نے ہنسی کو بہت شہکار کے کی جو شے سن کر لیکن قبضہ نہ کر سکا اور اپنی ہنسی کو بھانسنے کے لئے بولا:
یہ لمبا ہی لوگ بڑے پرتیز ہوتے ہیں۔

اے صاحب صاحب اور جن کے ساتھیوں کو لمبا ہی کا گورا جواب اور اپنی ہنسی بہت بڑی معلوم ہوئی۔ انھوں نے مجھ سے کہا آپ تشریف رکھیں ہم بھی اس لمبا ہی کا دلہنہ مصیبت کرتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد گیا دیکھتا ہوں کہ سامنے لمبا ہی کے بھول پاپا ایک اور عذاب ہو بھر یہ ایک درد دار فلم چلی ہی ہے۔ اے صاحب اور ان کے ساتھی بھی اس میں چنگ لگ گئی اسٹنٹ ٹولوں میں اور عذاب کے کام کر چکے تھے اس لئے انھوں نے پانی پر گیش ہو گا نہ اشیا کر لمبا ہی ٹانگ بھول اور اس کے ڈاکروں کو خوب مار پشیا اور چیلے تھے۔ چائے پھر ہی نہیں آئی۔ لیکن میں نے سوچا کہ اب اگر میں ان سے چلنے کے لئے کہتا تو میری تیر نہیں کیونکہ وہ سائے گرم ہیں۔ میں نے حاضر نش رہنا مناسب کہا اب پھر اے صاحب نے کیڑی لاک کیڑی لاک کا ذلیقہ شروع کر دیا ساڑھے آٹھ بج گئے ہیں اب میں ہر کراٹھ کھڑا ہوا اور ہلا:

صاحبان! میں بڑا بے نصیب اور بہ قسمت انسان ہوں کہ آج مجھے کیڑی

لاک کا میں بیٹھوں کا موقع نہیں ملا لیکن اب مجھے آپ اجازت دیں۔

وہ لوگ بھی اس وقت شاید ہی جا رہے تھے کہ میں لمبا ہی سے چلا جاؤں گا نا، انھیں یہ پورے لگا لگیں یہ ڈیڑھ گئے والی جانے کا مطالبہ پھر سے۔ اور ہر آہوں چنانچہ جب میں لٹکا رہا

کی طرف جانے لگا تو اچانک تین چار پولیس کے سپاہیوں نے اس کہیں کو گھیرے ہیں
لے لیا اور تم سے کہا:

میرا درجہ باہر نکلنے کی کوشش کی تم اور تہمتے ساتھی سب
حصہ راست میں رہو!

میرے پیروں تلے زمین بجلی گئی میری بھڑی کچھ نہیں آیا کہ کیا کروں؟ اس نوان
سب کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ملیاری اور اس کے دو کورن نے پولیس
میں رپورٹ ڈیج کرانی تھی کہ انہیں بہت مار پیٹا گیا ہے اور پولیس نے ضربہ شدید
میں مشرف بنے اور ان کے ساتھیوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے کشاں
کشاں ہم لوگ پولیس سٹیشن لے جائے گئے۔ اتفاق سے پولیس انسپکٹر پیرا وقت
تھامس نے اسے پہچان کر بھائی جان میں زورواں نواہ پکڑا گیا ہوں۔ میں تو وہاں فلمی
کہانی منانے گیا تھا کسی فلمی کہانی کا کردار بننے کے لئے نہیں۔ اس نے مشرف الضبوط
اور ان کے ساتھیوں سے تصدیق کے بعد بلے چھڑو دیا اس کے بعد مجھو چتہ نہیں چلا
کہ مشرف بنے اور ان کے ساتھیوں کا کیا حال ہوا؟ اور وہ کیڈی ٹاک کار کہاں
ہے؟ جس کے انتظار میں ایک فلمی کہانی جیلے میٹھے میٹھا فساد نگار کے تیلد ہو گئی تھی
اس کے بعد سے میں نے گیارہویں بلتقم کھائی ہے کہ آئندہ کہیں پاکستان
بلکہ کراچی کی فلمی زندگی میں کبھی قدم نہیں رکھوں گا لیکن میرے ساتھ مصیبت یہ ہے
کہ جیسے ہی میں کرنی رقم کھاتا ہوں اس کے فوراً بعد کوئی بات ایسی پیش آجاتی ہے
جس میں کھیلی دستہ توڑنے کے لئے ہر قسم کا ایلیج مومد ہوتا ہے چنانچہ جس دن میں
لے گیا دھریں تم کھائی اس کے تھوڑی دیر بعد میری ایک فلم پر وڈیو سے

ملاقات ہوئی اور اس نے مجھے فلمی کہانی لکھنے کی دعوت دی۔ میں اس دعوت
کو اس لئے مان نہیں سکتا کہ وہ فلم پروڈیوسر ایک خوب صورت عورت ہے
خوب صورت عورت کے لئے مرد اپنا دل توڑ کر رکھ دیتے ہیں تو اگر اس عورت کی
کیا بات ہے۔

اس مسئلہ اب کبھی میں جو فلمی کہانی لکھوں گا، وہ کراچی کی مروجہ فلمی
چیل ہیل سے متعلق ہوگی جو تہذیبی بالا ایک اقدار کی طرح ذاتی عزت کا ایک
دکھپ مجموعہ ہوگی اور وہ ہندو اسیں پر ملاحظہ فرمائیے۔



کہانی جو فلانی نہ جاسکی

فلانی دنیا میں بہت روپیہ ہوتا ہے اور میں محض روپے کے لڑکے میں رشد حاصل کی تھی دنیا میں داخل ہوا لیکن روپیہ کمانے کے بجائے تلخ تجربات کی گھڑیاں ہاتھ پر لائے گھر بنا، تعمیر ہندوستان کے بعد مجھے پاکستان آنا پڑا یہاں بھی ایک ٹھکانی بنی ہے لیکن میں نے تھک کر لیا کہ وہ دنیا لاکھ پرکشش اور دلگین بھی۔ میں اپنی دنیا یعنی صحافت اور ضمنی نگاری کی دنیا ہی میں گمن ہوں گا۔ زندگی وہاں ہی بٹے بٹے تلخ تجربات سے بھری پڑی ہے اب فریضہ تلخ تجربات سے کر گیا مگر ابے اب زندگی میں کئی گھنٹوں گواہ باقی رہی ہے!

لیکن ایک دن جب میں دفتر میں کام نہ ہونے کی وجہ سے خوشیاں منانا رہتا۔ اتنی ہی طرح کھٹیاں نہیں ہر وقت ہاتھ لگتی تھیں میری دفتر کے وقت گزارنے کے عمل کو محاسبے کی زبان میں کھٹیاں مانا گیا تھا ابے اپنا یاد رکھو۔ بخارہ وہ پھر بیٹھے کھٹیاں ہاتھ دھو کر آؤ، تو ایک بیڑی یا گھریلو کو تو تم آؤ ہی تم ملے تو آؤ اور ایک گھولنی ٹھانڈی میرے حلقے کیا۔ میں نے ٹھانڈا گھولا تو اس میں سب ذیلی تجزیہ تھی:

سخری جلیس صاحب تسلیم!

آپ کے نہیں جانتے لیکن میری مرضی دانت سے آپ کی تجزیہ دلی کی گریہ ہوں

اگر آپ مناسب کہیں تو شام چھ بجے فریب خانہ پر زحمت فرمائیں، مجھے آپ کی تشریح آوری سے بہت خوشی ہوگی اور میں آپ کی بہت ممنون ہوں گی، جواب حاصل ہلانے کے لیے بجز اور کچھ۔
 غصہ: بیگم ق

اس اجنبی عالم کا خط پڑھ کر میں بڑا حیران ہوا اور میں نے حامل دفتر سے پوچھا: تسکیم تو کون ہیں؟ میں تو نہیں نہیں جانتا۔

حامل دفتر نے مجھے بتایا کہ بیگم ق پنجاب کے مشہور زمیندار راجہ قاف خان کی بیٹی تھی۔ بیوی میں جو شادی کے ساتوں میں بیٹے زیادہ ہو گئیں، چھ گروہ بہت خوب صورت اور ایک دم جوان میں اس نے راجہ قاف خان سے نہتے وقت وصیت میں ساری جائیداد ان کے نام لکھ دی ہے اور وہ اب اس کڑوں کی جائیداد کو کسی سنانے نہیں کاہرہ میں لگانا چاہتی ہیں، چھ بیگم قاف کو بھی دینے سے بہت زیادہ دلچسپی ہو اس نے وہ کوئی غم نہیں بنانا چاہتی ہیں۔

میں نے تھوڑی دیر کے سوچنے کے بعد دفتر کا جواب لکھ دیا کہ میں چھ اور ساتوں چھ بیگم کے درمیان قاف کے فریب خانے پر میری جازوں گا۔

شام میں کوئی سوچنے کے قریب میں بیگم قاف کی کوئی پرہیزگار گھلا اطلاع کرتی تو ازم سے سمجھو کوئی وہ قاف کی بیوی برآمد ہوئی۔ میں اس کو مطلع بھیجوں سے کیا جاگی لائے گیا کہ قاف کی بیوی بیگم قاف مسکرائی ہوئی آئے تھے اور ہمیں اور حیلو کہہ کر مصافحہ کرنے ہاتھ بڑھایا۔ مصافحہ کرتے ہوئے بھگروں محسوس ہوا میں میرے ہاتھ میں مگن کا گولہ آگیلیب۔ مگن گولا پٹے ہاتھ میں لے میں ایک بیٹے شاندار طریقہ پر بے سہلنے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ ایک ٹھیلی ہونڈ پر ایک، بیڑی عکاش شکل اور خوش لباس آہنی میٹھا

اور ان سب کا وہ مبلغ پانچ ہزار روپوں کی رقم پیش کر دیا جانتا کہ جس دن رقم سنبھالنے
 گی۔ میں نے بیگم قاف کی مدد کی باتیں اور خط لکھا میں اس کو سنبھالنے کے لئے روئے نام کو
 بیگم قاف کے دولت خستے پر حاضر ہوں۔ گنتہ دو گنتہ کہانی پر کام کیا جاتا ہے اور پھر اس
 کے بعد نکلنے کی کوئی گنتہ کے درجہ شریف ہوا۔ تو کسی اور سروسے کی فزلیں اور پھر ہر گنتہ
 بھلی اور شاہے نہیں لگتے۔ وصلی کو بیگم قاف سے ہمیں روایتیں ہوتے ہی میرا خیال اس کی
 بیگم قاف کے نزدیک میں عورت امن خانی میں کوئی نہیں ہے۔

۱۰ مرزا جامی نے ہی لکھوں عرصے پر اس کو بیگم قاف سے روایتیں ہی کی ہیں جو
 تیسرا نام ہمیں میرا نسبت کر کے ہی میرے سر پر۔ میں شہزادہ بیگم قاف کے بیٹے
 زلفا نے سکون کا لیکن پورے تمام بے بے ہوشی کے بجائے کچھ پر ہوش کا وقت پڑا۔ میں نے
 سر پر لکھ کر کوئی ایسی ہی حرکت ہوئی تو پھر کہ قاف کی پڑی زبان سے کی۔ میں جان کر کہ
 پڑی جگہ پر اور قے تمام کا مشورہ لکھتے تو قبل قبول اس کے پانچوں جامی کی کہ میں نے بیگم
 قاف کی عبادت اٹھی تو انہوں نے کہا:

۱۱۔ اور یہ کہ جو سکتا ہے ایسی تو گھر میں نام ہے اس کو سب سے اٹھا جائے اور عروس
 کام ہے۔

میں نے کہا:

۱۲۔ کچھ بڑی سخت نیند تھی ہے اس کو تو تو کبھی عبادت دیکھ کر ہی
 اسکے بعد سے پر شام بیگم قاف کے اوقات کہ وہ حاضر ہوں۔ جسے کچھ جیروی قسم
 پڑتی ہے وہم خود بیگم قاف کے لکھ کر اٹھتے تھے۔ بیگم قاف کی شاہ میں عورت
 اور ان کے ساتھ گنتی تھیں۔ ایک تو میں اور دوسرے ان کے خاص کو مشورہ سروس

۱۳۔ پھر ہم اور ان کے عبادت روا (یعنی عبادت)

۱۴۔ کہانی کا کام ہی بڑی تیزی سے انجام دے جانے لگا کہ ایک ایک بیگم قاف کی زندگی
 کی سب سے بڑی قتل بھی میرا ذمہ تھا تو اس لئے اور پائی میں سنبھالنے کے
 بیگم قاف اور جس عوام کی قائل تھیں لیکن کہانی لکھنے کے دوران میں چند خاص باتیں ہوئیں
 ہر ایک اور کہانی کو ختم دیتے تھیں جو ختمی تو نہیں رہ سکتی تھی اور عبادت کے قابل فروری
 وہ ختمی ہونے والی کہانی تھی کہ مشورہ بیگم قاف کے بچپن ہی سے عاشق زور
 تھے لیکن ان کا عشق بیگم قاف کے عشق سے دولت لکھنے کا بھی ایک جہاں رکھتا تھا چنانچہ
 مشورہ نے بیگم قاف سے خود شادی کر کے لکھنے ان کی شادی مرحوم ہاگیاہ ہاگیاہ
 قاف حل ساغر اس کے بندے سے کرنا تھا۔ میں ہر دوں کہا تھے لیکن چکر

۱۵۔ لکھتے تھے چنانچہ میں سب شرفیہ جوتکے بیچیلے میں جانی کے زور
 جوش رہا ہے اس تو خوں نے۔ اس بار بیگم قاف سے شادی کر لی اور صرف چھ ماہ بعد دوسری
 دن کا صدمہ لگے۔ جب وہ دوسری دن کو شرفیہ لکھنے کو بڑی پر سیکر خوں ہر دوں میں
 بھی موت نہیں نہ لکھنے کی جان ہی ہے۔ میں نہیں نہ لکھنے وہ ہے۔ ہر حال چ کران کی
 لاش کا کوئی پوسٹ لکھ نہیں ہوا اس لئے ان کی موت کا سبب وہ وقت نہیں کہا جاسکتا
 اور یہ بھی کہتے تھے کہ ہاگیاہ مرحوم کی موت یا تو بیگم قاف کے لکھنے کو خود مشورہ
 کا بھی بہت بڑا ہتھیار لیکن یہ کہ اس کا سبب ہاگیاہ اور پھر بیگم قاف اور مشورہ کو لکھنے
 لکھنے اور مشورہ کی لکھنے کو خوب تر سے لکھنے تھے کہ وہ میں میں بیگم قاف نے
 جیو کچھ لکھتے یا میں ظاہر ہے کہ مشورہ سے لکھ کر میری چون خوب موت نہیں آ رہ
 سروسے میں تھا مشورہ صرف وہاں رہتا تھا۔ ملک جیوی میری بڑی عزت تھی اور پھر بیگم قاف

نوبت خرابی ہی چینی تھیں۔ بہت آہستہ آہستہ خرابی سے منترس کی موت کو ان کے دل پہ ہوتا
 شہزادہ کو یا اور میری طرف کچھ نہیں پہنچتا وہ ہمیشہ لیے صورت پر منترس کے ساتھ بیٹا کر
 نقلی کہانی پر تبادلہ خیال کرتی تھیں نہ کوئی حد وہ ہم دونوں کے درمیان ملک صورت پر بیٹھے
 تھیں اور ہر ایک دن وہ ہی آتا کہ وہ بے صورت پر میٹر کرتے تھے انہیں اور منترس کو ایک
 قتلگاہ میں لایا۔ اس دن میں نے غلاموں کو منترس کی ایک منترس بننے سے منع فرماتے تھے یہی
 اچھے سے اچھے ڈانٹا لگا کر اعتراض کرتے تھے۔ میری تہائی ہوئی ہر پریشانی پر ناک ہر تہائی سا
 بہتے۔

اسکے بعد جب شام کا مول شروع ہوا تو اسکے قہر سے ہر ایک کے بعد ہی خوف
 نے سو سے باضا ہوا دکھای شروع کی سی۔ ایک دو باہم دونوں میں اختلافی ہی ہوجاتی
 لیکن بیگم ذات نے اپنے پرانے لڑکھو خوب ڈانٹ چکے اور وہ طوطا کو آہ خاتم منترس
 ہو گے کیونکہ اب وہ ملائین امید شاہ کی دورانی سے میں کڑھتا ہوں ہر سخت سے پہلے بیگم کے
 حکم کا ذکر تھا اس سختی کا میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اور میں اپنے کونے سینوں ڈپٹی بیگ
 سے بھی آگے بڑھ گیا اور کوئی صحت آؤں یہاں چڑھا لائے۔ ظاہر ہے اس کے بعد میرے
 اندر اور میں چھڑا اور گریہ نا ممکن نہیں تھا اس تو منترس کی موجودگی میں بیگم ذات کی موجودگی
 آج آپ کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے اس تو آج آپ گزرتے ہائے بیگم کی چھٹے
 میں بھی ڈسول رہی ہوں اور میں بھی ہا ہا ہا تھا۔ لیکن ان وقتوں میں آپ نے جو کوئی
 رات میں بیگم ذات کے پاس ہی نہ گیا ہم دونوں کی حالت بہت خراب تھی
 دوسری شام منترس تشریف نہیں لائے۔ قہری شام بیگم ذات کا دن وہ نہیں
 اپنے گھر سے پکڑ لایا ہم دونوں کی اس کڑی گئی جس سے تبادلہ صاف کرنا لیکن منترس

کاروں کی صاف نہیں ہوا تھا۔

اسکے بعد ہم دونوں نے طائرانہ طور پر اس کہانی کے سہرو بننے کی کوشش شروع
 کر دی جس کہانی کی بیڑن منترس اور میں ہی ہم نے اس کی جس کے اس کہانی کے کام
 میں بڑی رکاوٹ پیدا ہونے لگی جس کو نکالنا چاہتے تھے۔

اس کے چھ ماہوں میں دن منترس پھر نہیں گئے اس نے اپنے شام کا مول ختم کر کے
 ہمیں ہی کی کوئی سے اور نکالنا کہنے کی تلاش شروع کر دی تو اچانک ایک بیگم کی آواز
 سے تین چار شخص نے بڑے غصے سے میری طرف بڑھے اور مجھے پکڑ لیا ایک نے فرما کر کہا:
 "گرم گرم کسی اس کو گھسی میں کہے ہیں یہاں سے لگتے دکھائی دے تو بارہ گھر تہائی لگتا
 ہونی کر دی جائے گی؟"

خدا ہی دیکھ میری آنکھوں کے آگے ننگے اور تیز جیسے گلے تھے اور میری ایک
 اور قتلہ آگے بڑھا اور وہ:

"نہیں اس سے کام نہیں چلے گا۔ تم کل شام تک لاہر چھوڑو۔ یہ ہم تہا لاریل کا کوڑا
 لٹا ہے ہے۔" یہ کہہ کر اس قتلہ نے سر پہ کاٹ میرے ہاتھ میں ٹھاندا اور وہ:
 اگر تم کل شام تک اس شہر سے نہیں چلے گے تو پھر جی ڈانم وستان اس جیل سے سنا
 رہا ہے گا۔ اتنے میں سلسلے ایک تیز رفتار گاڑی دکھائی دی وہ قتلہ سے ڈر کر اس جیل
 کے پیچھے چھپ گئے اور پھر چھٹکے ہوئے ایک قتلہ سے کہا:

"اگر اس کا سے وہ نہ لٹکے گئے شہر بھانایا تو پھر پانچم ہی نہ ہوں۔
 میں شہر نہ چھوڑ سکے گا۔ گزرتی اور میں نے اس قتلہ کو کو مقبوضہ دیا۔
 آپ لوگ صحت رہیں۔ میں کل شام تک لاہر چھوڑ دوں گا۔ اگر نہ چھوڑ سکے تو کم از کم

اس کو بھی کا کبھی کبھی نہیں کروں گا۔

ایک فنڈے کی آواز آئی:

شہناش! اب جا سکتے ہو، مگر غلط!

یہ ایک توہم اٹھا کر پھوٹ گیا۔ اس فنڈے کی آواز کچھ ہانی پہاڑی تھی جس کی ہونٹ

کی بوٹ سے نکل کر پری طرف چڑھا لیکن وہ فنڈہ نہیں موشوں میں نہیں تھا۔ ترس بگڑے

میں سے پہاڑی لہکا وہ موشوں میں سے بچے گئے گاؤں گیا:

میرے دوست! اچھے فنڈے فیصلے بڑی خوشی ہوتی تم اس صورت کے کچھ نہیں

نہیو۔ تم نوجوان ہو۔ فرشتہ دار ہو۔ تہذیبی بڑی شہرت ہے تمہیں اس دنیا میں ہی بہت سے

کام کرنے ہیں۔ یہی باتیں جی جی صورت کا زہر تو کچھ ہم ہی دگھرنی سکتے تھے تم نہیں لیکن چونکہ

تم بہت آگے بڑھ چکے تھے اس لئے تمہیں نکالنے کے لئے کچھ ایسا فنڈہ ہیں کہ پانچویں میں

تہذیبی ہو۔ وہ ہوں اس لئے صرف ہی کے کام لیا ہوا۔ فنڈے کے کہیں کے تمہیں ہم کو کچھ

اچھا بھاؤ تھا مانتا تھا؟

مجھ کو شہس کی باتوں میں پہلی بار غصوں کی خوشبو سوس ہوئی رہی تھی میں اپنی

زندگی کو سچے زیادہ پیلا کر رہا ہوں کیونکہ زندگی بڑی پھلن میں نہیں ہے کہ قاف کی بیٹھکوں پر یا

تھم رہی دوست تو وہ ہاتھ کاہیل ہے یہ بڑا دلچسپ ہے ہر کچھ تھا۔ میں بیکم تان کو سب کے

لے ڈھانا تھا کہ کر گھروٹ گیا۔

اس کے بعد میں کبھی بیکم تان کے مگر نہیں گیا سارا ٹکڑی لہان کا خاتمہ میری وہیں

آوا ایک دن آٹھواں تک ڈھیل بھیل اب وہ لایمی دفتر میں آہم کا لیکن اپنی مسروریت کا

پہاڑی جاکر میں مال گیا اور اٹا ہا۔

اس آواز میں میں کبھی کبھی شہس کے لئے نہیوں صاف ہر گاہ ہر گاہ اور ہنسنے

بیرو بیرو ہنسنے دہنے دہنے ہوں گے کیونکہ کچھ قاف کی قدرت کے چھ لہجوں میں ختم ہر چکے تھے۔

لیکن ایک دن بچے بیکم تان کا ایک خط ملا جس میں انہوں نے میری بے بسی اور

بے مستحاشی کی بڑی شکایت کرتے ہوئے مشورے کی پوریں کو لگا کر دیکھتے ہوئے یہ

میں ان کے بہت کے بڑے بڑے دوسرے کہا کہ تمہارا دوسرا مسئلہ ہے جس کی بدولت کتنی

جانے والی دولت کا عاشق تھا یہ کچھ بڑی ہی خود کشاوی کہنے کے بجائے اس سے بڑھتی ہی

بڑے ہائیکس کے کرائی اس کو نہیوں کر دیا گیا اور پھر متاثر ہو کر کئی کئی دنوں

میری دولت پر ہاتھ پھان کر رہا ہے۔ دولت چھٹک گئی تو اس سے ایک اور بڑے

جاگ رہے ہیں بلکہ کہنا چاہا میں اس کے ساتھ میں ایک اداروں سے گھر گئی اس وقت میر

جس کا ختام مہلانہ میں سے جسے کام آتا ہے کہ ایک اور میرا ختام قصاب میں اس کی ختام ہوں

اب سے اپنی کوئی جو بڑا فوری ناٹھتی، فرشتہ کر ہی ہے اور فرنگہ۔ نہیوں ایک

سکان جمادی ہوں فی الحال کر کے ایک چھوٹے سے مکان میں ختم ہیں اگر آپ کو فرست

نے تو ایک بار ملنے ضرور آئے مصلحت ہے جب اب علم نہیوں کا کرنی لادہ نہیں ہے کیونکہ میری

زندگی ختم ہو گیا ہے یہ شاید کبھی نہ نکلیں گے

خط پڑھا کہیں بڑی دردناک اور حسرت دار کہ اس زندگی کو سب سے زیادہ پیلا کر

آواز بڑی اہم کو طرز کی ختم ہوئی کیونکہ میں نے تو میری بیرو ہنسنے کو حاصل کر لیا ہے اور نہیوں

یادوں، بیکم تان، ہام پر ایک سفر ہم اور کئی اور اچھا تک بیرو ہنسنے جانا ہے

داوری فی نسلمی نیا!



گیانوں نے تین سو تریس روپے دی ہے

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر فرم اٹھا ہوا چلا گیا۔ مجھے بڑی کوفت ہوئی اور کف و زکات کے لئے میرے سر چار ذرا رحمت ملی سے مل گیا جانے کہ کوئی کام کھان راستہ میں پڑا تھا۔ دو ذرا کھنگڑا غار سے روڑہ کو لایا اور میں ذرا ننگ و دم میں چل گیا اس منت، ہفتہ منت، بیس منت اور اس طرح ایک گھنٹہ گز گیا۔ ہر رتبہ ہمارا کوثر تانی رہی تو کہ اب بیگ صاحب میں شراہی ہے۔ اب بیگ صاحب کپڑے پہن رہی ہیں۔ اب بیگ صاحب روڑہ سنگھ گری ہیں۔ میرے تنگ گروڑ سے بھرا

اس رحمت کی بات ہے آج تو بہت سنگھار ہوا ہے

انڈے سے مس رحمت کی کی آباد تھی

اسے تپ کو سلام نہیں آتا اور ڈاڑھا اور شہزاد کو شہر میں رہنے ہے

میں سے ملی ہی رہی ہیں۔ اب ان کا ڈاڑھا اور شہزاد کو شہر اور رحمت کی کو ایک کھالی کھالی اور چنڈاؤن کے بولا۔ اور اچھا تو بات ہے پھر تو میں چلتا ہوں اب آپ سے کیا ملتا ہے ہو گی اور انڈے سے مس رحمت نے جواب دیا۔ وہاں پھر بھی چکھتا ہے کہ کو صاحب تنگ آ رہا شہزاد کو شہر میں ہیں۔ میں مصروف ہوں گی

میں چلاؤ نا چلاؤ کہ ہر ایک گیا۔ راستہ میں ہر ایک موڑ نشین روست مل گیا اس لئے پھر آج خالی ہو

میں نے جواب دیا۔ وہاں آج چھٹی کے کچی ہے

اس لئے پھر چھٹی کیوں کیا صاحب نے کہا ہے

میں نے جواب دیا۔ جیسا اب آ رہا شہزاد اور شہزاد کو شہر میں ہوں تو کو شہر

کے کسی مال کے کمال میں یہ حال کہ وہ چاہے کے میرے کار نشین روست کے کہا۔

ابچا تو کہتے ہیں آ رہا۔ ماہ ستمبر ایسا کہ دیکھنے کے لئے چلی ہے۔ اس کے سر سے تو دل آج چھٹی اور چھٹک روڑوں سے ملی ہیں۔ آ رہا ستمبر پور کو چلتے ہیں موقع ملا تو انڈے گھس میں گئے۔ ڈھ ساٹھ گاڑوں تک اس میں بیٹھے ہیں گئے کئی تو روڑہ تک پہنچنے سے پہلے انھیں گئے تھے چلا رہا۔ تھوڑے وقتوں کے اگر سہلی چوڑا ہیں وہ لکھتے پڑائیں

ہم دو ڈول ہوئے ہیں پور چلنے دو لکھتے پر پیشی کا نہ روست ہو چکا اور کوئی بیچارہ کے قریب فوجان عبدالقادر اور فوجان رحمت علیاں کوڑی تھیں۔ ان کے گھر میں کچھ کپڑی ڈنڈوں کی دھینگ بنائے گئے تھے۔ اسی جہم میں اپنے مشرف عبدالقادر اور بی بی مس رحمت بھی پہنچے تھے کھڑے تھے جہم کی جھکا ہیل کے باہر مس رحمت بی بی کے ساتھ کراٹے بال پریشانی ہو گئے تھے اور ساڑھی میں گئی تھی۔ وہ ساڑھی بائیں بنے صرف پیرا رہی کوٹ پیچے کوڑی تھیں جیسے وہ پریک کھڑے رہنے کے باعث ان کا مشرف مشرف عبدالقادر نے کی طرح ایک ہفتہ مشرف عبدالقادر کا بھی کم دیش پچال تھا۔ علا کہ میری گلابی میں پڑے۔ آج چلے گئے لیکن مشرف عبدالقادر کے کپڑے پر ہی رہی ہے۔ وہ لکھنے لکھنے سے پہلے ستمبر پور کے روڑے پہنچنے لگے تھے

اسی شام آ رہا شہزاد اور شہزاد کو شہر کی طرف سے ایک پریس کا نفرس تھی یہ بڑی کترین میں جو کرا ایک عدو پر مشتمل ہے اس لئے اس پریس کا نفرس میں کرا نا یعنی خاصا شہزاد تھا وہاں میں ایک دشمن سے کہوں کہ مشرف عبدالقادر کا ڈاڑھی لانا ٹینگ کے سنی چکاتے ہیں کہ میں موت کے لئے کار ڈاڑھی کے لئے ہوں اس کو کار ڈاڑھی لانا ٹینگ لکھا جاتا ہے شام کے لئے پھر آ رہا شہزاد کو شہر میں ہی پہنچے مشرف پور ہو چکا۔ وہ کچھ کچھ تھک گیا کہ

کراچی میں کافی ایک ہزار کے قریب اخبار نویس ہیں اور ان ہی سات سے قریب رہنما
 خواتین ہیں۔ میں نے ان پر ہرگز ہرجا کر میں صافت کہتے ہیں پچھلے سات سال سے
 ہوں لیکن ان ٹھاری رہنماؤں کو کبھی کسی پریس کانفرنس میں نہیں کجا۔ اگر پہلے میں ان اخبار نویس
 تھیں تو انہی میں کہاں تھا اور اگر میں کہیں تھا تو یہ کہاں تھیں؟ وطن پرستوں اور ایسکین
 کوئی حقہ ما نہیں ہوا میں نے کہا چلو عقدے کو بھیجی۔ اسٹیٹسٹ گریجر اور انھوں نے کہا
 گھارڈز کو یہ بھی تو ہست عمل یا رنگ لگا کر پاکستانی موقرین کو ترقی دلاتے ہیں کہ پاکستان
 کے صرف ایک شہر میں سات سو تیس اخبار نویس ہیں چنانچہ میں نے جہانانہ لکھا یا
 تھا۔ وہ صحیفہ بہت ہوا یعنی جب اسٹیٹسٹ گریجر اور آگاہوں نے اخبار نویسوں کو دیکھا
 تو گورنر نے انھیں جھپکاتے بستے کہا۔
 کیا کراچی کے ساتھ ہاشندے اخبار نویس ہیں؟
 اور آگاہوں نے انھیں جھپکاتے یا قزاق کہا کہ
 میں نے ان کے تقریباً تمام مالک کی سیرک علی پر لیکن انہیں پریس کمی نہیں لکھا
 میں نے ان کی ویل میں کہا۔
 مافی ڈیر گارڈز بھی تو نے کراچی کے ہاشندوں کو دیکھا ہی کیلئے؟ یہ جیسا
 موقع ہوتا ہے ایسا جیسے ہلنے میں بڑے ماہر ہیں اب انہیں اخبار نویس ہونے سے
 لیکن اس کے بعد کراچی میں ریڈیو میں کا بین ان وال مشن سمیت فضل گراؤں پر منگوا
 تہا میں تو یہ سب کے سب کرکیز بن جاتے ہیں۔ اگر کرکٹ کے کھلاڑیوں کے کجا کراچی
 میں شاہ ایران یا شاہ سووی جب تہا میں تو پھر سب پاکستان کے جیتے دینے والی
 ہاشندے بن جاتے ہیں؟

جس کے کسے ہیں پریس کانفرنس تھی اس کے دو دفعہ پریس کا پھر وہ تھا اور پھر
 میں اخبار نویسوں کو اندھا بننے کی اجازت تھی نہیں کارڈ میں انوائٹ کیا گیا تھا میں قبول
 سترہ اخبار نویس کے نہیں پریس کارڈ جاری کیا گیا تھا میں اپنا کارڈ دھڑ میں پکڑے ہوا تھا
 کی طرف بڑھنے لگا تو وہ جرم میں پکھی ہوئی ایک نوہر میں خوب صورت اور جس ادب پر فخر؟
 میں بہت ہی بے بیٹے شرارتے جاتے کہا۔
 آپ جھوٹی اپنے ساتھ لے چلیں تو ہرانی ہو گی میں سٹیٹسٹ گریجر کو صرف
 ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں۔
 میں نے جواب دیا:
 ویل میں ہست لی۔ کیسے ہونا سکتا ہے؟
 آپ اخبار نویس تو نہیں ہیں؟
 اس نے کہا:
 آپ کے دعوت نامے پر سترہ اجڈ سفر کے نام لکھے ہیں۔
 میں چ نکلا ایک بہت ذہین آدمی ہوں اس نے فوراً ان کا مطلب کہہ گیا اور
 ایسی باتوں کا مطلب تو دیکھا کہ دوسرے جہاں اس کا کہتا ہے میں نے معاد کو کچھ نہ
 کر سکنے کے جواب دیا:
 اگر آپ پہلے خوب اپنی طرف سے کہتے ہیں تو میرا کسوا ہر ہے؟
 میں بہت ہی بے نیقی آدمی ہوں کی طرف شرارتے لکھنے دوسرے سے کہا:
 بگے منکر ہے!
 یقین کیجئے کہ اس کے بعد میری آنکھیں کھلی بلکہ میں نے خوب انھیں جھپکایا

کے یقین کر لیا کہ جو کچھ کہی اور دیکھا ہوں وہ غریب نہیں ہے اور جو کچھ کہی میں وہ سچ
 وہ انسان نہیں ہے خوشی کے گمان میں بیٹے نہیں ملا اور وہی دل ہی دل سے اسٹیٹ گورنر
 کو دعائیں دے کر میں وہ اپنے گورنر اور تھے آج میری زندگی کا بھی ایک بھائی جگشن
 بنا رہا ہے تو وہاں فلم ایک ہی جمیٹ سے آ رہا ہے یا نفع پر چلنے والے قاضی کی حیثیت ہو؟
 خدا کی قسم ہر سب میں خوشی کرنا کہ میری پہلی سے ایک اور عورت پیدا ہی کی نہ کہا؟
 ہر دل اسٹیٹ پر دل کے برادے میں۔

اس کے بعد ہی ان عورت کو اپنی بیوی بنا کر افسانے گیا لیکن جو کچھ اندر چھپا
 وہ اسٹیٹ گورنر میں ایک عورت کو کوئی ملا کہ جس سے یہ عورت پر گشت اس کے برکت ہو گی
 کہ وہ کھا گیا اور میں نے اسے فوراً طلاق دے دی۔ اس طلاق جہت نکلنے پہت یہاں اور فٹ
 طلاق والا ڈرامہ ہم ہوا۔ اندھا کرب سے بھرا وہ دلچسپ منظر میں بنے اور کچھ اور یہ تھا کہ
 آدھا گھرانے کے ساتھ بدلی اپنی واقف سے جہت ملی لی ایڈیٹر انبار گنڈا گان میں میں
 اور دوسری طرف اسٹیٹ گورنر کے ساتھ پہلے دست سے مزید عقار ایڈیٹر انبار میں ڈیڑھ
 بیٹھے ہوتے ہیں اور جتنے نقلی شہزادے تھے میں ان جنگ انجام اور یہ انفراف کراچی
 ہارنگ خندا ایڈیٹر ایڈیٹر ہیں۔ یہ تو ایڈیٹر ہیں اور یہیں ٹیسٹ فٹا لیا اور کھارہ دیکھی تو
 کے ہاتھ سے وہ سب سے اور کھاروں سے اور ان سے میں جہت ملی اور اسٹیٹ گورنر نے آ رہا
 کھاروا اسٹیٹ گورنر کے ساتھ مل کر غریب ہی بلکہ کھاروں میں کچھ نہیں مرفان اور کھاروں
 کے ساتھ ہی کیا کراچی میں تمام پاکستان سے آج تک شہر ٹھہرتیوں کے جتنے ہی گورنر
 شہر ہوتے ہی چلے وہ کرگٹ کے کھاروں کے ہوں یا قلم شاہوں کے۔ ان ہی وہ گوی
 کی جہتوں میں سے جھانکتے ہوتے وہ میرے آپ کو فرود نظر میں گئے ایک چہرے اپنے ستر

عبدالقادر کلبا اور دو سراسر جہت ملی کا اگر وہ فوٹو میں اپنے اپنے من لگان ان
 دونوں کے پاس سے مجھ سے منقلے ہی۔

رات کر میں خاص طور پر جب عقار اور جہت ملی سے ملے گیا اور میری قریبی کے
 میں مطابق ان دونوں نے مجھے بتایا کہ اسٹیٹ گورنر جہت ملی کو اور ستر اور کھاروں
 نے ستر عقار کو کوئی بھی جگشن میں کام کرنے کی پیش کش کی ہے چہرے میڈیا گورنر
 جہت ملی کی تازہ ترین اطلاق کے مطابق فلم بھائی جگشن کی کاٹ بول ہی گئی ہے اور
 اسے مقرب آپ فلم کوئی جگشن کے استہجارت اس طرح پڑھیں گے۔

- _____ آدھا گھرانہ ایڈیٹر عبدالقادر
- _____ سپر ایڈیٹر ڈانی
- _____ اسٹیٹ گورنر ایڈیٹر اس جہت ملی
- _____ ان
- _____ بھائی جگشن

_____ کے میڈیا گورنر ڈیڑھ ستر
 محترمہ سس کہ جب فلم بھائی جگشن کی پاکستان میں نمائندگی کی گئی اور
 جب میں نے جہت ملی لی اور عبدالقادر کے ساتھ فلم دیکھی تو یہ تو میری بھائی جگشن
 تھا اور میرے ساتھ جہت ملی بی بی جگشن بیٹی تھیں۔



فِائِمٌ كَدِّهَا كَارِي كِي مِهْرَت!

ادھر وہ وقتیں برس سے پاکستان کے دارالحکومت شہر کراچی میں بڑی غلیظ پھیل چکی ہیں۔ آئے دن نئی نئی فلم کمپنیاں قائم ہو رہی ہیں۔ نئی نئی فلموں کے معاملات شائع ہو رہے ہیں۔ کراچی کے دارالعلوم لائٹ ہاؤس میں ان کے مقابلے پرانی ہو چکی ہیں۔ لہجے کے باؤں۔ رنگ برنگی پیش کشوں میں جیسے عرض شکل نوجوانوں کا جھٹکا پڑتا جا رہا ہے۔ گلابی بھڑکی۔ پتیلی کھنڈی اور داد بھڑکی قسم کے عشق رنگ جملوں میں غلیظ کپڑوں اور غلیظ ٹائٹوں کے چلتے نہ رہتے سڑکوں پر گرتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ساقوں پر سڑے چھینڑے کے کام بڑھتے ہیں اور کسی دامن سوری ٹون کا کوڑا چھینٹا ہوا ہے۔ انجمن اور خوب صورت لڑکیوں اور عورتوں میں جلاؤ سنگسنگار پانچنے اور گلے کا شوق۔ دن رات بڑھتا جا رہا ہے اور سب کو اس تیزی سے ہوتا جا رہا ہے کہ گھوڑے اتر بیٹھتا ہو گیا اور کہ پاکستان ایک اسلامی ملک کے ہونے کے لیے صرف پاکستان سوری ٹون ہرگز نہ ہوگی۔ اس غلیظ پھانسی اور گہا گہی کے زمانے میں جگہ ایک دن ایک نئی قائم شدہ فلم کمپنی کا طرف سے اس کی اولین فلم جنام - گدھا گاڑی کی مہرت میں شرکت کا دعوت نامہ ملا۔ اس کے علاوہ فلم کے ہر دن سرسر حرکت کمپنی نے ٹیلی فون پر بھی دعوت نامہ طلب کیا کہ میں اس رسم مہرت میں شریک ہوں۔ بڑی مہربانی ہو گی۔

میں شام گدھا گاڑی مسلم کی رسم مہرت انجام دی جانے والی تھی اس پر شام مہری کوئی اور صورت نہیں تھی اس کو شام دلچسپ طریقہ پر گدھا گاڑی کے لئے یہ رسم مہرت قبول کر لی۔

مہرت سے یہ مہرت کی رسم کا وقت ٹیک بائچ کے راجہ شاہ اور نوجوانیک نونہ بھی شاک بڑا و گرم وقت کی یاد دی کہ خیال رکھیے اس لئے میں سرسہر جی جلدی چھا کر کوئی نہ بنے بائچ کے کہ قریب فلم سٹوڈیو پہنچ گیا لیکن یہ کوئی ایک بائچ کے پچھو تھا اس لئے میں چند منٹ فلم سٹوڈیو کے سامنے والی ٹیلی فون پر ٹون میں بیٹھا ہلے اور سرگٹ پہنچا پکے بیٹھے کا شکر کر رہا۔ جب بائچ بیٹھے میں ایک منٹ باقی رہ گیا تو میں سٹوڈیو میں داخل ہوا لیکن کے یہ معلوم کر کے بڑی حیرت اور بڑی آواز ہوئی کہ سنے ایک آدمی کے وہاں کوئی تھرا شخص نہیں ہے۔

وہ آدمی کے دیکھ کر میرے پاس آیا اور پوچھا :
"آپ کی تعریف"

میں نے اسے بتلایا کہ میں غلیظ انہارنگا رنگت دار کا خاکہ ہوں اس پر وہ جگہ جگہ کر پھینٹتے ہوئے بولا :

"تم سے ملنے میں غلیظ گدھا گاڑی کا ڈراما کر کے محمد رمضان اور محمد شہباز ہوں
آپ سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ آئیے قہقہے نا اور ہنسنے ہیں۔
میں سے پڑھنا

کیا آج مہرت مہری ہو گئی ہے ؟
ڈراما کر کے محمد رمضان اور محمد شہباز نے جواب دیا۔

ہی نہیں تو — آپ تو جانتے ہی ہیں؟

پاکستانی پنج کا مطلب ہے سارے سے ہے ہوتا ہے۔ ہی ہی ہی

میں سے پھر پھر

پر ڈولے سر شاکت بھی کہاں ہیں؟

اس کے بتایا کہ پر ڈولے سر شاکت بھی دروغین کے کے کوشے کی کرسیوں کا

اور جلتے پانی کا بندوبست کرنے فہرے گہرے ہوتے ہیں، موڑنا سیکھ کر کٹ میں تو ہیں

بس ہی غرافٹ تے دلتی ہیں، میں نے اس عرصے میں ڈاکٹر محمد رمضان ولد محمد

شبان کا سر سے ہاڑی تک جان کر لیا، پستہ تو... ڈیٹے پتھے کلتے اور اس پر دستہ غرضی

یکہ پھر پھر چھکے کے دانے، بال کھڑے، گنا س کی طرح، جیسے کالی پشت پر

ایک مہینہ بعض شرط، انگوٹوں میں، شبانے رنگ کی کوشے کی چٹوں، ہاڑی پر سیاہ

رنگ کی پٹا دی تھی۔ — بات بہت کاہلو بیٹی، داروں جیسا، یعنی، مسالا

نعم کاہلو، ان سے گفتگو سے پتہ چلا کہ انھوں نے تو کہیں ہی سے بسنی کی غرضت

کی خدمت کنی شروع کر دی تھی، چوٹی چٹ ایکڑ سے کہ سسٹنٹ ڈاکٹر کوڑے

سبھی کام کے لیکن جو تک سب سے مسلم لیگ اور اکثریوں نے عرف بسنی کے کوڑے

ایکڑوں کو پھر دار سسٹنٹ ڈاکٹر کوڑوں کو ڈاکٹر کوڑے کے پاکستان بنایا پھر

اس نے گڑھی آکر محمد رمضان ولد محمد شبان ہی ڈاکٹر بن گئے۔

پھر دونوں باتیں کر رہے تھے اور لوگ کتے چلے جا رہے تھے، سارے پنج پڑے

چھ بکے تک مسلم سٹوڈنٹس کوئی تین پارہ سو آری میں رہ گئے، میں میں گڑھی کی غرضی

صفت کی ہم نہیں تین مہرین مہر اور خاندان میں شامل تھے لیکن ان میں شیخہ، ڈ

سو ہی نون کی سیر نہیں خاص طور پر قابل ذکر تھی جو بڑی پھر کبھی دیکھن سٹوڈنٹس

ساتھیاں اور کچے سپن کر سہ پھر کر ایک آپ کے تشریف لائی تھیں اور ان کو کچی

کے کار تین کی اطلاع کے لئے نمبر، دو گڑھی کی کو انھوں کا بازار ہے، اور سٹوڈنٹس

فلم اسٹوڈیو کے لیے چارے میں میں حیران، مہربان، کوشے تھے کہ نہ کھینچنے کے لئے

کوئی جگہ نہیں تھی، اس اثناء میں مسلم پراکرسیاں آگئیں، کرسیاں آگئیں

اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک ڈانٹ گڑھی اسٹوڈیو کے صحن میں داخل ہوئی جس پر

ٹک ٹکٹ صاحبوں کی کوشے پر دی جلتے والی کرسیاں لڑی تھیں، پھر ڈولے سر شاکت

بھی اپنی زما چھلتے، اپنے کھپتے پینے پیتے ہوئے تھے اور بے،

صاف کرنا — صاف کرنا، ڈاکٹر پھر گئی؟

اس ڈاکٹر کا مطلب پورا ڈولے گھٹ تھا انہوں نے علامت سے کہا جلدی کر گیا

آثار دار کا ڈیکور لیکن پلٹ کر جو دیکھا تو وہوں غرضی یا جیو حاضرین نے ڈانٹ گڑھی پر

محو کر دیا ہے ہر شخص اپنی اپنی کرسی اٹھا کر جہاں میں چاہا لگا کر بیٹھا گیا، صحن کا ایک

کونے میں ایک بہت بڑی، دیگ، رک کر جو چھاپلا یا گیا، چلتے چلنے لگی،

شاکت بھی میرے پاس آکر بے،

صاف کرنا،

میں نے کہا،

صاف کر دیا،

وہ جھینپ کر مسکر کر بے،

ڈاکٹر اس بار اشکالی ہو گئی ہے لیکن آپ اخبار میں ذکر نہ کیجئے ابھی میرا زمانہ نام

ہے سب کو میں ہی کہتا ہوں دیکھئے تو میں نے اس کا انتظام اپنے ہی ہاتھ سے کیا تھا
لیکن وہ بے سے کر گیا فریاد کر رہا تھا کہ وہ نہیں۔

اتنے میں ایک شخص دوڑا وہاں آیا اور وہ جتنی صاحب جلدی چلنے میں
فہم کی طرف نکل گئی ہے۔

میں صاحب بہت پریشان ہو کر آیا کہہ کر اس شخص کے ساتھ اپنی فریاد سنانی
تو ترچہ چلے گئے تو ان کو عمر رمضان دیکھا شہان نے مجھے بتایا کہ اس فریاد کو دیکھا کئی کی
بھونڈی ہی اور جتنی صاحب کی دوست میں اور وہ فریاد جتنی صاحب کسی کی خاطر ظہر وہی
میں چکا جتنی صاحب کو اپنی فریاد سنانی ہاں اس تو میں سب کے کہہ گیا کہ اس کو تم کو سنانا
کا کا مسئلہ ہے؛

عمر جوان پریشان اس کو ظہر کو دیکھ کر وہاں کہتا ہے کہ اس فریاد کی طرف
ضیک ہو گئی اور وہ سیٹ پر جا رہی ہیں وہاں جا پہنچ کر تھے سیٹ کی طرف چلے
سیٹ کے سامنے اسٹیل کی وہ بالکل اسٹیل تھا اور سیٹ پر جس فریاد اور اسٹیل پر گھٹ
تھے اس فریاد ٹھکرتی کی جہاں ہی ہر کم سرخ سپید جوان عورت تھیں ایسے یقین ہے
اگ عورت نہ ہو میں تو نالغ ہوتی۔ پتہ نہیں جتنی صاحب کی اس کے سب سے یاد شد
ہے، البتہ میں جانتا ہوں کہ اگر یہی میں تو ان صحت فریاد کے خلاف سے قبل وہ اپنے اس
ماریٹ کے اور گرو کے سامنے پر تلوں کو زمانہ انتظار۔ "بہترین و جنگ" وہم کی طرح
استعمال کرتی تھیں۔ اسٹیل پر پہلے ہمارا پیارا کے ڈانڈتے تھے لیکن چونکہ فصل و عورت
فرم سنا شروع کیا کہ اسے جتنی جانتی ہے اس نے میں ہی ایک عورت کے فریاد فریاد
میں وہم سے کہہ دے اور وہی خان کو کہہ پڑی اٹھوں کے سامنے میں فریاد کے پہلوں پر

پتے کھڑے تھے

جب ملنے ہوگی سیٹ پر میں برسے ایک ایک فریاد کا وہی اپنی اپنی جانتا کرتا تھا
اور سیٹ کی فریاد میں ایک سے بل پہلے کہہ جاتا اور سوتی چنے کے لٹو کا پتہ حاضرین پر پہنچا
ارش کی چھ ایک چھ فریاد کا وہی بہت سے اسے کیا، اوب اس نے کہہ کر وہ پہنچا۔
پھر اس فریاد کے گھر پہنچا۔ پتہ اسٹیل پر کہہ گئی وہاں چھا اور حرکت اپنی کے گھر میں
انہا سے کہیں اسٹیل پر رضوان دیکھو رضوان نے فریاد میں سے کہہ کر پتہ گھر میں ڈال یا
دکھانے میں جاتیں اس فریاد کے شراب کر سکا میں۔ ڈانڈا کو عمر رمضان نے تو یاد رکھی۔

سامکنس پر

اس کے بعد حاضرین میں سے شخص سامکنس پر "خاموشی کی تو میں بھائی فریاد کی
اور سامکنس یا خاموشی کے بدلے بڑا شہرہ کیا تھا خدا کے دگ خاموشی ہے۔ اور اگر کوئی
رضوان نے تو یاد رکھی۔

تجے بی ان کو

اے بی بی غلطی اصطلاح میں اس جہاں کی حالت کو کہتے ہیں جو کہ سے قریب ہوتی ہے ا
جہاں ان ہوتی تو فریاد پہلی میں اس فریاد میں جان نہی پھر ڈانڈا کو عمر رضوان
دیکھو رضوان نے تو فریاد رکھی۔

فریاد حالت کانت اور تھوڑا کر وہ بارہ فریاد کر

اس آف ان کے ہاتھ کے بعد نیز ہر وہی کی ایک مثال میں پہنچا۔ ظہر
برائے کے فریاد پر تمام ہتھ ایک شانت لیا گیا اس کے بعد حرکت جتنی نے اعلان کیا کہ حرکت
پہلے پہلے چلنے اسٹیل پر میں گھن اور گری سے طبیعت پر نشان ہو گئی تھی باہر پھر کھلے میں ہی

آئے تو جان میں جان آئی ایک آدمی بڑے سے تھا میں پیرے اور کھلے ماسٹرن کو
 دیران آوا اور شخص کو ایک ایک پیڑ اور ایک ایک کھوکھڑی کر کے چلا گیا۔ اس کے سرب
 وگل ہوا کہ چلنے کا استعمال چھیننے لگے۔ اس وقت زنجی نہیں تھے پہلے آئی ہی نہیں تھی وراثت
 کو سننے پر معلوم ہوا کہ زورہ پھٹ گیا تھا اس نے آئی کہ شہر چھو گیا ہے یعنی پرے سے کوئی
 ذرہ ہونو مائیکل رکت میں گیا ہے ابھی آتا ہوں

میں پہلے جیسے کھڑا ہوا سو سو کا فٹ کھاتا ہوا چپکے سے سٹوڈنٹ سے باہر نکل گیا۔
 اس بھرت کو بڑے تقریباً ایک سال ہو گیا ہے اور نہ جانے اور کتنے سال گذر
 جائیں گے۔ گھبراہٹ ہی ہر روز گذر رہی کی سڑکوں پر تو نظر آتی ہے لیکن تھی ٹیکس پڑا، یہیں
 پر نظر نہیں آتی میں سٹا یا کسرا کی بات نہ بھی سمجھتا ہے اور نہ تو سڑک پر حرکت یعنی کی
 جب غلاب ہو گئی اس فریڈ سے علمی لائن سے آ کر کے تھوڑا ڈپر ہیر سے ذرہ پڑا
 کھانے کا بڑا ہیر، گلام شہنشاہ کو باپ اور شاہ پھنسے، ڈال دالی خدے میں سو کر گئی کی
 سڑکوں پر کھڑے نظر آتی ہیں۔

اب جب نئے اڈالی شہر نے مل گئی ہے تو ہر شخص گھبراہٹ کی کیا حرکت ہو
 اور نہ جانے کس کسب تک میں سو فیروز کسے حرکت جھٹیاں نہیں بننے
 کسے میدان میں کھیلے کی کریمیاں کھیلنے اور گولڈ کو ایک پیڑ اور ایک کھوکھڑی
 ساری کو فٹ کھلاتے ہیں گے اس وقت تک پاکستان کی فلم انڈسٹری نووا ایک گڑب گڑب
 بنی ہے کی:



۱۹۵۹ء میں فلم شیریں فرہاد کی شوٹنگ

جن دن یہ دنیا عالم وجود میں آئی تھی اس دن سے آج کے دن تک ان دنوں
 اور برب صورت تھیں اور آٹھ اہل عرب اور ایسے گزشتہ میں جنہوں نے ایک روز سے
 بے چارہ طریقے پر مشق کیا اور اپنے پیچھے اولاد کی بجائے مالگیر شہرت چھوڑ گئے ان کو تاریخ فرات
 کہنا ہے ہی!

فیروز فرہاد یعنی جنوں، خدا لاس، حیدر آباد، موٹری ہینڈوال، سسٹری
 ماری عمر اور جو لوٹ اور میں جو میں اور مردی کو مقصد میں یعنی "اللہ لے نہیں تو کھو گیا
 مرد والی اور مرد صورت لے گئے اس لئے ان کے سرب کے بعد ان کے کھوس نہیں منسے جلاتے
 بلکہ کسی کی بلانے ان کی نہیں بنائی جاتی ہیں ان میں سے تھوڑی ہی کوئی ایسا ڈالوی چھوڑا
 پر کھاس کی بندگی کو اور صفا ڈوڈو دھن ہانڈا ٹھونکا گیا ہر ہر روز کھیر سال کوئی ڈاکوئی
 فلم ساز تریں کے رقم طرک کہ ظلم، سٹوڈنٹوں، داعی ہر ہے اور اپنے ایجنل یعنی اپنے
 ڈاڑھے اور نظریے کے بہت ان میں سے کسی ایک وہ ذریعہ ہے کی، ماسٹرن مشن کو
 ٹھکانا شروع کر دیتا ہے:

ان میں سے ایک صحت جو سرگوشی رہی تھی وہ تکیہ فقیر روشن کچھڑ کی اولین
 غم مشیر فریاد کی ہر دوش میں خیر صحتی سوچا کہ جو قوم ایک پڑا بیٹ بیٹی میں
 کو بڑا بیٹ نام غور مشیر عرف خیال دین کو تکیہ ماہر شرف قرار کراہی کا سلیقہ داکر کا
 بزیر صفت لاریں الا کو حکمت کراہی تھا دوسری ان اس کی سبھی نہیں بقول نور شریف
 مشیدال دایر میں ان کی سبھی کا جہلم کا بہت سوک دغم کا بہت شرقی تھا سبھی
 بے پادری باقی سبھی نہیں اس لئے میں نے ان کی طرف کوئی زیادہ توجہ نہیں دی البتہ
 مشیدال دایر مشیدال دایر اور ہر جگہ سے خیر میں نہیں
 تھوڑی روہ کی گفت گو کے بعد مشیدال دایر میں نے فقیر مٹا سے کہا
 چچا بھی چیکر مٹا صاحب میں میں چلی آں

یہ کہہ کر وہ اپنی سبھی کے ساتھ انگریزی ہونی اور بڑی بھاری زبانیں سیکھ
 حکیم کہہ کر انھوں نے ہر صوبہ کا کا لاجپور لگا لگا کر انگریزی کی اگر لکھائی کسی سے
 باہر چلی گئی

مشیدال دایر میں نے اپنے جلد کے بعد میرے دوست فقیر مٹا سے خوش
 کا فقیر کہتے ہوئے کہا:

بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم غوری مل گئے دن میں ابتدائی تلاش میں خودی
 روانہ ہوئے والا تھا نہیں تو معلوم ہی ہو گیا ہے کہ میں اب غم پر ڈوہ سر میں گیا ہوں
 اور وہ کھیل سیتی

میں نے تم سے شہادتہ ای اجازت لئے فقیر تبار نام چلنے مکان اور گیت دہری
 پہنچی میں شہدے رہے

یہ کہہ کر فقیر مٹا نے وہ دہاری پر ہنر کھلے میں تکیہ فقیر روشن کچھڑ کی پہلی
 نظم کا مستند چھپا باجی تھا:

تکیہ فقیر روشن کچھڑ کی میں روشن کو صبر اور اللہ انعامی نظم

بشیرین فرہاد (جدید)

کہانی: (انور دہستان میں خیر میں فریاد فقیر)
 مکانے اور گانے: مولانا حسین کھجور گوی
 ہدایت کا پر ڈوہ سر: مشی فقیر محمد حسین زوی

ستائے: ۹ ۹ ۹ ۹

خوبصورت لڑکیاں اور صحت مند لڑکے پتہ ذیل پر ہر صبح کریں
 فقیر بیٹھی بائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ ہاتھ روڈ کراہی



میں نے اس دوست فدازی کے لئے مشی فقیر کو کتاہی سے منسکریا دیا گیا
 اور اس سے وعدہ کر لیا کہ اب میں سارا کار و بار چھوڑ کر دن رات اسی کتاہی اور شری کی
 خدمت میں کھو بہاؤں گا مشی فقیر کو بھی بہت خوش ہوا کہ یہ کر دو پھا لکھا نہیں تھا
 اور میں بہت زیادہ پڑھا لکھا تھا اس لئے میں وقت کی روٹی دن میں دو سٹا دو ایک
 دہن پہنچی چلے اور یہ سب سے زیادہ چیکت تھی سکوت اور ڈوہ سر وہ یہ روزہ پڑھی پر چکے
 نور اور کھریا میں اس طرح تھی سکاتہ میں اور سنلی شاعر کے ساتھ ساتھ تکیہ فقیر روشن
 کچھڑ کا بیگل اور سنو لاکا نوئی شہر اور ہر دو شہر اور اکاوں کا انتخابی پور ڈوہ سر سب کو چکایا

گرتے کا سوا قول۔ ہا ہے تو خوشی کے نام اس پر کسی بیعتوں ی عاری ہوتی کہ علم فرما رہی
 میں اس نے ایک گراک کی ہر تین صاف کرنے کے بجائے ایک بھون صاف کر ہی گراک بڑا
 سخت ملاض ہوا غول سے اس کے بلا منت بھگلا ہوا لیکن جو ہر ہا تمام ہر چکا بے چارہ گراک
 عرضہ و ادبک بھون کی جگہ انکو کے تو پر اس وقت تکس جی کا اندسہ رہا جب تک کہ بھون
 کے دوسرے بال ڈال گئے

اداکاروں کے انتخاب کے بعد بااثر ایک خاص ملامت قرآن پاک کے بعد فلم
 ضیوں فرما دی خوشنگ شروع ہو گئی۔ ایک علی ایضاً کے بعد سے جنھیں کئی غزل کی ہر مانتاج
 انجام لینے، کچھ داتے پنے کا شروع مرض اور جن تک پہنچا ہوا ہے اس فلم کی رسم
 اختتام انجام دی کچھ داتے پنے اپنے اپنے کے سرواق پر شروع کر دینے کے تو بیڑن
 اس مشیہا کے ساتھ کھینے ہو کر تصویر بھی کھینچی۔

ان اور خوشنگ تو جیسی ہوتی رہی، ہوتی رہی اجیتا ناط ڈور
 خوشنگ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا، بالخصوص وہ مسئلہ جس میں نرعا پیدا کھو کر اس میں
 سے دور کی نرسہ بنائے اس کے بعد فرادنگ یہ جیسی ہی اعلقہ جیوانی مانی ہے کہ
 سنسری سے تو کوشی کرنی فرما، بغیر تحقیق کے اس پر آمنا، صدقہا کہتا ہے اور خود میں
 تمشہ، ماکر تو کوشی کرتا ہے، اس جھلکی خوشنگ کے لئے ایک روز نہیں لرا، اور خوش
 جو خوشی بقیہ نرسہ، مس مشیہاں، ملامت رمضان اور میرے ملامت دایت کا در خوشی کچھ کھو رہی
 مسرکاس اور ساڈا لکا، راست، خیرہ پد شمشل تھا، بدیہہ رنگ منگھو میری کھا، وہاں ایک
 بھٹی کی پیڑنی تھی جس کو ہلا فرما، خوشی بقیہ نرسہ کے اسے کاڑکا، ملامت رمضان کھٹ کر
 اس میں سے دور کی نرسہ لگنے والا تھا، ہر دو گراکوں میں سے بکھٹے سے پہلے پہنچے تھے۔

اس اور وہاں ہم نے ایک نرسہ لگایا اور اس میں خوشی شروع کئے، ملامت گزارتے رہے کہ اور
 خوشی فرامیت ہو تو ہم خوشنگ شروع کر لیکن۔ سرور کھون کھا بھنگا کرنے لگتے تھے نہیں
 کس طرح میری تا کنگ گئی میں تہ میں جاگا تو اس وقت نہیں میں باطل کیلا تھا، وہاں
 کے کچھ روز کچھ تھے، میں جلدی سے تھا نرسہ کے باہر آیا تو دیکھا کہ خوشنگ شروع ہو چکی ہے
 اور جانا، ابو کمال نے پیدا کھوئے میں مسرور ہے۔ مجھے بے اختیار نہیں آگئی اور میں
 نے فقیر ملامت خوشی کچھ روز دایت کھا، کو اپنے پاس بلو کھا:

دیکھا ہے، رونی ہے کیا تم جیتے ہو کہ یہ ملامت اس کمال سے یہ پیدا کھوئے گا،
 اس طرح تو یہ خوشنگ، اور برس میں ہی ختم ہو گی، اور بہت ممکن ہے کہ اس طرح پیدا کھوئے
 کھوئے کہ اس ملامت اپنی فرزند کھوئے، اس کمال سے کہیں یہ پیدا کھو دیا جا سکتا ہے،
 خوشی کچھ روز پر چھا، پھر کبھی کیا جاتے؟

میں نے فقیر کو خاص طور پر حوسہ کرتے ہوئے خوشی کچھ سے کہا:
 حضور! اب تو دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نے اب تک ساٹھ سال پہلے نہیں بتلائی کیا
 کیا وہ نہیں اس طرح شرت کی گئی جس، یا اپنی تہذیب تو بڑی سولی اس بات ہے کہ ایک بار
 نرسہ، ابو کمال سے پیدا کھوئے، کھلے پھران کے بعد کسی بھی سرکے لئے یا سرکے چرہ
 کچھ وہی کچھ تو وہ ہوا بیوں کے درمیان واقع ہو، وہاں آپ اپنے لرا، کھا کھا اور اپنے
 بڑا کچھا بوا کھائے، اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو لا آنا، ماش کے ذریعہ اس کے درمیان ملامت
 لرا، اس کے خود بخود نرسہ لگتے ہی۔

بات خوشی فرما کر کہیں نہیں آتی، ملامت خوشی فقیر کو کھا گیا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ایک بچہ
 خدایہ رہے کہ ملامت رمضان کمال سے پیدا کھوئے، کھلا یا گیا اس کے بعد ان ملامت سے

بہاؤی کے درمیانی حصہ کو انوکھ کر جتنا چاہیگی اب اس میں داروہ پہلنے کا مسئلہ باقی رہ گیا
 تھا۔ اس وقت تو میری چاہا کہ شفیق خیر کی بیٹی پر ایک لاکھ سے
 کر کے اسے غلام کر سڑی ہی سے ہمیشہ کے لئے باہر نکال دوں مگر یہ سلام ہوا کہ شفیق خیر
 شکر و شمس کے وہ آویں کو تیری کا دل چاہتا ہے کہ وہ وہاں جا کر اس کا دل کی ساری بیماریوں
 بخوشیوں بگڑوں گا اور وہ قسمت آئندہ میں نکال کر میں مینا یا جاسکے میں نے شفیق خیر کو
 کو بھولا کہ تم کس جا میں ملحق رہا ہے کہ کچھ بڑے بڑے ہوتے تھے میں نے ذرا کی خبر
 میں نے ڈنڈے گا میری سے فقیر کو شکر و یاد کو تم صرف جو نے کی چند ہی دن مشکور اور
 کسی جہتی کسی خبر پہ پہنچے ہیں اس خبر میں چنانچہ کہتے ہیں اور اس کی نذر لگائی گئی ہے تو میں

اور وہ بھی ذرا کی خبر
 فقیر کو کسی کو میری روایت تھی کہ شفیق خیر کی انیس روایت اور مستقل فقیر کو میری طرف
 بناتے ہمارے شفیق فقیر شکر و میری جا میں ملحق اور اس پہنچ گیا اور کچھ نہ تاہ
 فوراً شفیق فقیر کے پاس پہنچا اور اس کے وہ ڈنڈے لگا دئے اس کا نافرمانی نہیں کیا اور کچھ
 نہیں جانتے گئے اس کا میں کاکار اور داروہ غم کی روایت لاری ہی سے میری روایت
 مسلم شکر و میری فراوانی ہو گی وہ تو یہ وہ نہیں پہ لاکھ ہونے سے ہی تو شکر و
 ہدی ہے اور مسلمان پہنچا کہ وہ کچھ باکالی رہا ہے میں نے اس خبر میں جو سے کافرانی بہار اور
 اور شفیق فقیر میری فرما مقرب رہا ہے



قصہ جان منجھال آکھن کا

دو خر مین

یہ کوئی ایسی خال کی بات نہیں ہے بلکہ یہ صریح ہے اور نہ ہے کہ کوئی غم ایک کو
 اس کے بعد جتنی ہی غصہ جو اسکی غم ایک کو ٹھکانا اور نہ کے سوا اور کسی غصہ اور کوئی
 شخص یا کوئی میری ایک نہیں میرے اس نم سے کہ جانتا ہے۔ یعنی بہت کر نے کہ نہیں
 ایک نہیں جنت میں ہے اور کوئی میری ایک نہیں خود بہت جنت رہے کہ
 میں وہاں جنت میں رہ کر اب کی خیر سوت بہاگا پانی سے ایک
 یا اپنی بول

تو میں اس شخص کو اس ایک کو سونے ایک ہاکہ دے سکدے اور جہ وقت انصاف میں
 کے کہ اس جہ سے بولے میں اپنی نظر گراندہ اغلب اور کھٹے پر چار ہوں اور کسی کو سنا ہی
 ہیں کہ اعتراض ہوا کہ ایک ہاکہ ہے کی تم بہت تمہاری ہے تو ہم نے دساؤں کے لئے میں کے
 ہی حاصل کرنا سکتی ہے تو اتنی سوائی رقم کے لئے کون سا ان کے اور پہلے ہی کھڑا
 سے جاتے کی بہت ملنے کر میں ہیں ایک یا کوئی اپنی رتن اپنی دینت اپنی باپ کی جنت ان

مقتدر میں پیدا نہیں ہے اور اس پر میں غم نہیں توڑا ہے کہ نگر آپ، دنیا جہان کا سفر
 تو ظنِ نکت یعنی داپسی نکت کے ساتھ کر سکتے ہیں مگر آسمان کے سفر کا کوئی داپسی
 نکت نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ اس بات کے دفعوں میں اپنے تخیل کی نوا یا ایک کونڈ
 سے ایک رب تک بڑھنے کے لئے تیار ہوں کہ نگر مجھے سلام ہے کہ میرا نا اگی نہیں ہوں
 ہوں میں ان سداستہ داروں میں سے ایک ہوں جو اپنے انہاں پر مکی۔۔۔۔۔۔
 ہر کسی کے دل کی دیکھیوں مرشد کی روکھن کے ساتھ کوشہ پر گزرتے ہوئے ایک کھڑے
 ہوا۔

آپ سچ کہتے ہیں گنگے آج بھنے کیا ہو گیا ہے میں سو فرح کیلئے بیٹھا کہ کوئی
 ایک میں سرفے کے بدعت میں نہیں ہے اس لئے کہ میں آج نہیں ہے کہ میں آج نہیں ہوں
 سوئی شون ڈا میرا خندہ می سوی ڈان کی ایکڑ میں سے کوئی غلطی سادہ تو نہیں کہ کہہ رہا ہے
 اگر آپ یہ سچ کہتے ہیں تو پھر نیک ہی سہتا ہے یہ میں سراس
 دہلی میں بیٹھو ڈا سوئی ٹوئی سے آواہوں، وہاں میری طاقت ایک نرنگی میں گلاس
 نسلم کی بیرونی میں میں تھیں سے ہوتی تھی، انہاں انڈیا میں میں میں میں سے ہر وہ کہ زمین
 تافہ میں تو آ میں میں ہو گئی اور میں نے فقہ کے عالم میں اس سے ہر چھا
 بتا کے سگری ہڈو گئی سرفے کے بدعت کہیں ٹھکانہ ہو گا، روزخ دا بدعت
 تو میں میں میں نے بدعت سادہ ہی کے ساتھ جواب دیا
 ان دنوں لیکچر میں سے ہیں میں نسلم کہنے اور نظم سٹوڈنٹ ہوا
 وہ جواب میں کہ مجھے انا پڑا جس آگنی لیکن اس کے بعد سے میں بڑی بھینگی سے
 ہر سچہ نگاہ انہاں اتوں میں بڑا دلچسپ فرح تھا آپ کے کہ ناظم ایکڑ میں کہ بدعت میں

جنگل کی سکتی ہے، باغیچوں اور بڑے نور، خوش کے بعد میں سنے، ایک ٹاکہ روپے نقد کا
 انہاں کو عرونی کیلئے کہ نظم ایکڑ میں پر بدعت کے وہ اسے بندھی اگر نہیں نہ گئے تو وہ
 تم ہر جو روکن سے بدعت میں نہیں ہوا (مجلسہ نقالی)
 یہ میں نے ایک ٹاکہ روپے کا جو گراں قدر انعام سٹوڈنٹ کیلئے وہ تو نہیں کیا، میرے
 پاس ایک ٹاکہ روپے کی کھانڈ نہیں پڑا ہے کہ میں کسی اور سے فریضے تفریح سے بہانے کے سولے
 کروں، اس کے نتیجے کوئی نشان دار ڈیل کرے پاس ہے جس میں ایک ٹاکہ روپے لایا بیٹے
 داری میں جھونکنے کے لئے تیار بیٹھا ہوں۔

اب میں آپ کو بتاؤں گی بات بتاؤں، میں موشہ کوئی طبعی نظم کا ہی تھی نہیں ہوں
 بلکہ بڑا ہی آدمی ہوں پڑھنے لکھنے کا مرد ہوں اور پیرنا گئے شاہ کے تفسیر صحبت کی امت
 مجھ میں اتنی روحانی طاقت بیٹھ رہ گئی ہے کہ میں ہر سال کالی جہولت کو نصف شب کے تریب
 آسمان کی سپرکرتا ہوں، صرف مجھے خداوند تعالیٰ کے حضور میں حاضر کی اجازت نہیں ملی
 وہ میں بدعت روزخ سب دیکھ چکا ہوں، آپ تو لیلیٰ کے پتلے یا ڈالیہ سے ڈالیہ وہ سولے
 منع کے پتلے سے گزرتے ہوں گے لیکن بندہ تو کئی بار پتلے میں لگا چکا ہے ابھی میں پہنچے
 وہیں جہولت کالی جہولت تھی اور میں سب مول نصف شب کے بندہ تریب تم شبھی سے منع ہوا کہ
 سولے ہی بگڑا سٹیج آمانڈ ہر وہ پتا ہر نہ گئے شکار سے میری چھٹی اور امانی کے لئے ایک
 اصل کرشتہ کو بھیجا تھا اس نے مجھ سے پوچھا
 پتہ کہاں چوگے بدعت میں یا روزخ میں؟
 میں نے جواب دیا:
 چلو پتہ بدعت میں چلو کہیں یہاں ہر کہ روزخ میں اپنے سامنے پڑے روست سٹوڈنٹ

صنعتی اسرار الفی ہماز پورا من سرت از شرفانی باری چھگ بخرہ صغر قامت
 و سکی تکی برقل تے پٹھے ہوں بلی ہے ہوں از فلاش اشد ہی ہوں اس مصلحتیں میں اطمینت
 کا کچھ ہوں کہیں نہ تہ ہر کوئی بھی صغر قامت و سکی از جنت و جہنم کی بیکر کی انت ہی
 کت مگر فی ہذا فلاش کھینچا ہوا ہوں اور کوئی مروت گنہ گنہ سے بچے اور بچاں میں
 واپس نہ آئی نہ ہو کی کہ اسوں پر سے لئے حکم تہ ہے کہ ان کی بیعت کو نصف غیب کے ہوا
 آوازوں پر آسکتا ہوں لیکن گھوڑے نام سے کہ غبار پر ہوا مگر تو اور سے سے اپنے پہنچے ہی
 و جہاں میں ہوا جاتا ہوں۔

پہلیاں مضر شستہ کے ہوا اور وہ جنت مضر ہوں سے گت ہاں حاصل کر کے
 اندر داخل ہوا اور داخل ہو کر ہی سے ایسا مسموم کیا جسے ہر طرف جیسے نہ جینے پر ہے
 جیسے گدہ ہوا جسے ایک ہزار جانا انسان پر ظلم ہوئے ہے اور ان دن خداوند من و تو
 رہے ہیں میں سہولت اور گری ہوتی اس کشیدہ کی سرتی ہی انکار ہی توں جو کائنات کو کھینچنے پر ہے
 کی حالتوں شش کے ہاتھ سے لگائی ہو میں سے گانہ از شستہ سے پر چھا:

نہ دن بے رات:

ز شستہ صامب نے جب اور میں جواب دیا:

ہاں دن اور رات نہیں رہتے:

تو بگے بڑی حیرانی ہوئی کہ ز شستہ صامب اور میں کس طرح جانتے ہیں بعد میں پہلی
 سے بتا کر اور بتا دہی سے اور کے اور میں اور انھوں کے گانہ از شستہ کے گئی چھگ چھ
 اب تک وہ وہی کہن سے کہ مگر اترا تھا تک سلتے آندا اور میں اور انھوں کے گانہ از
 چھگ ہی اور اترا تا تک سے ان کی خاموشی نے گلشن ہے لیکن سستہ میں خراب ہیں نہیں

صرف ایک شعر یاد ہے۔

ایس جنت کو کیا کرے کرتی
 ہوں میں کانگنہ و میں کی حوری ہوں
 و سے فرشتہ صامب نے نہایت دلزدانا انداز میں اور ہوا کہتے ہوئے چھگے سے
 بگے ہر شستہ ہوا تھا اور چھگے کی گئی کہ میں میں جنت میں ہر شرف و قبول ہوں نہ ہر گناہ
 سے اور کم کا شی ہی چھگے ہو کہیں ایسا ہر گناہ سے ہی نہ لیا ہے اور ہر گناہ کا اس کے ہوا
 و شستہ صامب نے جو سے پر چھا:
 اب جہاز جنت میں کسی سے لہا جاتے ہو۔

میں نے جواب دیا:

کسی سے نہیں پہنچا بلکہ تو نہ ایک سے کھارو اور سکتے کہ ہاں اور میں ہی وہ لہو
 یا کرا ہی تو کی کسی متروقی علم ایک میں سے ملاقات کلا وہ:

فرشتے صامب نے میں کو جواب دیا:

صوری اور جنتی ہوا ہو کہ وہ گنہ جنت میں کسی منظم بگڑیں کا ہرگز نام نہ تو کسی خود سے
 میں لیا اور OVER HEAR کر لیا تو میں اتنی ہی مشامت ہی جاملے گی:

میں نے فرشتے صامب سے پر چھا:

کہوں اس کا کیا مطلب؟

فرشتے صامب نے جواب دیا:

نہ ایک ہی کہانی ہے کہ کسی دستوں میں ہیں اور میں بیکر کہیں اتنے سنائی
 سائے ہی تو ہوا از شستہ جگ خواب مضمون اور داخل ہونے اتفاق سے اس
 وقت مضمون ایڈ جگ مشابہ میں کوئی نہ تھا حتی کہ مضمون ایڈ جگ مشابہ کا بچہ پڑا تو ہوا سے

یہی سر ہے۔ جسے پندرہ شصتے بھے نزار کہ جنت کے عجم کھولنے کے نام کو کہتے
 ہیں۔ اسے قہری دریاں بھی کہتے۔ کثرت اور ایک شطیبہ پیچھے ہائے میں ابل
 بہشت بیاد میں گئے پہلے اہل شیعہ ہو گئے۔ کثرت کی کھلی ریزوں کو گار میں کہا۔
 چھوٹے شیعہ میں گئے۔ اور سننے کہ جنت میں نخل کے سونگے دریا کیوں نہیں
 فرشتہ صاحب نے بیکے ایک دلیل پر فرمایا۔ کہ اگر نذر و کار خودی خود کثرت
 اور ایک شطیبہ کے دورہ کو اس اور ایک نخل مراد لکھتے تھے۔ شیبہ کثرت کو ایک
 کثرت شیبہ کہ نخل مراد لکھتے۔ کہ ایک نخل کثرت کثرت شیبہ صاحب نے کہا۔

میاں اہلبیت اور شاویہ جنت میں خودوں کے علاوہ صرف وہ صرف ہو سکتی ہیں
 جو انہیں نیک شریف اور بہ دروغ تین ہیں۔ میں خود تین ہیں اب عیاں فرستہ خبر
 کے سوا کسی فرد کی صورت نہ رہیں اور جنت میں بھی پختہ اور عوام و ملائکہ کی سختی سے پانچوں
 آپ تو جلتے ہیں کہ نگر آپ خود بھی ایک مرد ہیں اور اگر مرد عورت میں کوئی خاص کثرت
 دیکھیں اور نہیں کرتا اس نے وہ دنیا اور اگر سے باہر جنت ہے اب یہاں جنت میں اس کے
 ساتھ اور مطلق جنتی گھر پر عورت ہے تو یہ پھر میں عورت میں کوئی مرد تو ان ناسب
 ایک ایک لاکھ ہیں۔ ۔۔۔۔۔۔ مرد و عورت میں کثرت ہے اور جنت کی روئے
 راست میں پڑ گئیں۔ اور جگہ خودوں کی شاموں میں جگہ جگہ مشوئی پھولوں سے لالہ اور

میں چند بڑا کھول کا سین۔ جو ان کی ذاتیں مردوں کے دن
 کا مرد و نگر ہے اس لئے وہ مردوں میں بھی کوئی مرد نہیں ہیں اس کے طلب کی
 جتنی کچھ اور پختہ پختہ عورتوں میں ہے وہی کثرت و نذر میں ہوتی ہیں اس کے
 جنت کے مرد جنت کی ماری جنت ہونے کے باوجود بڑی بے تکلفی میں کرتے ہیں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ آسمان کے ٹکڑے ہوا میں نام کے انفر لائنٹ کی غلطی سے
 ہندوستان کی غلطی نے ایک کٹھن میں سے جہاں تا کائنات اور نہ ہی جانے کے باوجود جنت
 میں کھو گئی جہاں ڈاکوں کی جنت میں ایک نوبہ صحت کا ذکر کے افسانہ اور جنت کے
 سانسوں اس کا ذکر کے گورج ہونے کے تاکہ اس جہاں تا کائنات برآمد ہوا جس کی توقعات
 نیکو و مستطکری سے جہاں تا کائنات کی تکرار کے نوبہ صحت کے جہاں تا کائنات کے
 اپنے ملاقات شدہ کو کر کے لئے کے ہوا کی منتظر کرتا۔ اور فریج کو کر کے لئے جلتے ہوتے
 ایک غلطی گت کا شروع کیا اور جب ذیل ہے

سپین آئی ہے بڑے بڑے سفرے
 گونیاں آئی ہے بڑے بڑے سفرے
 جنت سے آئی ہے
 گنگا سے آئی ہے

ہال سے آئی ہے
 یسوع سے آئی ہے
 غمی دنیائے آئی ہے
 بھارت سے آئی ہے
 سپین آئی بڑے بڑے سفرے
 گونیاں آئی ہے بڑے بڑے سفرے

جنت کی نصیاتی میں پہلی بار یہ غلطی گت اور وہی میں جہاں تھا کائنات کے گلے سے آتا
 ہر غلطی گت کو نجات سے اسے مردوں جنت پر نکلے بڑے اور دھبے سے اس کا ذکر کے

گورجی ہوتے انھوں نے کھڑکیوں سے جھانک کر کہا ایک طرف وہ چلی پہنچ پناہ جو ان
 صورت میں سے جو غلطی پر آپ اسٹیک اٹھا کر ان میں ملانی تو جھکر ڈرا بر دست ایک آپ
 کہ کہہ تارا یہ سٹیک ٹریل کے سلسلے میں اپنی کالی دست چھوئی اور ہاتھوں میں لگتی کہ یہ ہے
 پہنچنے والوں نے سب پہنچا کر پشور میں غلطی کرانے والا کو گھبراہٹ سے خاندان کو انان دھڑکی
 پشور میں لگتی ہوئی میں جہاں ڈاکٹر کے ہاں ان کی کوئی انتہائی چیز میں سے جہاں ڈاکٹر
 کچن بڑی باتفاق صورت تھی اس کے ساتھ سب کا ہاتھ چاہیے کہ پشور میں آئے اور سب کو
 شخص کو آگے لے گیا ہے اور میں جہاں ڈاکٹر کے حرکت کر کے رہ رہی ہے اور کھلی ہے
 اور چہنہ غم نہ وہ لوگ ہیں ہی پشور میں جو لوگ پشور میں ہی تھا چلے برتے یہ پشور چاہتے تھے
 کہیں آپ پہنچا تو پشور میں کچھوں کے نام سے ایک سٹیک کھیتی کی بنیاد ڈال رہے ہیں کہ اس کے لئے میں
 موجود ہے اور پشور میں ہی ہوتا ہے غم کے این سٹیک موجود ہے وہ پشور کی اچھڑو میں
 سفید زاب کا شہری اور تھیانی جیل ڈائی سہ ماہی پڑی اور پشور میں انجم اور گے
 بیرونی کی کسرتی سورہ میں لگی۔

سب پشور میں جا گیا آپ نے شہر کے تمام علاقے خوشی میں تمام پشور میں لگے
 اور پشور میں پشور اور پشور میں لگے اور وہ پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 کی بنیاد لگتی انھوں نے اپنی زمین کا حق پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 ہے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 ہے پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے

تو بہت جھانک رہی غلطی ہو گئی ہے کہ سرور کی ٹیک بی بی کا نام ہی جہاں ڈاکٹر بیگم تھا اور
 اتفاق سے اس کا نام ہی جہاں ڈاکٹر کی کے ساتھ کھا گیا تھا۔ جسٹریٹ کے مالے فرشتے کی
 غلطی ہی جہاں ڈاکٹر بیگم کے نام کے آگے دوزخ اور جہاں ڈاکٹر کی کے نام کے آگے جنت
 کوں لیا گیا تھا۔ فرعون صاحب بہت گھبرائے کہ میں غلامہ تھالی کو
 اس غلطی کی خبر ہوئی پر فوراً فرشتوں کو بلایا جہاں ڈاکٹر کی کو منت سے لکھا اور جہاں
 بیگم کو منت میں بلایا جہاں ڈاکٹر بیگم جنت میں آئی اور ان کی چیزیں بھیج دیں۔ ان میں
 تھالیوں لیا گیا تھا کہ جب جنت کے سلسلے میں جہاں ڈاکٹر کی کے کوڑ میں تھے تو اس وقت
 جنت کی حدود کو اتنا فصلا آیا کہ وہ ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں غلامہ تھالی کی
 بارگاہ کی طرف روانہ ہوئی لیکن اسی دوران جناب عمران نے اپنی غلطی درست کی اور وہ
 کے جلوس کی منت حاجت کی اور پشور میں ولایا کو آسٹریٹ کے کسی غم ایکٹ میں کو منت میں
 داخل ہونے پر کسی غم ایکٹ کے قیام کی کوئی اجازت نہیں ہی جائے گی۔
 تب کہیں جا کر جہاں ڈاکٹر بیگم میں آئی یعنی ان کا قصہ ختم ہوا۔

اور اس وقت ڈاکٹر فرشتے صاحب سے ایک لیا تھا اس میں ایسا اور پشور کے قدرت
 کا ایک لیا گونٹ بلک سٹیک کا ایک چھرا گھومتی کی کو پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 سٹریٹ کا ایک کش لیا اور وہاں سے پشور میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 جا کر وہ کھینچا پاتے ہو کہ غم ایکٹ میں دوزخ میں لگے اور پشور میں لگے اور پشور میں لگے
 ہیں۔ "۹" میں نے جواب دیا۔

بہتر داروں دوزخ ہے ان میں بہت جسم اور دوزخ میں ہیں



جنت و دوزخ کو زیادہ دور نہیں ہے بس دور ہی ملنے
فرشتے نے کہا:

اب بیچ چاہ سکتے ہو بچے اپنے پاؤں چلا آئے۔ انہیں اب نہروک
کوئی آہستہ ہوا جتنا وہ ہیں کچھ دوزخ کا باشندہ کہہ کر پھر سب کے لئے دوزخ سے
باہر نکلیں گے۔ ذرا مصلحتاً بھول کے آئے قدم قدم پر پتھر اور ماسک ریگ ہے یہی
آگ کے خیلے لہک ہے یہی سنگ کوئی پتھر یا ماسک آپ کوڑوں نے یا آگ کا کوئی مشعل پ
کو جلسہ ہے تو یہی آقا زمرہ و انبیا ہوں۔ میں نے آپ کو حرف و دوزخ کی سبب کھانے
اور جس جہاں آدائی کو دکھانے کا ذکر کیا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اسے دیکھتے تو یہ سانسے کون ہے؟ شکل کچھ اتنی کچھ اتنی سی پڑتی ہے ذرا اس
کو تازہ تو رہی۔ اسے بھائی میاں دوزخ کے مہتے لئے زیادت تر مستازا آواز ملتی کہ
دوزخ کالا دکھاؤ اور ہرگز نہ کہہ لیا، میں کہنے لگا پکارا ہنسنا ہی: جو لوگ کن
ہو، باد و ہوا سے کیا اٹھتے تھے ہر؟

کیا تو لوگ دھری ہو اور کیا ہدیٰ ملکہ عالم نے اپنے قلوب سے تہذیب عربی
سے یوں کو چاک کر دیا ہے شکل یعنی پچوانی ہے یہ آواز سننی ہوتی ہے یہ اپنا نقلی اگر
اعظم عربی چند عربوں ہے وہی چند عربوں میں نے ظلم کیا میں کھینچنا، جہا بھگت پارت
ار کیا تھا آئے پانے ناظرین اس سے ملے ہیں:

آداب عرض ہے ستر چند عربوں ہم لوگ عربی نہیں ہیں بلکہ ہم لوگ اس وقت دنیا
سے دوزخ کی سبب کھانے تھے یہی تاکہ دنیا میں واپس جا کر دنیا والوں کو بتائیں کہ دوزخ
کیسے ہے؟ اور دوزخ میں آپ بھی کون کون شہر بہشتیوں بہتی ہیں!

یہ سن کر سب دور عربوں نے شکر اکر ہم لوگوں کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ پلانے
کے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا:

آپ لوگوں سے بل کر ٹہری عرضی ہوئی۔

میں نے جب ہاتھ ملانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اچانک — جس —
کی ہی خوشگوار آواز آئی۔ — میں نے دیکھا کہ ہاتھ کے پھلنے ایک سانپ
میں پھیلنے لگی جس میں سر کہہ رہے ہیں۔ کچھ تو سلام پر اکر میں جہز کر میں
چند عربوں کا پاس لگا، ہاتھ وہ پاس نہیں بلکہ کوئی پچاس کے قریب سانپ چند
عربوں کے جسم سے پلٹے ہوئے ہیں۔ میرے جسم پر کانٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے لڑنے
ہوتے جواب دیا۔

ستر چند عربوں! ہاتھ ملانے سے تو میں باڈا یا بکے مسافر ہی رہ گیا چند عربوں
کو گیا اٹس سے بچے ڈھارس ہی!

گھبرائے نہیں، رکھنے ملے سانپ، نہیں ہیں صرف بھڑکنا نہیں کرتے بلکہ سانپ
ہی یہ کھاتے ہیں ہی تو ہم پران کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیر کیر یہی کوئی ترنا نہیں موت
تو مستشرقین پر آتی ہی میاں یہ سانپ تو پشاک کے لئے استعمال کو تھا ہے ہی چنانچہ جب
کوئی بیمار دوزخ میں آئے تو دوزخ کے آتشک خانے سے اس مرد کے ذوقیات
کے کھانا سے ستر پوٹھی کی خاطر سانپ قہقہہ کئے جاتے ہیں، چنانچہ میرے ذوقیات
کے کھانا سے دوزخ کے آتشک خانے سے آواز گونے ناان کو اتنی برسی سانپ نے
گئے میرے ہر کسی سانپ سربراہوں میں آگری اور گرمیوں میں ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔

"میں نے تو چاہا کہ بچہ کھانے سے کام لے لی؟"

پندرہ سو میں سے کہا:

پھر تو ہادی نواز ہے میرے بھائی، میں یہاں گھلنے کے لئے صرف پھر تو ہوں
ایک وقت میں دو آدمہ، فزائی پھر گھلا تو دوست سے ہم جاتی ہے اور ڈاکو آجاتی ہے،
آئیے میں آپ لوگوں کو دروغ کے دستروان میں سے چلاں، وہاں کہو پڑھتے ہیں اور
اتنے کرتے ہیں جو سکتے ہیں کہ میں سے آپ کو ملنا ہو، وہ بھی آپ کو میں مل جائیں گے
میں سے پھر چہا

ہا تو بتائیے کہ ظنی رہی کیا اور کون کون شخصیتیں دروغ میں موجود ہیں؟

پندرہ سو میں سے سانس پھر دروغ دلاتے توئے کہا:

کے اہل بھگل ہے، بگشت ہے، پنا خدا تھلا بھگل کے شہاب ہے، مغزوں سے
ہلایا بڑا ہے گل عید ہے، خواب کا فیری ہے

میں سے پھر چہا مردوں میں کون کون ہیں؟

پندرہ سو میں سے جواب دیا:

ہائی جنت الی ہے، ارتق الی ہے، مس، تہ ہے، مس، تو میں ہے تو کئی پاکستان
کی شہرہ لیکن میں جسوی کی اہل آد ہے اور وہ آپ کا بھگل کے ایک ذمے کی شہرہ لیکن میں
میں سے پھر چہا لیکن میں ہی لیکن میں جنم حاصل ہوتی ہے۔

ہم سے چند سو میں سے کہا:

جنم پناہ! ————— میں میں ہوا میں، مغزوں کے نام آپ سے گزرتی ہیں
ان سے ہیں شہرہ ہے لیکن سب سے زیادہ، طاقت کی فراہم میں میں ہوا میں ہوا میں ہے۔

پندرہ سو میں سے کہا:

یہ کون بڑی بات ہے قیامے سے میرے کہہ لو،

چند سو میں کے کچھ پتے پتے ہم ایک جگہ اپنے جہاں ملتے ایک بڑا ڈاکو ہوا،
سلیطان کی مشاہدات کا روزنی ہوا!

دروغ میں عمام و قوام کا بہترین رکنا،

ہم سب اندر ہوئے اس وقت، اتفاق سے ہوئی میں کوئی، تھا ہم سب ایک میل
پڑھنے کے میں اس وقت، بڑی ذہن کی جہگ لگتی تھی، اس تو چند سو میں صاحب سے عرض
کی کہ میں سچ گھلا، تھے، چند سو میں صاحب سے یہ کہہ کر ہل کر چھا:

گھلتے میں کیا کیا تیار ہے؟

یہ بڑا زندگی میں شاید کسی اپنی ہڈی کا نیزہ چھتا، ایک سانس لیکن کونوں کے
نام سانس لگا،

پھر تو رہ سانس چہا، آؤ لیکن، پھر گھلتے پھر لا فزائی، سانس کے انور کا
تاریت کہ ہے کا سفر، انور کی پیر سے کونوں کا تو رہ، میں وہ فہریت سانس رہا تھا کہ
میں باغوں کی اہل تیار چھا!

ہیں باس — — — اپنی کراس چہا کہ وہ سچ کا گھلا چہا میں باہر مل جا چھا
نیزا لگا،

آپ کی مرقی آپ، رنگ و تپ بڑا کیا ملتا ہے؟

کہ نہیں ملتا، ہر سب کے تو صرف ایک گلاس ٹھنڈا الی پلا، وہ نیز جس کہ وہاں،
صاحب! یہ دنیا باجنت نہیں ہے کہ آپ کو فرشتہ، فرشتہ پھر میں دیکھا ہوا طرف
کا فضا الی مل جائے یہاں طرف کونوں بڑا گزم ہائی پنے کو ملتا ہے

یہاں کہ ہماری ہرک ہرک میں سب نائب ہو گئے ہر نے چند سو میں ہمارے کہا،
 بس میں اس جہاں آراہکن سے شاد، ہم لب لگا اور دیکھتے نہیں چاہتے ہر ہم کی
 آگ سے پھینک پھینک ہوتے چاہتے ہیں۔ ہرک اور بیاس کے لئے ہر سال سے بس جہاں
 آراہکن سے عادات ہو تو دل شاد رہ سکے بعد ہم اپنی دنیا میں ڈوٹ جائیں،
 چند سو میں نے بتایا، روز بخیرت کی طرح کوئی چھٹی ہو چکا تھی ہی ہے وہ تو
 میلوں میں کھینچا ہوئی ہے بلکہ تھری دنیا سے ہی توند رہے ہیں۔ بس جہاں آراہکن کو بیاس
 سے کوئی چھ سات منزل آوند تھی ہے، میں نے حیران ہو کر کہا،
 چھ سات منزل! ہر ہم کھینچتی اور آسکتے ہیں، آراہکن سے کوئین سے عادات
 کی آتا کہ دل میں رکھ کر ہم دنیا میں ہوش جاتیں چند سو میں نے مسکرا کر جواب دیا،
 یہ اس پہلے کی ضرورت نہیں، میں آپ کو صرف آدھ گھنٹے کے اندر کن سو شادوں کا،
 میاں میں بھی ایک ہوائی سرد سے ہے جس کا نام خزان ایسا خوش ہے، اور دیکھو سو سو دفع
 کا ہوائی آؤ ہے اور اس کے سامنے یہاں ہی خزان آؤ لے گئے ڈال تھیں، آپ کے جلدی ہو
 کہیں اور آتے جلتے۔

میں چند سو میں کے ساتھ جہاں آگ لپٹتہ ہر ہر خزان اسپینڈرڈ کی طرف دیا۔
 میں آندھ سو میں اس پر ہمارے ہی تھے کہ خزان میں سر پر کا نلی ٹھیں اسپینڈرڈ ہوائی ایسے کے
 رنگ سے سرور میں کے گھڑے کی طرح سرسبز، وہ نے لگا اور پھر ایک لگا ہوا میں ہر چند ہوا
 تو میں چند سو میں چلا گیا میں نے گھبرا کر انکھیں پڑھیں تھری اور ہدیوں میں ہوا ہر ہر ہر
 یہ ہے، آنکھیں کوئی کہ دیکھتے خزان میں سر پر کا نلی ٹھیں اسپینڈرڈ میں پر کھڑے ہیں اور
 چند سو میں وہاں کے ہوائی آؤ سے دہلیجے تو وہاں سر پر کا نلی ٹھیں کی طرح آؤ ہر ہر

کھل گیا ہوا دکھائی دیا۔ میں سترے چھوڑا کیا آؤ سے ہے؟
 چند سو میں نے جواب دیا:

کراچی کا کوئی نرس مالک مراقاتا ہے یہاں آکر بھی وہی کاروبار شروع کر دیتے اس
 نے اس بار آؤ سے خریدنے ہی نہیں ایک مقام ہے، وہ سب مقام چھلانگ ہے۔
 ابھی ہم یہ بات کر رہے تھے کہ آؤ سے چند سو میں نے کہا کہ آؤ سے خزان آئی شانی میں پلٹ
 کر میں نے، کچھ اور ایک آؤ تھا جس پر کوئی کچاس ساٹھ روزہ میاں مراقاتا ہے اس کے شعلے آؤ سے
 ہر سال ہے، آؤ تھا قریب آؤ تھا اسٹاپ ہنگ گیا اس میں سے کچھ روزہ خزان
 اسٹاپ پڑنے سے میں اور چند سو میں مبارک گئے، مبارک نے پہلے میں نے دیکھا اس
 آؤ سے پتہ کارل سے لکھا ہوا تھا:

”جسٹس، میں اسپیری ڈائسپورٹ“

ہلکے سو میں نے کچھ آؤ تھا ہر تھی سے، وہ آؤ ہوا لیکن ٹھوڑی ڈوٹا سے کچھ
 وہ ایک آؤ تھا لگا گیا، لکھنے کے ہی مسئلہ، وہ ذی مسافر پریشان ہو کر آؤ ہے پے کے کوئی اور
 بھاگنے لگے چند سو میں نے ہی گھبراہٹ میں کہا،

جلدی سے بھاگو پھوٹی ختم ہو گیا ہے جب پھوٹی ختم ہو جائے آؤ، اس آؤوں کو لکھا
 جاتا ہے اس کا پھوٹی ہے۔

ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر سکا کہ آؤ کی آؤ، چلنے نہ دیا، یہی آؤ چلنے
 خزان آؤ میں نے آؤ ہر جہاں ایک، ابھی وہی آؤ کی مشاہدہ ہلکے سپرے فیکر کا سا ہے
 جس کو میں ہر نہ آؤ چلا کر تھا، ان دونوں پہلے سے ہم نے اس کا نام سچائی لکھ چھڑا
 تھا، میں نے اس کا بھلنے ہی کہا،

اسے وہ دیکھا جیسا کہ تو یہاں مذکور ہے مگر نہ سب کے بیٹے اور نہ ابن گلبت اس
 سے نسبت بھری آنکھوں سے ملے دیکھا میرا بیٹے بیٹے کے لئے اچھا منہ جو تو ربنا تو اس
 کے منہ سے نکلتی ہوئی مانتی ہے تو اس کے ایک ہونے کی اطلاع آئی اور اس کے بعد کچھ دنوں پہلے
 کیا ہوا بہت بڑی آنکھ کھل گئی تھی جو
 خواب تھا جو کچھ دیکھا بہت افسانہ تھا۔



بہوت!

فلسفی و خیالیں بہت کی رقم کو دیا بہت حاصل ہے جو ایک نوجوان صورت
 اور نوجوان سوئی زندگی میں اللہ کی رقم کو حاصل ہے جب کوئی رقم نہ پائی جلا یا ہی رقم کہ ہم
 بہت کئے تو میں اس شخص کے رنگ و بندوں سے علاج شروع کر کے جو کسی ہالک دن اور
 بیچارے کا اعلان کرتا ہے تو میرا سبہت کے دن کو میرے بہتر طریقے پر مشورے کے لئے بڑی بڑی
 شرح سے تقریباً شروع کر دی جاتی ہے۔

فلسفہ مان اس کی جو یہ ہے ہدایت کار اور انداز نگار۔ مگر نہ میں غلطی ٹالو،
 کہہ میں جو کس انداز میں نہ انداز کرنا۔ بڑے اکثر اچانک وضو و فروع اس وقت کئے ایک نیا
 جلا بسلائے تھی نہ پھر کوئی پرانا بہتر ہے جو اور جی کہ یا پھر ڈالی گھبراہٹ کے لئے بیٹھے
 ہیں اور وہی دھری اور ڈالی کوئی کو خاص طریقہ کیا کرتے ہیں کہ
 ”و کچھ جو انہیں بخلائے ہیں کہ تمام کچھ دیکھنے میں جانا چاہیں کہ نہ کہ
 اس کے دور سے نہ ہمارے فلسفہ کی بہت ہے۔“

اس کے بعد کسی طرحی قسم کی سیرنگ سلیٹوں میں یا کربالی اور ڈالی کڑانے ہیں اور
 جس دن بہت ہوتی ہے اس دن کرنی لکھنی کس قسم کا خوشی اور اعلیٰ میں کے ہائے میں

صبر سے لے کر ہر اشد ذی کوئی پریشانی والے تک سنے یہ عجزت انکا ہے کہ میں اپنے
یہ صابن استعمال کرتی ہوں۔ اس کے ہم پر غیب ٹپ لگا رہتے ہیں۔ جلد کے روزان
فصلیہ میں ایک ایک کر کے ہی لکھ لیا خوشنورہ دن آج آج۔ آج
اوس کے بعد لکھوں میں کھنکھو لکھوں میں کھنکھو لکھوں میں کھنکھو لکھوں میں
ہو میں لکھوں کے کھنکھو کے پاس جا رہی ہیں۔ اگرچہ میں ہی ہی کھنکھو لکھوں
نورانی کھنکھو لکھوں ہیں۔

میں جب کبھی دیکھتا ہوں اعلیٰ نہیں ہوا تھا اس بہت کے دن کو کون ہے
بہت کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
بہت کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
رہتے ہیں لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں وہ کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں

میں ہی ایک ہوا ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
کہ میں ہی ایک ہوا ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
بہت کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں ہی ایک ہوا ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں ہی ایک ہوا ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں

آج کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں سے کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
صرف ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں

کہہ گئے ہیں۔

میں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں

"چھو تو ایک ہوا ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں

میں نے اپنی نظریہ سادہ دلی کے ساتھ ہوا

چھو میں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
اس کے کہا:

"سورہ کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں"

یہ لڑکتی اور کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں

میں ہی ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں ہی ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں ہی ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں ہی ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں
میں ہی ایک کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں کھنکھو لکھوں

بھلا ————— آج پھر سبلی سے قیام وصال کرو غمناک رہا
سے ہمیں یہ جاننے پہنچے۔ یہ وہی وقت ہوا جسے غفلت کے آج پھر ہم
گنہگاروں سے نہ جانتے تھے:

میں بڑے شام میں ہی کی اس گفتگو کو میں دل ہی دل میں یاد رکھتا ہوں۔ وہ دل پہنچا
ہوئی تھی۔ وہ دل پہنچا ہی ہوئی کہ غافل کر کے کہا:

اور یہ تھا کہ سب سے دوست اور اسے ہمیں چھوڑی ہوئی دوست
کی ہری اور ان میں سے کچھ تھے۔ اسی وقت وہ دل کہ چہ چلا جائے کہ چہ نہ
تم وہ دل تھا میں:

جہاں چہ سب سے دوست تھا وہاں تو اس سے پہلے
وہ سب سے گھر میں کہ وہ گھبرا گیا
میں نے کہا:

میں اس وقت

چنانچہ میں نے جیسے چیک بیک نکالی اور سب سے میں بڑا روپے کا چیک
لے کر دعوت نامہ فرمایا اور وہاں سے روانہ ہو گیا

مقام کو میں نے غم کے بہت سے شہرت کی۔ فرانس کو سب ہی ہجر کر رہے ہیں
کو آپ نظر ہو کر دیکھا۔ نہ دل کا پانی پیا نہ کھلتے فہم کا ستر نہ وہ گزیر ہیں۔ انکی
خدا اس نے اس کی ایک ایک چیز سے لے لی اور بڑی خوش فہم کرنا کہ اب یہ ہے تو
فہم کی بہت کون تھی وہ روز بہت نہیں تھا۔

اس کے بعد جتنا فرسوسا ہے کہ میرے اس دوست نے جس سے مجھے ہوا

بچو کہ ایک سولی ہوتی نامہ ساز تھی جن ہزاروں سب میں فرشتہ کیا تھا۔ میرے دل پہ
نکلو کہ گے گویا میں سے کرایا اور جینے کے ہر سے جلتے ہوں سے یہ تھا کہ ان کا
لئے تو ————— دیکھو اس پار میں کہ اس بظاہر ہر قطر

لئے والے ہر شہید کو اس کے بنگ میں موف چھو۔ وہ پے پے سے ہی ہوں
لئے بچے سب سے جن ہزاروں سب کا چیک لیکر دیا تھا۔

وگرتے ہر گئے انہوں نے بچے بڑا بڑا ہوا کہا ایک اور سب تو ان میں کی گاہیاں ہی وہی ہیں
میں داخل مصوم اور جتنے نکلا اور اسکے بعد چہ شریف النفس تھے ہوں سے ہری ہونڈ
کر کے کہ جتنے سکے سب سے ہل مند کر ایسے سب کا کھل کر ایک گیسے پر پانا بھا کر
سے سے سب سے ہوا گشت کر آیا

لیکن مجھے بڑی خوشی تھی کہ میں نے اس سب سے اپنے سوا کہے کہ سب سے فرانس اور پکے
کی قریب سے زیارت تو کر لی ہوا ہے کہ ہاں کہ بڑے متعلقہ کچھ نئے دوست کو عقل مندی
کے میدان میں چاروں نئے چہت گزار رہے

اس کے بعد دل گند گزیر حیرت گزیر گیا اور بات کافی گئی ہو گئی

پھر کہ نہ خدا کا کیا ہوا کہ پچھلے سال مجھے بھی نئی دنیا میں ایک روز گزار گیا اور میرا
خدا بھی نئی ہشتادوں میں ہرے لگا۔ اور میں نئی ہشتاد بناؤ ہر سے دعوت ناموں
کی ہر حیرت ہر گئی کہ آج ہلائی مسلم کی بہت سے تشریف لکر میں اور چارے ہشتادوں
کو ان میں لسان کیے۔

وگرتے ہر مسلمان کو بڑا ہر وہ ہے اس نے میں سب سے کام کاج میں کہ کچھ تو بیک
ہی کہ سب سے ہر گز کہی پختہ دگا کاج کر کے ہر سب میں شریک ہونے لگا۔

میں سے اسے ایک بے شمار برائی دیکھی ہے لیکن میرے خیال سے اگر آپ نے کسی بھی
قدیم کی ایک بہت دیکھی ہے تو میری بہت سے کہیں کی بہت سے برائیوں میں سے ہے بلکہ اس بہت
میں سے کسی بہت نہیں ہے۔

اس بات کو کہہ کر وہاں کے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اس سے وہ دیکھے کی بہت نہیں۔
بہت سے دیکھے ہیں، میرے بزرگ نے کہا ہے کہ اس سے وہ دیکھے ہے۔
فرض کیجئے کہ آج شاہ فرسٹونڈ میں غلطی میں تھی تو اس سے بہت سے
آئیے آپ سے کہیں کہ شاہ فرسٹونڈ میں ہے۔
یہ بھی فہم نہیں کیجئے کہ اس بہت سے کسی کی فرسٹونڈ کے کہنے کے لئے کہ ایک
(ITAKES) سے برائی ہے۔

اسٹونڈ کے ایک غریب وہ سارے میرے بیشتر مسلمانوں سے اس میں سے کسی
سائیکل بنا کر لے کر آئے ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ اس سے وہ دیکھے ہے، انہوں نے کہا ہے
کوئی اس سے بیک سے کہیں سے نہیں آئے، ایک دیکھے کوئی کے ساتھ لکھی گئی ہے اس سے
اسی طرح لکھی ہے جس طرح لکھی ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، ایک دیکھے کے لئے
انہوں نے کہا ہے کہ اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
فہم مسلمانوں سے اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اگر آپ سے کہیں کوئی بہت سے دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
جو کلاس سے مسلمانوں کے ساتھ لکھی گئی ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
وہ دن وہاں سے لکھی گئی ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
انہوں نے کہا ہے کہ اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،

ہوئی خیر ہو جاتی ہے اور بہت سے لکھے ہے کہ نہیں سن سکی کہ اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے
اس کے دیکھے کوئی کہہ گا کہ اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اسے فرسٹونڈ کے دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،

پھر وہ ہم چار بزرگوں نے اپنے اپنے نام لکھے، ایک اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
یہ اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،

یہ سب میرے گھرانے کی مشہور شہادتوں کی وہاں کے لئے ہے،
یہ سب بڑے بڑے لکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،

یہ سب اس طرح لکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،

اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،

اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،
اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے، اس سے وہ دیکھے ہے،

ہوت کے بعد وہ ایک صوبہ درست اور زمین کو باؤ کے خندہ کی سائنس
 بھرتے اور گھوں کو روانہ ہوتے ہیں اور علم سانا دوس کے ماضی اپنے پتوں میں شرب
 کی قلیں ہر کے برائے نڈی کی طرف روانہ ہر جاتے ہیں۔

مہر ختم ہر جاتی ہے اور منظم فرما ہر جاتی ہے اسد و ہری راستہ ہے کہ ہاے
 ملک میں ہر قریب روانہ ہر جاتی ہیں اور قلیں کم ہنٹی ہیں۔

لیکن میں اس کے کیا ہیں لڈو کا لڈو سے مطلب ہے یا قلیں گننے سے
 اس نے پیلے شہر ہے کہ بہت میں جان لڈو کھا ڈا اور باقی عمر با و مستحق ہیں
 گنڈو کو کنگہ جنگ فرط گئے ہیں کہ

مسترت نڈی لیس باقی پوس



باپ پہلوان — مان دایہ

بیٹی ایکٹریس!

بچے اسٹیج ڈانے دیکھنے اور ڈانے اسٹیج کرنے کا بھی بہت شوق ہے
 میں بچپن میں مدنی نوب کے تھیٹر سے لکر آنا سٹار کا شہری کے ڈانوں تک ہر قسم کے
 ڈانے بڑے ہی شوق سے دیکھا کرتا تھا لیکن جب سے نظم بخار ہوئی اسٹیج ڈانہ ویرنی
 ہو گیا اب تو وہ گوانگ اسٹیج ڈانے کو بالکل ہی بھولتے جا چکے ہیں حالانکہ ایک بہت
 بڑا فن ہے محقق اور ترقی یافتہ ممالک میں اس کی توجہ کثرت صرف حفاظت کی جاتی تو
 بلکہ شہما سے زیادہ اس کی وقعت ہے۔

حال ہی میں مجھے براہ سیام، ہانگ کانگ، کینیڈا، پیلیگ، کولن، نیٹین
 انکلاک اور شنگھائی جگے کا اتفاق ہوا تھا وہاں میں نے بہ ظہر میں پیشا گروں کو
 زیادہ تھیٹر ڈاویڈ کیے اسی طرح مجھے روس، امریکہ، سوئیڈن کے تمام ملکوں اور جاپان
 کے باسے میں بھی مصدقات ہیں کہ وہاں بھی تھیٹر ڈانے تک شہما سے زیادہ پسند کی جاتے

ہائے ملک میں اسی میں ختم ہونے کا ایک بہت مرثوبہ تھے لیکن چونکہ
ہر ملک بجز ہلال کے بہت عاری ہیں اس لئے ایک ہا جس کے پیچھے بڑے ہا میں گئے تو
بہس آؤنگ ایک اور کچھ انہیں چھوڑیں گے۔ ان ملک کے پیچھے نہیں گئے تو بس ہاتھ چڑھ
پیچھے نہ گئے ہیں کہ وہ کوئی دور ہی گھر رہا ہے

تیسری صف میں ایک لڑکے کے چھ بھائی اور مرثوبہ گئے گی جو جن میں سے ایک اور
سینا کا بیٹا اور اسی قبیلہ ہلال خالی کر کے سینا گھر کی حالت سے پیچھے تھے یہی کوئی
دش سے جو نہیں چھٹ جاتی ہے جس کو دیکھ کر سینا کا بیٹا اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ
داغ خدا رو میری بیوی سے کہتی ہے۔ یہ سب کچھ سن کر سینا کا بیٹا اور مرثوبہ کو ایک
دینی لاد کے ختم کرنے کے سبب سے بھاگ کر بے ہوش ہونے پر آمادہ ہیں کہ چھوڑیں
بھٹکتا ماراؤن کر کے شادی اور ان پلیمو ہوسر کا کھانا ہے

اپنی اپنی جگہ اور وقت میں
سوری اپنی اپنی سوسے میں
فسر ہار شاہ نے دستور میں پیمانے کے پیمانے کو روکا ہے اور دورہ ایک بکر
چرے کے ملائقی پانی نہیں بہا رہا ہے۔ اپنے بیویٹ عرف خون کا بدلتوں کے سر ہا
سوری صاحب نے بھی سوری ختم کرنا لگا کر مرثوبہ اور مرثوبہ قائم کر لی اس طرح مرثوبہ
ختم ہو گیا جب ایک شخص روک سکتے ہو چھا

تو تین گیس مال میں سے ہوا تو مرثوبہ اور خیر و سہ کے حال میں ہے
لیکن ایک سو دن پر سے میں میں آتی کا پتہ انھوں کے اس وقت تہمتی کا دے تھی نہیں خیر
کو میں زندہ کر دیں گا چنانچہ اس کے لئے نے اسی ختم کی حالت کا ایک شیخ زادہ
لکھا اس زادہ کا شیخ کو نے لکھے اور یہ سے ساتوں کو کن میں تہمتی کو گناہ پڑا

سوری ختم ہونے کے لئے کوئی اور ختم کا کام ہو سکتا ہے اس لئے میں نہیں ہواں بیان
کا خالی اور کچھ نہیں لکھا

یہ ہے سب سے بڑی صورت مرثوبہ کی حالت تھی کہ کوئی مرثوبہ میں تھی
کا ختم کام کا بہت مرثوبہ لکھا جاتا ہے۔ عام طور پر ہی لکھا جاتا ہے کہ خوب شادی کی شیخ
پر آسکتی ہے۔ سمیت تھی کہ مرثوبہ کی مرثوبہ لکھ کر مرثوبہ کو بہت اعلیٰ تعلیم دانتہ میں ہی
اس کی لڑکی یا اس شادی کا قصہ اور میں پڑھا ہوا تھا کہ لڑکی کو دم ٹیک پاس تھی ہی مل جاتے
جہی اس کی لڑکی کا گھر اور انعام ہے۔ جیسے ایک رو سے ہے میں کی میں لڑکیوں
سے بڑی اور اعلیٰ ہے جو ختم میں کام کرتی ہیں یا کام کر کے ہی مرثوبہ میں ہیں مرثوبہ
لڑکیوں سے لڑکی لیکن میں میں ہی لڑکیوں میں ان میں صرف ایک نور ہے حالت ملک
پڑا اس برائی تھی باقی سب سے تو پڑا پڑا لڑکیوں پاس لڑکیاں تھیں۔ سب سے پہلے ہمیں لڑکی سے
لے رو کی مرثوبہ سمیت تھی انھوں انہیں رو کی مرثوبہ اپنی اپنی لڑکی اذام لیکن کوئی
صرف چھ تھی جماعت پاس تھی اس کی بھیر مرثوبہ اور نہایت بہ صورت مال نے میں تیار
کراس نے بڑی بڑی ختم کے گئی مرثوبہ لڑکیاں۔ لڑکیاں۔ مرثوبہ۔ مرثوبہ۔ ختم
جیسے و ختم میں مرثوبہ کو کام لکھے ہر نے ان سے ہو چھا

آپ کی دختر ٹیک ختم جیسے لڑکے میں کام کرنے کا کیا معاوضہ نہیں گی؟
ان سے میں ملازم کرنے ہی نہیں۔ یا بیٹھ سے وال نہ پڑے۔
چار سو روپے ڈالا گا۔ اور سو روپے تعلیم کا اور پچاس روپے نہ لکھے کا فرج
ہے سن کر میں نے پکڑ لیتے ہر نے انہیں ختم لکھا پاکستان کی سب سے لڑکی لڑکی
جب پہلی مرتبہ مسلم میں کام کرنے لگی تو میریوں کے روں کے لئے اسے تین سو روپے ملے

سے داخل ہو رہی اور اس وقت کافی اور بڑی
اپنی چاری چلی اس انگڑیس کے یکم تھا ہی ہے

ہم نے جب صاحب پر آپ کی لڑکی کو بیٹا دوسروں کے لئے تیار ہیں۔ اس نے
چھوڑا اور غصہ کے لئے آپ کی نہیں رہی گے

ہم بڑے حیران ہوتے اور عرض کیا اعتراض ادا کر تو غصہ دلانے کا فرض تو ان کو ان
باپ پر عائد ہوتا ہے ہم بھلا آپ کی لڑکی کو اس طرح غصہ دلا سکتے ہیں۔

اس نے فرما دیا صاحب کی اور غصہ نہیں میں تو اپنے کی غصہ کے ہاتھ میں کبھی پڑا
اس رضا مت کے بعد بولنے ہو سہو ہے۔ فرمیں کہ داخل ہوئی کہ لڑاے کی غصہ

کے منہ پر ہر سال کے میں لیکن ہم اس بات پر لڑا ہے کہ ہم دوسروں سے ایک پائی بھی
لڑا ہٹا کے لئے چاہتے ہیں۔ اس نے جب دیکھا کہ وہ گ دانت سے لفظ جانتے ہیں تو

کہاں جو سر ہے لگنے والی انگڑم دوسروں کے کانوں میں بکرتا تھا اور اس وقت کا خرچ
بھی ختم ہو رہا ہے وہاں میں غلو کر گیا تھا میں چ نکلا اور بھی لڑکیوں دیکھیں نہیں اس تو ہم

ان کے گل لے گا وہاں کے روز ہونگے۔

دوسری لڑکی تو بڑے ایک بڑے لڑکا لکڑ انصاف ہے میری وہ اس نہیں صورت فضل
اور ہر ماٹھا اور توب سے خوب تر لیکن صاحب ایک کسرتی یعنی بے چاری دن دن لڑکیوں

میں بیکسٹم لکھتے اور لگا نہیں ہم سب تک وہاں بیٹھے ہے بے چاری میں ایک
انگڑ سے دیکھتی ہیں۔

تیسری لڑکی بڑی عزت تھی۔ باپ پہلان۔ اس دن یعنی ایک گڑیس جھٹے ہی
ایک ٹوکا ایک میں نہ رہے گا سنا کر دیا ہم نے ڈانٹھا لکڑ بیکسٹم میں لکھتے فراموش

تیار کی کہ لڑکی لڑاے کے کوئی اور ٹوکا لگا۔ ہاں میں تو سننے کے ڈانٹا ہے لکھتی کے ساتھ تھا
لکھتی تھی۔ سسر پر سے دور چلے گا۔ یا۔ پھیلاں باپ کو آواز دی کہ وہ بیروں کے ٹوکے روئے
اس کے بعد باپ اور سنی کے درمیان صاحب ذلی مگلا شوق ہے۔

باپ: پڑوسی صاحبہ کہاں جا رہی ہو؟

یعنی: پڑا سے ہر جہنم میں ہر گھر کے یہاں بات نہ کر لکھتی دیکھ لگا میں جہنم
پر جاؤں گی!

باپ: جہنم ہر گی تو کیا نام نہ ہو گا؟

یعنی: کیا تم نے سسر صاحبہ سے یہ چیز مانا؟

باپ: ہاں خرابیہ پڑا رہتی ہے جہاں

یعنی: غصہ اس وقت: وہ جو سسر صاحبہ کی چال کو

بھول جاتا ہے کہ۔۔۔ میرا نام۔۔۔ پری چلو کہ

باپ: اب کس طرح بھول جاتا ہے میں؟

انگڑوں لکھتے ہیں کہ لڑکی کے لاد اور وہ لکھا وہاں سے لکھتے ہیں

یعنی: زندگی غارت نہ کر میری بہت کے لئے

میری جو انک وہاں اس روز فرقت کے لئے

باپ: وہ صبر ہے جس کی وہاں لکھ کہ وہ پڑوسی نہیں

لکھ کہ تم پڑوسی ہر روز لکھی پڑوسی نہیں

یعنی: لکھ لکھتے وہ کوئی آتا ہے!

باپ: وہ آئے وہ آئے وہ اس کو آئے، وہ

تھے ایک کھیت میں ہم سواری رکھ لیں اسٹر حکم میں میں ہوا جھانٹ پڑا اور سٹنگ
 اور میں لائیں وہ لے رہا تیروں کے درمیان میں کبھی وہ بھی تھی حکم میں کی ایک سو پانچ
 گری ہوئی تھی اور وہ تھیلوں میں تیروں کو اور ہر ہر ڈی پھرتی سے سے جا رہے تھے۔ کبھی
 رہا تیروں کی لائیں میں رہتے تھے اور کبھی کبھی میں کی چڑھی تھیں پھرتے
 اور وہ وہ وہ سٹنگ بیات کو جانے والے کچھ دستہ پر ہر تیروں میں کھا جا رہا تھا
 اور اس کے پچھلے پانچ تیروں میں وہ بیات لائیں میں نے سٹنگ ہلکے جا رہے تھے تھری
 وہ یہ میں نے دیکھا کہ کھیت کی گھاس میں سٹنگ ہی میں ہوتی۔ میں بھی کئی اور بیات
 گھاس میں تھپتھا پھرتا میری طرف نہ رہے۔ میں نے فوراً اسکا نام لیا اور لائیں میں جنک کے
 سٹنگ پٹ کڑھی کی طرف بھاگن شروع کیا لیکن میرے کانوں میں کڑھی کی کوڑا تھی ،

”اے بیٹا! ظہور ————— میں ہوں میں“

”میں ہوں میں“ ”راصل میرا اور کڑھ دوست تھا۔ میری جان میں جان تھی میں
 ٹوک گیا ہم دونوں نے کھری پھرتی میں اور کھاب پھلتا جان کھاؤ وہ ہائے برشتہ داروں
 اور دستوں کو لگتی تھی ہم پھرتا تھرتی میں پڑے گی۔

اسی شانوں ایک نہر دارا دارا گئی۔

”اے وہ وہ آئی تھی کھنگی میں روزہ بھگتے نہ پائیں“

پہنتا تھا کہ سٹنگ میں وہ آئی تھیں تھے کئی کئی ہم اور جھانٹ بھگتے کے ہلکے تھی
 قہقہے کو وہ پھرتے کو تھیلوں کا ایک ڈاڑھ کو آتا تھا ہم نے ٹوک رکھا یا خوش تھی سے
 ڈاڑھ کے ساتھ کو تھیلوں کا وہ لال بھی پھرتا ہوا تھا ہم نے اس کے ہاتھ پر وہ وہ وہ پھرتے
 لنگے اور کھیلوں سے اپنے ہاتھ لگنے کے کو تھیلوں کے ڈھیر پھرتے کڑھی پہنچ گئے:

میری چٹھی پڑا تھی اس نے کہ کڑھی تھی کہ رات میں چٹھی کے بل سوزہ کھا بھیج
 میں سے میں سٹنگ پھا گیا اور وہاں آؤٹ اور پھرتی کی حیثیت سے اپنا نام
 لکھواتا مگر آؤٹ اور پھرتی کچھ نہیں گیا جسلا کہ آؤٹ اور پھرتی کھا کا اس پر نہ
 کچھ مستقم کیا گیا اور پھرتی کچھ وہ یہ یہ راتوں سے یہ تلف اٹھوا گیا ہے کہ وہ پھرتی
 کبھی کا وہ ہوا تو رکھا میں گئے اور تھی راتوں کے اور وہ نہیں کھائیں گے۔

شکو تھی! اس معاملہ میں اپنی خوشی اور پھرتی کھا کھنگی کی رعایا میں —
 یعنی کوشٹ سو تھیلوں



اس میں بیشتر میرے باپ کو مارا ہے؟

میں دشمن کہ پہلے تو میرا ہی ہو گیا اس کے بعد اس کا ایک کان کچھ کر دیا۔
بلکہ ابھی باقی باقی کوئی بھی باپ نہیں رہے اصلی باپ تو چھاپا اصلی؟

پیرا اداکار دوست دشمن کہ ایک دم مستھے میں آگیا دور سے جھانک کر اور منتے کا
بجیہ ہنسا کہ سچا حکمراں سے ہر جگہ تو سچے حکمراں باہا کی لاش بھائی اور
اُسے گراہ کے ہرستان میں فن کر دیا۔ دراصل یہ ہے کہ اس نے اپنے باپ کی لاش کو گولی
لگا کر فن نہیں کیا بلکہ گولی مار کر اس کی ایک ہا ہرستی ہے جیسا کہ دشمن ملنے کر ہی میں ہنسا

۱۶

میری ایک اداکار دوست نے مجھے اس طرح کا پناہ بھی ایک لیمپ واٹر ستایا۔
اس نے کہا: جب میں بھی نئی زبان ہوتی تھی اپنے والدین کی طرف سے بھی تو اپنے دل کو بڑھا
میرا تھی تھی عام شریف ڈاکٹر کی طرح اسکول میں ہی تھی تھی مجھے اپنے اور لدا بھائی
مستہ عرف تو ہی سے محبت ہو گئی۔ میں سو کر محبت میں ہی کوئی تھی تھی کو سڑک کے
سڑنے لگے رہا میں اور کبھی نظر نہ تھا تھی کسو سے میری شادی ہو گئی لیکن
کرنا نہ کا کیا ہوا کہ کچھ کر دانی میری تقدیر مجھے ملنی تھی میں ان نظروں میں کبھی سر نہ لگتی
تھی لعل کبھی بھنگل کبھی شکر کد کے محبت کر کے میری اب بھالت ہے
کہ تیس تو میں کرتی ہوں اپنے شہر مسور سے لیکن ایسا مسولم چرا ہے کہ مسور مسور
بھیں ہے بلکہ تھی لال ہے، بھنگل ہے یا شکر کد ہے مسور جو سے اکثر کہا کرتی جو
کو تم جب جو سے بھی نہیں باتیں کرتی ہر تو ایسا مسولم ہر تک ہے جسے تم کسی دوسری زبانیں
کرتی ہو۔ میں نے مسور کو صاف صاف بتا دیا: مسوری میں ملنی تھی باتیں تو تم سے ہر

اس زمانے میں کرتی تھی جب تک میں اداکار نہیں بنی تھی اب تو میں صرف ڈائریٹنگ
دیتی ہوں ڈائریٹنگ

میری ہی اداکار دوست نے مجھے یہی بتایا کہ اس نے جتنی فلموں میں کام کیا
ہے اس میں اس کا کوئی ڈکٹیٹو فریڈرور نہ ہے یا پھر اس کا محبوب کبھی نہ ہے میں
چرک کر کہیں نہ کر دینے کا مناسب طریقے کرتی ہوں اس نے ہونٹ لگے ڈیوٹی
دول دیا جانتے ہے فلموں میں رہنا یا بھائی کے تجھے خوار بنا کر میری دھڑکے گارہ لگے
میں اب اگر بنا پناہ تو بھی رہنے تو شاید میری آنکھوں میں ایک تو بھی نہ تھی تو
میں گھر میں بیٹھ گھبریں کی ایک شش فریڈرور کبھی ہوں اپنی اداکاری کی قوت میں نہ تھا
شناک محبت تو بنا تھی ہوں مگر اکثر کانا مسیتے نہیں کی بات نہیں:

اس سلسلے میں اس نے ایک اور دلچسپ واقعہ بتایا کہنے لگی:
پچھلے سال میری لگی ہیں کا انتقال ہو گیا۔ گھر میں سب لوگ رورہے تھے
بڑا وقتدار تو رہا ہے تھے میں نے اداکاری کی قوت سے اپنی محبت سب کو زبان لگین
بنائی تھی لیکن آنکھ میں ایک بڑھنا تو نہیں تھا اب تو چلنے اڑوس پڑوس کی طرح
ادوس ہی گرا ڈاکٹر کی قوتیں یعنی محبت تو ہی قسم کی قوتیں انمول نے کھڑے لپس
شوق کی ہی کہ کچھ ڈاکٹر کی کھلی نہیں تھی ہے اور آنکھ میں ایک بڑھنا تو نہیں۔
میں اہل ہی دل میں رہا میں ناگہا رہی تھی کہ میرا ڈاکٹر آئے اور چل دی گئے۔
میں نے اس وقت اپنے ڈاکٹر کو بار بار پوچھا تھا کہ وہ ڈاکٹر نے وہ کسی کیسٹ کی دوکان
سے گھبریں کی ایک شش فریڈرور کے خاٹہ ڈاکٹر کے گھبریں کی شش فریڈرور کی اس کے بعد
میں جو دوتی ہوں تو ملنے کو ڈاکٹر کی قوتیں مستعد رہ گئیں کہ کسی کو پہنچے تو

ایسی دے کیا دار و قطار آتو پہاڑی ہے !
 بہاری غلی مخلوق کی زندگی اسی اور اسی اور اسی نقل مطابق اصل اور اصل نقل
 نقل کے پتھر میں عیب بر گئی ہے کہ بعض رحمت تو جسے دن پر تراش آتا ہے
 حال ہی میں انگوری کے ایک شہر رسالے میں میں نے ایک غلی بہر کے با
 تھور رفقو پڑھے۔ ایک تصویر میں اسے ایک شاندار عروسیٹ پر بیٹھیں تم کاہری
 شاگ کا دن میں بیٹھیں غلی کنویر کے ایک غلی بک شیف کے پاس لیٹا ہوا ایک
 انگوری کی کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہے۔ ایک ہناریت خوب صورت تم کا ٹیبل
 بسبب جل رہا ہے اور چٹانی پر ۵۵۵ سگریٹوں کا ایک ڈبہ رکھا ہوا ہے۔ دوسری تصویر
 میں وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ایک شاندار ڈائجنگ ٹیبل پر بیٹھا کھا کھا رہا ہے
 بیڑ پر اوقاف و اقسام کے کھانے اور پیرے سکے پڑے ہیں۔ تیسری تصویر میں وہ اپنی
 کوٹھی کے شاندار ایلان میں دو در چار رہا ہے۔ چوتھی تصویر میں وہ اپنے تین بھائیوں کو لیا
 کے ساتھ کھڑا ہے۔ تاہم پانچویں تصویر میں وہ اپنی بسٹ ڈائل کی پیکار ڈاکر کے پاس
 پر پاؤں رکھے کھڑا کھڑا رہتا ہے۔ پہلے اپنی بیوی اور بچوں کو پھیرنے کہتے ہیں
 میں ان تصویروں کو بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھا اور دیکھی اور دیکھی اس قابل شک
 زندگی پر غور کرتا رہا اس وقت اپنی زندگی کا اس کی زندگی کو مقابلا کرتے ہوئے جسے
 اپنے آپ سے نفرت بر گئی۔ اپنی بیوی اور بچوں سے نفرت بر گئی۔ اس گھر سے نفرت
 بر گئی۔ میں میں نہ تھا بلکہ ان گھروں سے نفرت بر گئی میں کہ میں اپنی بہن اس گھر
 سے اور اس گھر سے نفرت بر گئی جو میں کھاتا پیتا بلکہ اس گھر سے نفرت بر گئی
 نے ایک غندی تو پھر کہ تمنا کھری کہ کاش میں ایک غم انگیز ہوتا !

اس کا انشور پونٹھنے کے بعد میرے دل میں زندگی کی صرف ایک ہی صورت باقی
 رہ گئی کہ اس منظم ایکڑ سے ملوں۔ اس کے چہرے پر بر گشتہ دن اور اس سے رخصت کر لیا
 کہ مجھے بھی غلٹا رہتا ہے۔

پانچویں ایک دن حضرت ابو حفزنا یعنی میانہ کے خانے میں پہنچا جہاں
 وہ ایکڑ تھا تھا۔ بڑی تلاش کے بعد وہاں سے تھکا کہ وہ جو غم کا رشتہ ہے اس کے
 پاس آتے ہوئے دو دروازے والے مکان میں ایک ایکڑ رہتا ہے۔

میں نے دو دروازے پر مستحکم ہی تصویر صورت کی انجانا زری جب میں اپنے
 محبوب میرزا کو نکلتا ہوا صرف ایک منٹا سا جاگ گیا پیتا ہوا ایک بھاری ویر
 ہوا ایک چار پانچ ساڑھ لاکھ لاکھ پانچ سو۔ پتہ ہوا جاہ نہیں پتا تھا صرف ایک ٹیبل
 پر تھی اندر سے آیا اور اس کی انگلیوں سے پٹ گیا وہ کالے خلیا ام شیف کی تارہ لہر
 پڑی تھی۔ رات گھر سے نہ آ گیا میں اس سے پوچھی یہ کیا وہ بگھڑا وہ کار وہ بیوی
 رنگے گاؤں وہ پانچ پانچ کا ڈبہ وہ کتابوں کا بک مشیف اور وہ میں شکاری
 کتنے ۹۹۹ پیرے سرخ پیکار اور پیکار کیا

یار ہم ایکڑ لگے ہیں ایکڑ لوگ جو پڑتے ہیں پشہنشاہ و دل میں اگر گھر
 میں وہی سب سے خیر بقا و خیر سبھی

میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ میری زندگی میں ادا کی گئی نقل مطابق
 اصل نہیں بلکہ اصل مطابق اصل ہے :



ایک طرف سے تک بے پڑی حیرت تھی کہ ظنی دنیا کا آستانہ پڑا اور آستانہ حصر
 شخص اور ایک نہیں سزا دہی پاکستان کی ظنی دنیا میں آج تک بے کاری کوئی
 اس سے ظن نہیں جانا کیا میری طرح سب کے حلقے کزور میں دیکھا میری طرف پاکستان
 کے کسی مسلم مانتے ان کی اپنی میں بتانی ہوئی کوئی ظن نہیں لکھی ہے لیکن حالی ہی میں میری
 مستحکم زندگی آدھے کے معلوم ہو گیا کہ مسلم سزا کوئی زندگی بھر سے اپنے وہ اتنی
 راجہ شہیدت میں کمان کی ذات پر ایک بہترین مزاج مسلم بنائی جا سکتی ہے ان کی بات
 میں یہ کہہ پانگت کی ہے ہر ایک کو بھی ظن سزا تھی نہیں

آزادی عرض ہے کہ میں نے بات اتنی جلدی نہیں سزا دل کا اس کی حیرت پر دیکھے خود
 بھی۔ بات اتنی جلدی معلوم نہیں ہوئی میں طرے میں نے ان کو پہچاننے کے لئے آفریں
 پہنچنے کے گناہ میں۔ آپ کو بھی چاہیے کہ آپ بھی نہیں پہچاننے کے لئے تھری ربرار
 چلیں وہ ہیں

وہ میرے کس طرح واقف ہے وہ اب مجھے یاد نہیں البتہ جب کہ میں کسی کام
 پہ مسلم اظہار و رضا تھا میں ان فرزند دیکھتا تھا چاہے ان کا وہاں کام ہو یا نہ ہوا
 وہاں رہے نہیں اس لئے آپ ان سے ہر تعریف کر دیا میں اس کے بعد ہوا اس وقت تک
 جب تک وہ دکھانے نہیں گئے کہ وہ سزا ظن ہے اگر کوئی اس سے عداوت نہ ہوئی
 تو ظنی دن کر جیتے تھے۔ جب بھی ملنے یا قوم گفتگو اس طرح شروع کرتے۔

یاد میں۔ مجھے تھری حالت پر بڑا غم ہوتا ہے اتنی اپنی ظن رکھتے ہر وہ
 قسم کو جیتے نہ رہتے تھے اور آج تک کوئی ظنی کہاں نہیں لکھی اگر تھری تھری مسلم
 ہر سے اس ہوئی یا سسٹریوں کے ڈیو گارڈ تھرا میر

میں دل ہی دل میں ان سے کہتا یا از ظن ہی آ کر کہہ گا تو تم تو بس بیٹھے ہوئے
 بھر رہو اس کے تھے جو ہے۔

لیکن کچھ بڑی بڑی حواس دیتے،
 غیر گھبراہٹ میں، بہت اچھا انداز، اپنے کل ہی میں میں ان کے بہت بڑے بیٹے
 جاہی مسکنی فریقہ والے بن کر آیا ہوں، اس نے کہہ کے چار لاکھ روپے ملے لیکن اس
 بیٹے کو تیار ہوں۔

میں دل ہی دل میں سچا دیکھا جاہی مسکنی فریقہ والے کے مبلغ میں کچھ غلط ہے
 جو ایک م چار لاکھ روپے ان کے ہاتھ میں سے لگا کر کوئی قاف صاحب ان چار
 لاکھ ٹھہریں کو اپنے ہاتھ سے مسلم کے گزریں میں جو تک ڈیو ہی سچا چکا وہ یہ
 کہہ کر میری سر پہ توڑ دیتے:

اچھا جاتا تم ظنی کہاں اور کھلے لکھے کا کیا لگے؟
 میں بڑی سادہ لوحی کے ساتھ جواب دیتا،
 لکھیں روپے

وہ سن کر حیرت ہو گیا کہ مجھے صرف لکھیں روپے؟
 اور اس کے بعد ذرا دیر کے بعد چھٹے ٹھکے اور نئے:

ہاتھ میں اتنی چھٹی ظن لکھیں اس مسلم کی خود ہاتھ میں کوئی قدر نہیں۔ لکھنے کے وقت کہانی
 اور کھلے اور خبروں میں فروخت ہوتے ہی اس کے بعد وہ میں کا ایک دھنڈا، واٹر
 سناتے، وہ ہاتھ سے کہ ایک بدسلطان ظن لکھیں کہ ایک ظنی کہاں کی فروخت تھی
 مظہر لہذا دھنڈا سارا سن منڈ کے پاس ایک ظنی کہاں تھی تھی جس کا نام آٹھ ان تھا

جس ملک میں ان کے مالکان غنوں کی کستوری سے واقف تھے انھوں نے ایک رات
 غنوں کو خوب خراب بلانی اور غنوں سے شے کے عالم میں وعدہ کر لیا کہ وہ کہانی منت ہے
 وہ کہانی تان صاحب کے بیان ہے کہ وہ میں اس وقت وہاں پہنچے غنوں کو سمجھنا اور اس پر
 کہ ساری دن تم کیا کر رہے ہو؟ پتہ پتہ غنوں کی کہانی منت ہی رہے ہو یہ وہ تان صاحب
 کو بتانی تھے میں نے غنوں کے مالکان کو خوب ڈانٹا اور پکڑا۔ غنوں کے ہاتھوں کہانی
 چھین کر اپنے قبضے میں کر لی۔ اس وقت چنگوٹ قبضہ تھے اس لئے میں وہاں سے چلا گیا
 ہو سکتا ہے جب غنوں کا غنوں آئے ہیں اس کے پاس پہنچا۔ غنوں نے ہل بہت بیت شکوہ
 اور کیا اور بیٹھ کے لئے مزن اس میں ہر گز اس کے بعد میں غنوں کو ساتھ لیکر غنوں
 کہانی گیا۔ اور وہ سے پتہ پتہ گزار رہے ہیں غنوں کا ساتھ لکرا یا غنوں بہت خوش ہو کر اور مجھے
 کیسوں کے طور پر پانچ ہزار دینا چاہتا تھا لیکن میرے کہا،

باؤلا ہر وہ ہے تو غنوں یا روں کے کیسوں میں جا بیٹھو۔ بس کی اور خوب شیش کر
 (تانی صاحب کی کہانی غنوں)
 میں نے اس واقعہ کو جہاں اس نے کہا ہے کہ غنوں تان صاحب کو جانتا تھا
 نہیں تھا۔ وہ سے پہلے غنوں یا روں کے کیسوں میں غنوں کی کہانی کیا ہوا تھا تو
 میں نے اس سے پوچھا تھا،

تم، تان صاحب کو جانتے ہو غنوں نے غنوں کی کہانی پتہ پتہ گزار دہلے میں
 فرخت کر لائی تھی۔

غنوں اس وقت صرفی حالت میں تھا اور لا،
 کہتا ہے سال میں کبھی کسی تان صاحب کو ملازم ہر کہ نہیں جانتا اس کہانی کا تیرا

راست صاحبہ اشوک کمار سے ہوا تھا اور وہ پہلے کے پہلے تھے اور کہانی میں سے
 ہمیں لگتی تھی

جن غنوں غنوں کر لائی میں تھا میں نے تان صاحب سے کئی بار کہا کہ غنوں سے غنوں
 لیکن ہر بار وہ سوچا غنوں سے کہا بہانہ کر کے نکل جاتے تھے۔

ہاں تو بات ہمیں تھی صاحبی غنوں فریقہ والا غنوں نے اور اس کے تھے تیری
 کہانی لکھنے کی غنوں کا منہ بہ بالا اور منہ نہ کر غنوں نے جو سے وعدہ کیا کہ وہ مجھے پتہ
 گزارے ہیں البتہ پتہ گزار دینے والا ہے۔ پہلے پتہ پتہ بات کی کریں گے اور بعد میں میری
 ہاتھوں میں لے کر لکھنے کی کہوں اور غنوں جو صاحبی غنوں فریقہ والا فریقہ گیا ہر
 آئے ہی والا ہے۔ مجھے بڑی حیرت ہے کہ غنوں نے تان صاحب سے اس وقت سے ہر
 پاکستانی ہیں لیکن ان کے ناموں کے ساتھ فریقہ کا نام لکھا ہوا ہے کہ کبھی
 ان کو فریقہ نہ تھے ہی اور میں آج قرآن اور جہاں والا سے معاملہ ہو گیا اس کے بعد ہر
 قصوں میں پتہ پتہ گزار دہلے کی ایک روز فی غنوں کو کہ چلے جاتے ہیں کہوں ہوا تے ہی
 تھی دیتے ہیں کہ قرآن اور جہاں والا جہاں پتہ پتہ آئے ہی والا ہے آٹھ سال کا
 اور گنڈا کچا صاحبی غنوں فریقہ والا فریقہ سے قرآن اور جہاں والا جہاں سے رحمت
 علی غنوں والا ان گن سے۔ غنوں کو کہیں والا کہ میں سے بیٹھ جہاں تان صاحب والا جہاں
 سے اللہ نہ ہر وقت سسٹنگ اور والا سسٹنگ سے کہانی واپس نہیں لے لیکن غنوں
 تان صاحب کو وہ میں تھے ہی دہلے ہی اور غنوں میرے تان صاحب غنوں نے ہی دہلے
 ہی اور میں اب تک نہیں فریقہ پتہ پتہ آئے "قصہ کے جہاں میں میں کو چکا میں۔

ایک دن میں جہاں میں ایک فلمی ہر سے میں پاکستان کی فلم استاد فریقہ کی تصویر

بڑے غور سے دیکھ رہا تھا مگر سر جھانکنے بناؤ گیا پڑیل کو دیکھنے پر ۹
 میں نے کہا: یاد آگے بہت پسند ہو جی چاہتا ہے اس سے ملاقات کی جائے، کوئی
 لگے امان رہی کوئی بڑی بات ہے، بڑی ہی میں جب تک ہوا میں اپنے نام کی (ہاجت) رہی
 میں نے منہ چھپنے سے کہا:
 اچھا تو یہ اس سے غاؤرہ، اجمل کڑھی میں ہے۔ یہ سن کر معاذ اللہ کہہ دو کچھ اوسرا
 گیا لیکن فرما نہیں کر رہے،

کیوں نہیں کہیں نہیں آتی ہی چلو
 لیکن میں ان کے اترے بڑے چھوڑ کر دیکھ کر پوچھا گیا تھا کہ سالہ کچھ آئی ہے
 سلام کو لاہور سے آئے ہر نے غلطی ستاروں کی ایک جگہ دعوت تھی، اتفاق
 سے اس دعوت میں فریادی موجود تھا میں نے قاف صاحب کو کہی نہیں جیسا کہ ہم کہاں
 جانتے ہیں عرفی اچھا بتایا کہ ایک جگہ جانا ہے۔ اور آپ ہی چلیں گے۔
 وہ ساتھ چلتے ہیں جب اس دعوت میں پورے جہاں لاہور کے غلطی ستارے، اور
 ذریعہ میں موجود تھی تو وہ چھٹا گئے، سب دعوت خارج فرورہ کا بہانہ کیا لیکن میں
 نے ان کی کٹائی مضبوطی سے اپنے اہت میں پکڑ لی۔ چلتے نہ دیا، انہوں نے بڑی
 جنتیں کہیں لیکن میں نے ایک ذہنی، اتفاق کی بات جب ہم سب کھانے کے لئے
 کھانے کی تیز پڑھنے تو وہ جہاں بالکل ہلکے، مقابل کی نشست پر بیٹھی، اس نے خدا
 آنکھیں کشید کر قاف صاحب کی طرف دیکھا اور پھر بدلی،

”اسے تم قاف تو نہیں پر ۹“

میں ایک سو کے لئے مشورہ سنا رہا گیا قاف چھٹا نہیں ہے ذریعہ

اے جانتے ہے لیکن سب ذریعہ میں نے شرکت کرنا، بازی تو اس کے ہمدردی قاف
 صاحب کی کٹائی چھوڑنی بنا پڑی اور انہیں خارج فرورہ سے فراغت کی تیز زبان ہلانے
 اجازت میں شکر دی۔ ذریعہ میں نے اس کے بعد شرکت سے کہا تھا،
 اسے مشاوری، دیکھ رہے ہوں یا نہیں کہا، وہی قاف، اس کو دیکھ کر تو فرورہ
 میں بدلی سا سہرا آنا بخدا اس میں اترا تو پکھلے والا باہر ہی ہندوستان و پاکستان
 میں نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد ذریعہ میں نے پوچھا:

الحمد: ————— قاف ہا کدہ چلا گیا، ابھی ابھی تو چھٹا تھا یہاں
 اس واقعے کے بعد سے میں ہی ذریعہ میں کی طرح اکثر سر چٹا رہتا ہوں کہ
 ”اسے قاف کدہ پر چلا گیا، رشدد تو بھیت تھا“



میسٹر اور مسن لاہور کراچی میں

(مقصود اس کو قطع محبت نہیں ہوگا)

پاکستان کی نسلی زندگی کا جہاں تک تعلق ہے لاہور بڑا اضافی ہے تو کراچی
پھر ہی نہیں لاہور پاکستان بننے سے پہلے ہی یعنی اگلیت اور مس اس کی طرح ایک نیم
ظنی مرکز تھا اور آج اسے پاکستان کے حالی طور پہلے سے کاغذی ماسل ہے
شاہ ریو جس تک کہ ہر کے ظنی لوگ انھوں سے ادا کار مریم اور ادا کار موکری کی ادا کار
عورتوں اور ادا کار مردوں کے مشابہت میں اپنے آپ کو ڈھونڈتے تھے۔ ان کے
دوں کا مسل تو ایک ہی ہونے لگا۔ وہ عورتی جانتے ہی لیکن اگر ہم انھیں کلا ہوسنی ادا کار
کراچی اور ادا کاروں کو حق کہتے کہنے سے تصور کرتے ہیں تو یہ اگر صحیح نہیں تو غلط بھی نہیں
ہوگا۔ تھے ان لاہور کے ادا کار کراچی آ کر گئے۔ اس کی کراچی میں تو مسے کراچی کے ظنی
معلقوں سے اور خاص طور پر کراچی کے شراب خانوں اور بازار جہز عرف نیپور وڈی پڑی
چہل چہل شراب برجاتی ہے مسلم ذمہ دبران عورتیں اور وہاں ہوسنی ادا کاروں کی وہ
سے یہ مشائے کے کٹے جین پہر جاتے ہیں۔ اسکوں کی تو کیوں اپنے اپنے آگراف
یک جہز پھر تک کہ برقع پہن سبیلوں کے ہزار اسکوں بلتے کے جاتے اور لڑکے اور لڑکیاں
کے گھنگرائے کراچی میں۔

جس تک یہ ادا کار کراچی میں رہتے ہیں وہاں بڑی بڑی ہڑتوں میں اور بڑی بڑی
کوٹھڑوں میں دلائی خرابی سے اور ایسی کٹھن خدائیں کھاتے ہیں تو آگراف کی کاہرل
میں سختیلیں کرتے ہیں۔ تصور ہی ہو جاتا ہے اور عوام کے سامنے نہانے کے لئے اپنے میں
رہتے ہیں بظاہر تو وہ جس سے تپ سے ہی کہیں گئے کہ

پس تو کون کے سامنے جلتے سے بگے بڑی محنت ہوتی ہے!

لیکن انڈیا فی ظہر دن کی ہی فراہمیش ہوتی ہے کہ کوئی انھیں براہ راستی نہیں
کر سیک کے سامنے لانے اور چپک انھیں۔ کیج کر تائیاں بجاتے امیشیاں بجاتے
بظلمتیں بجائے۔ شہر بجائے اور ظنی جھینکا ذمہ دہاوت کے نرے لگائے۔

بگھن۔ ان کی دلی خواہش ہوتی ہے اور کہ ان کے کراچی اور بستوں کی قسٹ
ہوتی ہے جہاں ادا کاروں کے قیام کراچی کے دوران ان کے مصاصب یا ظنی زبان
میں آگے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر فرض کیجئے کہ لاہور کا ایک ظنی جھینکا کراچی آیا ہوا
اور کراچی میں ایک ظنی چمکے کے گھر مقیم ہے اور اتفاق سے کراچی کے ایک نیا گھر میں وہ
تصور دیکھائی جاری ہے جس میں اس ظنی جھینکا نے ہوسکا۔ اس کا مسوہ کا پتہ وٹے کا
پہنکا ہے۔ وہ فرخو کا کراہا انجام دیا جو تو میں ظنی جھینکا نے جین پر جلتے گا کہ وہ جین
جائے۔ لوگ اسے پہچان نہیں۔ پھر اسے گھر میں تائیاں بجاتے ہیں۔ امیشیاں بجاتے ہیں
بظلمتیں۔ بجاتے ہیں اور انھیں اسلام کر کے تھک جاتے۔ وہ اپنی اس خواہش کا مسوہ
پہنکا لگا تھا کہ اسے شرف ہے لیکن وہ یہاں اپنی طرف جاتا ہے کہ وہ میں کراچی چلے
گئے گھر پر اسے اس کی ہی خواہش ہو کہ وہ اپنے ادا کار دست کر دینا ہے جلتے تاکہ
لوگ اس کے ساتھ نہیں چلے کہیں۔ لیکن اسے وہ چلے فرسے گردن ادا کار پہاڑم بائو کا

کراچی کو خداوند سے اس طرح کیجئے جو بوزبانِ عالم سے کہہ رہا ہے :
 'نے کراچی کے حقیر کلمہ کوڑا : میری طرف اس طرح رشکِ عدل کی نغموں
 سے کہا کہ یاد ہے ہر روز ، ہر خوش قسمت انسان میں جو پاکستان کے مانے گا اور کام
 مشورہ پیش گذار کا درست ہوں ؟'

دردوں کے دونوں کی قدر تو میں ہی ہی ہوتی ہیں غلی غلی جیجائی پلپٹی کی خاطر ان فطرتوں
 کے زمان غلی جیجئے کو کیجئے کوزنک کاسچی پر گسپٹ ڈا ہے ، من دون کا شکوہ دوست
 فوڑ گا کر نیز غم ملے کر سے من کی تصویروں کے بجائے صرف انھیں گنہگار بنیاد کا
 نامک یا جیوا مطلقا بیخیزہ مشہور ہے سید پرہوں کا ایک چچا سا ادا س کی گردن میں مثال
 دینا ہے پبلک حیران ہو کر ، سب کچھ کہتی رہتی ہے اور سب ادا میں سے کوئی پکتا تو
 'اوانے مر جاواں مانہ'۔ یہ تو اس غم کا ہمیر مشہور رو ہے تو پھر

بال ہیں ، بیشتر جوئے سائے ، سو قیام والوں اور ملنے ہار ڈھالوں میں گھلی رنج جاتی رو
 اغلا خاورہ رنگ تاریاں بھلتے ہیں اور پڑا غلا خاکیاں ہیں تے ہیں ، تاریاں ادا کار میں اور
 گھلیاں ادا کار کے ساتھی تھے میرا بقریم ہر جاتی ہیں ، اور وہ دونوں ہے ہر یک کے
 انداز میں غم کی لئے ہیں ، گھلیاں گھا کے پے نرہ ہوئے ، گھلتے رہے کسی غلاب
 غلاب میں گھس جاتے ہیں ، وہاں سے شنگ کی طرف ہی کرنا بھیل رکش میں مارا کر جاتی
 کے 'بازا جیم تھم بیچرہ رو بولتے ہیں ، ہر اے نام یا بھیر کی کے سخت گھلنے نپٹنے والی مس
 گھیری اجلے والی انھیں پہچان لیتی ہے کہ مشہور غم شاعر مشر بنڈل بائلی والا "۔
 ہیں مشر بنڈل بائلی والا کی جیب میں بھرتی کڑی پی پی پی ہیں ہے لیکن وہ نہیں رکھا ڈ
 گنچے سے لگے بیٹھے میں اور اس میں گھیری اجلے والی لکڑی بھی غم میں بھیر جی کا چائے

داٹنے کے نہاتے اس سے دو تین ایک شراب ہی مفت ہلی لیتے ہیں ، کھانا بھی مفت
 بنتے ہیں اور۔۔۔ اور پھر فریب میں گھری ریشہ کے شوق میں انھیں اس رو
 دن اور بھیر میں پتیر ہے اور مشر مسلم کھانے کی رحمت رہتی ہے ، اس کے سبب
 جب تک کراچی میں رہتے ہیں ، بائی گھری ڈک سہتی رہتی ہیں اور یہاں بنڈل بائلی والا
 اڈے کھاتے ، رہتے ہیں ، جب اڈے سترہ بڑھتے ہی باگ سے بڑھتے ہی تو یہاں
 بنڈل بائلی والا صحیح سو سے ڈاکا ان میں کوئی پہچان نہ تے ، 'چپ چپ منہ ایک سپر سس
 کے ایک حقہ گلاس میں سارا بڑھتے ہیں اور پاجنٹ کے پاس اپنا کالا شنگ رکھ کر
 اس پر بیٹھے سسٹے لائڈ فریم پر پکتے جاتے ہیں اور ہر اس بائی میں گھری رضنا ڈا کر کا
 اشتہار کرتی ہے کہ وہ جیو بک آسنے گا جس میں بنڈل بائلی والا کالا بھرتے کئے
 رحمت نامہ اور نئی غم کا گڈری منٹ مغرف ہوگا۔ میان بنڈل بائلی والا کے ساتھی
 بیٹی چچے ہر رات میں گھری کے کٹنے بڑھتے ہیں اور اس کو بھڑت موٹ کے شروع سے
 سسٹے میں کراچ بائلی والا کا غلا خا تھا ، آپ کو سلام گھلاب اور پیٹیم دیا ہے
 کرانگے بڑھتے شنگ شروع ہر نے والی ہے وہ آپ کو کل ہر سوں تک بخدیہ
 تارا نئی اور لاہرتے گا کرا ، بیچے ہی دلے میں۔۔۔ انکا کہہ کر رو رنگ
 جاتے ہیں لیکن میں گھیری حیران ہو کر کہتی ہے کہ مشر چچے کے برفٹ اور زمان تو ہند
 بڑھتی ہے لیکن یہ آواز کہاں سے آتی ہے کہ

'اس غم میں میرے لئے افریقہ م کے پلٹا بیگ منگا ، زجرک بزرگ
 کر پانچ رو کھا ، لہک لہک کر گا ڈا اور سب تنک جا ڈا کرے ایک پیٹ
 پایا دو تان منگوا اور گرہ ملنے لگے ، ۱۲ رکش کا کرا ، دور'

لیکن ہم گراچی ہائے ہواؤں کے سالوں یا کل بہار شاہانہ ہوتے ہیں اس کو ہم چار بیگ پہنچا دھکی اور غن کے چھ سات گشت پیکر تاروں ہا
 تھوڑی دیر بعد ہر کی دوسری اور اکھڑا اور باکارین سے رہا پہلے کبھی نہیں خالص
 بڑے اشفاق سے میرے پاس آئے اس غمناک بڑی توفیق کی جس میں میں کام کرتا
 ہوں اور بدلہ ہر کی باتیں کرتے تھے۔ میں کہ نہیں سکتا کہ ایک ویسے سادہ بی بی ہوتی
 تھیں یا صرف تھیں بہر حال جب میرے ان پہلے ہاتھوں میں نہ کہ دوسری
 شاعری کی بڑی دلچسپی تھی تو مجھے یہاں پہنچا دھکی کی بادل میں بہت کے
 باتوں تک گئے ہیں اور وہ بہت کی طرح سر پہنچا دھکی کی ہے۔ میں نے ان کی
 غلامی دیکھ کر ہی چاہی کہ میرا ہم سے آپ نے بھی کبھی شاعری نہیں کی میں
 اس لئے نظر نکھا ہوں لیکن وہ میری شاعری پر بے تمنا تھی یہ ہمہ تراہی نہیں
 جنس میں انہوں نے جو سہ ہوا

کوئی تازہ نظم آپ نے لکھی ہے ؟

میں نے جواب دیا حضور تامل نہیں گھنے کی مطلق فرصت نہیں ہوتی صرف آگے
 ڈکے خیر کہ یہ کرتا ہوں۔

ایک صاحب نے فرمایا خیر کی سہی کراچی سے آپ کا جگہ لاہر نے بہا میں
 میں نے عرض کیا،

مجھے کوئی خیر نہیں آپ شوق سے میرے تازہ اشعار نہیں یہ کہہ کر میں نے
 انہیں دہراں کے خرابی زبان سے کہنے سے

ہوتے آداب کے نہ کہ میں ہوا یہ جانتے نہیں کہ کہاں پر کوا پیر

ان کے خطا سیکھ پاس تھے ہیں سیکھتے تھے ان کے پاس جاتے ہیں
 یکسویک ڈور لگایا تھی کا رٹا! اتھو کبھی بڑی اندھ کے حضرت
 ہی اہل کہ گنوں پہ پھیلی ہیں بڑی وہ دیکھو کوئی سے آتی ہو میں کراچی
 ایسا میں کہ وہ بیت مختلف ہر کے دعوت کے بعد یہ ایک بڑی صاحب تھی وہ پر چھا
 لگا کہ آپ کے اندہ میں ادا کوں کے اشعار نہیں جانتے تھے تو ہمیں کہہ گیا کہ ان کے اس
 غلوں اور ہرانی کا کیا مطلب ہے اور میں نظر نگار سے ایک دم شام کوں میں گیا۔

وہ ادا کا جب تک کہ گرتی رہا ہے پتہ نکلوی از حضور ہل کے طارہ کہیں دکھانا
 کھلیا اور نہ چھٹتی پیرک اور میں فر ڈال کولوں میں گھومتے رہے کراچی یو روان
 ہر نے آج کل خیال کے فرشت کلاس لڑوں میں سیکھوں تھیں یہ کھڑا نہیں جسٹروں
 آگراف رہے۔

پھر کہ نہ لگا کیا برا کہ ان کے لاہور روانہ ہونے کے بعد وہوں بعد مجھے بھی لاہور پہنچنے
 کا اتفاق ہوا۔

ایک دن میں دیکھو کہ وہ ڈسے گنڈہ ہاتھ تو دیکھا کہ ایک ناگہ میں ایک سو
 اور عورت بیٹھو ہیں لیکن ناگہ کا ہوا ہے اور ناگہ والا آواز میں نکلا ہے۔

ایک سہاری بھائی — ایک اندھ بھائی — ہے کوئی — ایک سہاری بھائی
 میں نے غور سے اس سہارے اور اس عورت کو دیکھا تو پہچان گیا اور میرا ہی چاچا کہ
 میری شاعری کی دلچسپی اس خاتون کو پہنچا تو وہ نظم سنناں میں کھڑا ہوا ہے۔

انگھر کی مرثیہ والی بڑا بڑا



میں چٹائی بی اے خصم کھاتی ہے

ایک فردی کام کے تحت میں نے پاکستان کی ایک صنف اول کی اداکارہ کو ایک اسٹورڈو پر ہی تقریباً ایک خطا لکھا۔ وہ کام دراصل اس اداکارہ کے فائنل کے وقت اس نے کیے تھے تو یہ میری ہی ایک غلطی تھی۔ لیکن ایک ہفتہ روہلتے رہا اس طرح جو پہلے گزرتے گئے تو یہ اب نہیں آیا مجھے پتہ چلی ہوئی اور ہلکا سا دکھی ہو گیا کہ میں نے اس کو کئی دن کا یہی کتنے دیکھے ہوتے ہیں۔ اس وقت نے پراں کا وہ ایک ایگم خواب ہو جاتا ہے۔

اس وقت کو کافی عرصہ گزرا گیا اور میں نے اس اداکارہ کی اس سیر و حرکت کو فراموش کر دیا۔

ایک بار ایک پروڈکشن میں ایک نئی فلم کی افتتاحی تقریب تھی۔ میں ہی اس میں مدعو تھا کہ چونکہ میری نظر صنف اول کی اس اداکارہ پر پڑی تھی اس کو میں نے خطا لکھا تھا ایک اداکارہ دوست نے پتہ نہیں کر سکتا ہے کہ جسے کہا۔

آزاد میں تو بلا تلافی میں پیشین سے کراؤں۔

اس میں پیشین میں اداکارہ کا ایک فرضی نام چھپ کر میں نے خطا لکھا تھا، میں نے خواب روایا۔ اسی وقت مجھ کو اس میں پیشین پر گرفتار ہوا۔ وہ بڑی دلچسپ ہے۔

میں نے اس اداکارہ دوست نے یہ کہا

تم تو اس کے بڑے نازاں سلوم ہوتے ہو جانا کہ ساری انڈسٹری میں یہی اداکارہ تڑپ سے زیادہ ظہور نہیں کر اور ہنسنا ہے عیبت کی بات ہے تم میرا ہنسنا ہے یہ بات کیا ہوئی تھی بھلا؟ میں نے وہ بات بتا دی انہاں یار میں نے سسری کر ایک خط لکھا تھا تاہم اسی کا وقتا لیکن سسری کا دلخ آنا تڑپ ہے کہ اس کے جواب تک نہیں دیا۔

یہ اداکارہ دوست یہ سن کر ایک لمبی سا سانس لیتے ہوئے بولا: اور یہ بات ہے جیسا کہ میں نے خطا لکھی تھی ہے بات اصل میں ہے کہ سسری پاکستان کی صنف اول کی اداکارہ تھے لیکن اس کے پڑھنا لکھنا نہیں آتا اس کی طرف سے پڑھنے لکھنے کا کام ایک اسٹوڈیو پر خاصا سختی انجام دیتا ہے وہ سختی میں سمجھتی گیا اور ہر گز نہ کمال پر تھا اس خط اور جواب نے میں نے اداکارہ دوست سے کہا۔

جب کی بات ہے تم اسے جاہل کہتے ہو اور وہ اپنے نام کے شگفتگی اس کی ڈگری سمجھتی ہے اور وہ تو ہی ایک طرف۔ میں نے انگریزی کے کئی رسالوں میں اس کے مضامین پڑھے ہیں ان کے ساتھ اس کا نام اس طرح درج ہوتا ہے۔

میں نے پیشین میں اسے میرے اداکارہ دوست نے خطا لکھا تھا کہ اسے جاہل نہ تو بالکل ہی ملتا ہے۔ اسے جس طرح ضرورت ہے میرا کام اسے پاس کر دیا تھا میں جس طرح بقول شرمیہ ام۔ اس کے معنی میرے معنی کے ہیں۔ اس طرح میں نے پیشین کے معنی ہیں۔

ایک دم وہ دنوں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ میں نے پیشین میں خطا لکھی تھی کہ وہ

اس لئے جیسے ہی برے اداکار دوست کو دیکھا تو مسکرا کر بولی :
 "دیکھو کیا صاحب ! میرے اداکار دوست کا اصل نام کچھ اور ہے لیکن پیگ
 کی آسانی کی خاطر یہاں اس کو "کیک" کا نام دیا گیا ہے۔
 کی حال سے تھا تاہم ہر سب خریدنے سے ہے
 کیلکڑا صاحب نے جواب دیا :
 تھا ذی ہرانی پہلی چشم پٹی ہی : اے ناؤ میں تھاؤں ایک ہنسے در صاحب
 برطش تال ملاؤں : یہ میرے دوست میں جناب الطیب صاحب
 میں چشم پٹی نے جیسے ہی ہر نام سننا اس کی باچھیں چڑھ گئیں وہ مسکراتے
 ہوتے بولی :-

اوتے ہوتے - ایسی ہیں گے الطیب صاحب ! میں اداکاروں اور اداکاروں (مدم) منیا
 ای - وہی میں ہر ملک شاہ تال مل کے بڑی خوش بردی تال ہے
 پھر اس نے مصحفی کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا :
 ہکی بھی بیڑوں تھاؤں سے تال ملاکات کر کے بڑی خوشی ہوئی اسے جنوں یاد
 پڑا وہ کہہ کر اب واری شمس بیڑوں ایک خدا لکھیا کسی : میں نے جواب دیا :
 "خطا میں لکھیا کسی بلکہ خدا لکھن دی لکھی گئی کسی"

تھاؤں سچی یا اندولی : میں بڑی ملالیاں چاہتی تھی الطیب صاحب ! کل یہی
 ہوتی ہی کہیں بیلہ لکھی کسی - اتنی میں چل پھرن دی کالی ہوئی اس -
 میرے اداکار دوست نے اس کی لکھی رنگ ہر ہاتھ رکھا
 تھی بیڑوں کہ تھاؤں سے ملتی ہی بیڑوں سے : میں کرمس چشم پٹی کا رنگ

ایک قسم فق ہو گیا لیکن اس سے پہلے آپ کہتے تھے سوال لکھا :-

"چنگا کی اطمینان نہ رہا میری ایک خواہش ہے کہ تھی کل شام ہو چکے ہیں
 تال چاہتے ہیں تھی انکار کہ گئے تو بیڑوں بڑا کہ ہر چنگا
 میں نے جواب دیا :
 تو یہ کہو ہی میں تھاؤں کہی دکھتے سکنا اس میں تھاؤں سے تال خیر
 چاہتے چیلان کا"

اس لئے بعد شرعی مسکتے ہوئے کہا :
 کل چارہنگے نہیں سے جواب دیا : ہر چکل ہونگے وعدے کہ چوٹی کی
 میرے اداکار دوست کیلکڑا صاحب نے مجھ سے پوچھا :
 "اب زانوہ و لڑا چینی یا سفورہ ہے"
 میں نے جواب دیا :

"واقعی زانوہ بڑی فضا فنیوں میں جلا تھا کہ کیلکڑا صاحب نے اس کے
 بعد شرعاً مسکراتے ہوئے کہا :

تو پھر کل فضا چارہنگے کیلکڑا صاحب کا ایک انٹرویو میں نے کیلکڑا صاحب سے کہا
 "یاد میں تھاؤں شام ہوں اور میری بڑی مشکل اور میری مزاج کی واقع ہوئی
 ہے اگر میں اس کا انٹرویو کیجوں تو ظاہر ہے کہ مجھے اس کے حسن و جمال کی تعریف
 کرنی پڑے گی میری بیوی دیکھا میں سب کو برا ثابت کر سکتی ہے لیکن کسی غیر
 صحت خاص بلکہ کسی خوب صورت اور وہی ایک بیڑوں کی تعریف نہیں کراد نہیں
 کر سکتی اگر وہ انٹرویو صحیح گیا تو میں کچھ زیادہ پروردہ دن رات سب ذیل حکمت

ایسا مشورہ کر دے گی

چیز ہی کا مگر سب سے اہل کے گھر آج جانا پڑا۔

کیونکہ اصحاب و من کو اتنی ذمہ سے جس نے کے مگر یہ بکری ہوئی
گواہ گاہی کے وہ دن گئے ان کی کسی کو معرفت طرح کا کر لیں راستہ
کرتے گئے۔

دو چھوٹی اور چھوٹی دو چھوٹی تھیں۔ یہ تھیں کیونکہ اصحاب کے چہرے

یاد کیونکہ اصحاب ایسا ایک بات میری کہ میں نہیں آئی جیسا میں
چشمہ اپنی جاہل مطلق ہے تو وہ اتنی لمبی غمروں کے ساتھ مکالمے میں طرح
ازیر بار کرتی ہے؟

کیونکہ اصحاب نے کہا اہل قوم اس کے ساتھ چلے یہ اور ہستی لڑھاؤ نہیں
ایک دن ایک ن خود بخود مسلم ہو جائے گا کہ وہ راز کیا ہے؟

دوسرے دن چار بچے

دوسرے دن چار بچے میں پنے اور اور دوست کیونکہ اصحاب کے ہوا
میں چشمہ ہی کے گھر پہنچا میں چشمہ ہی کا گھر کو چہا ایک سو اہل کی تنگ
سنگی میں اتنے تھا پڑائی وہ جس کے ایک بچے چڑھے وہ ان سے سے داخل ہو کر
پانچویں سے گئے تھے ہر ایک فرم تار یک کہے میں پہنچے جس سے پڑائی غمروں
کے لیے بیٹے غلاموں والے اور عمرے پڑے ہوئے تھے ایک چار سالہ بچہ اپنی
تیسرا اور چلے تے آمدت کے لئے تیار کھڑا منہ بہرہ ہوا تھا۔ آتش ان کے اوپر

تھیں میں ہر سہ چشمہ ہی کی ایک فریم توڑا۔ حضور روکنی ہوئی تھی۔ کھڑکیوں سے
پڑائی چلے گئے تھے کہ اندر والے وہ اتنے کا پڑا ہوا تھا۔ اس چشمہ ہی خرقہ سرخ رنگ
کی مشورہ سرخ رنگ کی تھیں میں میں سگے میں بچے کھلائی رنگ کا اور پڑا ہوا
توڑا ہوا ہوا ان کے بچے ان کے مشی ہی نہایت بڑے نہایت پختے تھیں کہ
کالی شیر دانی اور پر لہر نہانے والی خیر گوہر، زئی لولی، آنکھوں پر پلٹھف و امروہ
والی عینک، تنگ پاجامہ جو نیلا ہی تھا اور اس پر کبھی کبھی پان کی پیکر کے چھینیں
پڑی ہوئی تھیں، سلیم شاہی پہنے آئے۔

میں چشمہ ہی نے سکرانے جوئے مجھے سلام کیا اور پھر میرا مشی ہی سے
تعارف کیا۔

ان سے بچے مشی ہی یہ ایک سے مشہور رخصت مشرالمیں میں
انداز ہی

مشی ہی نے غالباً مراد آبادی بچے میں اس کو کہا
پھر تھے گھر گھر میں بات کی؟

میں چشمہ ہی نے فرما کر اپنی شہادت کی انہی کا نامن دانوں کو کا ٹھہری
تیس دن مسافر اور جو مشی ہی نہیں میں کہی گئے کہ کبھی بچے گل میں کراں گی؟
اس پر مشی ہی بھی مسکرائے اور میں چشمہ ہی نے کہا۔ ان سے ملے، اہل صاب
یہ میں میرے پاس ہی مشی دھان پان مراد آبادی۔ میری تعلیم و تہذیب سے ان کے
ذہن ہے؟

میں نے مشق و محنت پانچ مراد آبادی کو فریاد سے دیکھا یعنی ان کے سسر اور بہنوئی کے سفید بچوں اور ان کے چہرے کے گہرے گتھی رنگ کو دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسا کہ نام تجر کر گتے میں کوئی غلطی ہو گئی ہے یعنی امرتساؤں کا نام غلطی بزرگ کا کھتا ہے مراد آبادی ہونا چاہیے تھا۔ مجھ پر پلے آئی۔ باتیں ہر جس پہلی ملاقات میں باتیں کیا جو کتنی تھیں بعض یہی باتیں یعنی ایسی باتیں،

آپ نے انشاء اللہ شہری ترقی کی ہے یہ سید پاک پروردگار اور اس کے

میب کا سہ ہے۔

آپ نے مسلم لائن میں کب آئیں؟

میں نے آج کل کچھ نہیں ہی کے مسلم لائن میں کام کرنے کا شوق تھا۔

اور ابھی ہے کہ ہالی ووڈ کے کرائی ٹیبلٹ ڈو سو وی ان ملک تمام ایکٹریس

آپ کو یہی پریشانی کی کہ مسلم لائن چلنے کا شوق نہیں ہی سے ابھی کہ وہی میں پانا

جانتا تھا کہ کہ وہ آپ پر یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ وہ پناہ لینی ایکٹریس میں

آواز سے بہت دن ڈانس اور میو میو ایکٹریس کی اور پانا ڈانس اور ترقی اور جانا

پاکستانی ابھی میں کہے گی۔

میں کوئی باضابطہ بند نظر ہوا نہیں ہے۔ ہر وقت کہیں پہلی ملاقات کی وجہ سے

باشعورت ہوا تو اس طرح پر میری تھی جیسی کہ اکثر ہر کے دوران ہوتی ہے اس لئے

روزانہ آپ بات چیت سے میں نے اندازہ لگایا کہ اس پر مشقی کا محبوب شخص اور شہری

وہ تھا ہے اس نے یہ سچ پہلی ہی متعجب و امید نہیں کہ اکثر ہوا سے زیادہ امید

ایک بات چوں کی توں مسٹر دل پر کھنکھاتی رہی کہ جب سے چشم بٹی لکھنے پڑھنے کی

معاہدے میں داخلہ لائف کے معنی بھلا لائے تو وہ ڈھائی ڈھائی لکھنے میں غزلوں کے

کھانے کس طرح یاد کرتی ہے؟

دوسری ملاقات کے بعد سے چشم بٹی سے ملاقاتوں کا سلسلہ بڑھتا گیا

جسے لکھنے میں ہو گئی۔ لیکن میں اس سے سوال پوچھتا تھا کہ یہاں نہ ہونے کے

کیونکہ خاص ہے لکھنے کے باوجود اس نے مجھ پر یہ ظاہر نہیں ہونے لگا تھا کہ وہ صرف

انگڑھا لکھنا چاہتی ہے اس کے جتنے غلطی معاہدے ہوتے تھے وہ سب انتہائی راز میں رکھ

گئے تھے اور معاہدوں میں خاص طور پر یہ شرط لکھی جاتی تھی کہ اس کو معاہدے پر دستخط

کی جگہ اکثر غلطی کا کسی کو پتہ چل جائے تو ایڈیشن اور معاہدہ کا نام ہر جگہ کا

اس طرح سے چشم بٹی نے وہ ایک معاہدے کا نام بھی کر دئے تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ رات وقت تھا میں سے چشم بٹی کے گھر گیا گیا جھانک

دوران کھلا تھا میں سٹیج انڈیا جھانک جیوی میں صوف پر بیٹھا میرے کانوں میں کھانے

پڑنے کی آواز سنائی دی پہلی آواز غشی رحمان پان مراد آبادی یا غشی بزرگ کا کھتا پڑنا

مراد آبادی کی تھی اور سچ تو ہے تھے۔

ہاں پہلی یہ مکالمہ میرے دور

میں تم کھاتی ہوں۔

میں چشم بٹی کی آواز آئی،

میں تم کھاتی ہوں؟

غشی رحمان پان سچ پڑے۔

بی نمونیه بمیدم پنیلین اور پکین بستر بیماری سو ایک مضمون

پرسبح کازہ ٹھنڈے پانی سے نہا میری عادت ہے جس میں ان نہیں نہلاؤ۔
دن بڑی خوشی سے گذرتا ہے راتوں پر کھانا نہیں لگا۔ باکوئی اعلیٰ نقصان ہوتا ہے
یا پھر کسی سے لانا ہی بھگتا ہوتا ہے اگر یہ سب کہہ نہ ہوتا توئی لکڑی لڑھکھا جا۔ غصہ
ہوتا ہے۔

دستاور ہی کے ایک دن کا ذکر ہے رات بھر ایک ٹھنڈی شراب لگائی مضمون
رہنے کے بعد میں سدا رہی ہوتا ہا میری شام چاکا تو پروگرام کے خلاف شام کو بندیاں
دن سو ہی غصہ کی تھی نہ کرب بار کھانا تو تازہ توڑا میں بار چھینکیں گئیں۔ اور میں
پتہ نہیں کیوں چھینک کے بڑا ہوا کہتے ہوئی گیا۔ وہاں کہ میں سویری تو رہتے اس
طرح کا لگی ہے کہ جب ہی چھینکو اٹھو نہ ضرور کہہ۔ اس وقت میں نے چھینکوں کو کوئی بہت
تعمیر ہی اور شام کا وقت آچکا کہ نہ کہنے اپنے شاور دست توڑی توئی کے مگر چلا
گیا جہاں میرے ایک سہوہی رات سڑکے ہی بوجھ اعلیٰ سندھ سے جہاں
ہیں کرتے ہوتے تھے۔

نصف شب تک میں تو رفتہ ہی طفیل احمد جالی علی سفیان آذانی نظر اشار
سکتا تو جہاں کئی بوجھ اولیٰ قول بکتے رہے اس کے بعد میں مگر چھینک کے لئے
بہر کھانا تو رفتہ ہی آرام دار نہ رہتا سچکل کٹا اور نہ تاکہ میں نے سہ پاسروں کی
خوش گوئی اس کے لئے آواز پینٹا ہی مگر چلا جائے اور نہ نہ تاکہ گوارا مریوں میں
ہذا تو کوئی یادگار بات نہیں ہوتی۔

تو رفتہ ہی اور سے مگر کے درمیان پارسل کا مصلہ ہے اور سیکے زیادہ ہو سکے
بات ہے کہ دستہ ایٹھیا کے سیکے بڑے قرستان صیانی صاحب کے درپٹے کے آگے
نعت ہذا اور میں رات کے وقت اور چھ میل پہنچا۔ یہ سہ پکڑا ایک لمحہ کے لئے
تو بے ہنگام سا پڑا۔ یہ یاد ہو سکتا ہے کہ توڑا بہت بخار شام ہی میں ہم میں موجود ہو لیکن
چرا کہ مگر چھینکے بغیر چلا ہی نہیں تھا اس لئے میں نے اس وقت صبح چہ کا خیال چھوڑا یا

چل چل سے نوجوان
مگر کتا تیرا کام نہیں چھتا تیری مشاں

گنگنا تیرا تیر چر چلے گا۔

دو تیرا گھر
بیر بھی تو ہر دم
اور ٹھکے پیر
آگے بڑھا قدم

کے مشورے ہوتے آپ کو جتا ہوا جب اس سڑ پر پر پنا جہاں سے صیانی صاحب کا
قرستان شروع ہوئے تو میں محسوس ہو کہ وہ وہ سسہیں پر ہر دم کے ہونٹ توڑا ہی
ہوں لیکن سادہ نہ ٹھیلے ہو گیا ہوا نہ شافی سو آپ پھر کو گامیاں لے رہے ہیں۔
آواز کول؟

آواج — اور نئے آواج

جنگی بھی پانڈی میں منگ کے دونوں طرف قبریں ہی قبریں کھلی ہوئی تھیں یہی
جنگی بدھی ہوئی تھی اس نے میں نے انھیں بھی بند کر دیں اور ان میں سے ایک کو جلا کر
آئی بلا کر انہی آواجوں کو ہاں پھر پھینک دیا اور پھر ان کے شہر کا نام ہی پڑا۔

نقشبہ مطہرہ پر تربت کی بنیاد سے جو اس سے گزرتی تھی تو آخر وہی جگہ
یہ قبریں کسی سے گھر کر انھیں جو کوئی ہو گیا دیکھتا ہوں کہ ایک تو یہ ایک
مرد سے کاؤ چھڑے بیٹھے اس کے ایک ہاتھ میں تو تل ہے اس سے لہجہ دیکھ کر یہ سمجھا
مجھے یہ یہ نہیں؟

میں نے تو کئی آوازوں کے شہر شہر آخر شہرانی کی تو تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ تو پتہ
بھی آخر شہرانی کا تھا۔ مگر ان آوازوں سے پتہ لگانا لیکن میں نے بہت کچھ کہا:

اسلام علیکم آخر وہ سب آپ کی تو تھی جو سے میں نے آپ کو پیمانہ ہزار
مرف ہزاروں کے اوجانچے سے پھانسا تو ممکن ہے سب مردوں کے اوجانچے ایک
صیو ہو گئے ہیں اور یہ گوشت راست اور طیفیلہ ہو تو پھر پچا پھانسا مشکل نہیں ہرگز
آخر شہرانی کہتا ہے گئے۔

پتہ تو نہیں مذکور۔ ایک دن تم ہی اسی طرح اوجانچے ہی بن جائو گے۔
وہ سب سب اچھو ہو!

میں نے سفارت کی کہ ابی شہر سب اچھو پھینک کے دن نہیں آتے یہاں ہی رات
نہاں ہو گئی ہے اب اجازت دیجئے۔

دیکھ کر میں نے انھیں حضور علی سے پتہ لیا اور تیز تر وہاں لگا کر آخر شہرانی

نے ایک سیانگ قبیلہ لکھا اس کے بعد متعدد آوازوں نے پتہ پتہ کیا۔

انہی اوجانچوں کے پتے ————— نظر پڑے۔ یہ سفارت میں شہرانی آواز تھی
مولانا ————— آواہات تو سننے کا۔

یہ سب آواز میں حسرت کی آواز تھی۔

لیکن میں انھیں بچے اور انت ہیجئے آواز ہی۔ اس کی ایک جگہ میں جو کسی
حسرت سے لگا کر، حرام سے گزر کر، میرے کانوں میں پہنچائی تھی قبیلہ کی آواز تھی اور میں نے
گھر کر انھیں کوئی تو ایک نہایت محروم لکھی کی صورت میں نہ کوئی عجیب ہی بات انداز
میں سکتا ہے ہرے میری طرف سے کچھ ہی تھی میں نے گھر کر اس سے پوچھا:

کون ہو تم؟

اس نے بڑے سے پیلے سے اور بڑے بڑے انداز میں فرماتے ہوئے میرے دونوں
ہاتھ پکڑ لئے اور لہجہ اٹھا کر فرمایا اور ایک بہصورت لہجہ کی طرح فرماتے ہوئے بولی،
"اسے ————— مجھے نہیں پکارتے۔" میں تو یہ بولوں تو نہ۔

میں نے گجراہٹ کو معنی خصر میں دہاتے ہوئے کہا:

"چھڑا دیر ہے ہاتھ ————— میں کسی تو نہ دوسرے کو داخل نہیں جانتا۔"

لیکن اس سے میرے دونوں ہاتھوں کو چھڑا کر کے پیلے سے میرے گلے میں باہیں
ڈال دیا اور لہجہ سینے سے بڑی طرح پھرتا کرتے ہوئے بولی:

اسے وہ! ساری دنیا لکھا جاتی ہے تم کے لیے کہ نہیں جانتے میں نہ لہجہ میں پانچ
ڈکھا اور لہجہ لکھتے ہوئے گھر۔

دیکھ کر وہ لہجے آوازوں سے کچھ تو کہنے لگا لیکن سبانی سادہ کلامی زبان سے

میں ہے مگر وہ جو بڑی ایک کس طرح پشیمان ہے کہ بے بہت نہیں کیونکہ میری انہیں
بہت تھیں اور وہ ان کے لئے بڑی طرح کا پتہ ہوا تھا

میری انگریزوں کی توجہ ہوئی تھی اور ان کو ان پر اس لئے تھک کر لگانے
پر اس کی وجہ تھیں لیکن راجہ میں سے گھر کر اس سے پرہیز

اسی وجہ سے ان کو نہیں رہا ہے

ڈاکٹر نے سکراتے ہوئے بڑی شفقت سے ہرے ہاتھ پر ہاتھ رکھا:

گھرائے نہیں جی جانتے گی!

میں نے ڈاکٹر کی منت کی کہ:

خدا کے لئے اس نرہ میسٹر گھر سے نکال دو!

ڈاکٹر نے کہا:

گھر آپ کا ہے آپ ہی اس لئے ہاتھ دھوئے ہیں۔ وہ آپ کی بہان ہے

میں نے بغل لگا لیا:

ابھی بہان ہے۔ ان دنوں میری بہان ڈاکٹر نے لکھے اور اس پر جو ہو گیا

خواہ گھری ہو۔۔۔ وہ آپ کی بہان ہے اور بڑی ذمہ داری اسے سنبھالنے

کی بہان ہیں تو نہیں جانتے گی جانتے جانتے ہی جانتے گی اس کو میں نے ایک حکم

پہنچا ہے۔

میں نے بستر سے ایک ہم اٹھنے سے ڈاکٹر کے رونے ہاتھ پکڑ لئے اور

گرا گرا کر ہوا:

ڈاکٹر! خدا کے لئے مجھ سے کہا، اور مجھے بتاؤ، ڈاکٹر! کیا ترکیب ہے؟

ڈاکٹر نے سکراتے ہوئے کہا:

میں طرح ایک شو اور بڑی بڑی ہے جو ہر کوئی اپنی زندگی سے نکالنے کے لئے

دوسری ہی گھومے ہے آپ اس طرح آپ کو ہی کرنا ہے گا میں نے اپنے سینے پر ہاتھ

ڈاکٹر کہا:

ڈاکٹر میں تمہارا دوست ہی مسلمان ہوں۔ تم دوسری شادی کی بات کر رہے ہو اس

سوائے آپ ہی نہیں کو گھر کے نکالنے کے میں نے یہ حق خدا میں ہی کر سکتا ہوں میں

کسی طرح ہمیشہ ان ہی میں سے جلی جلتے۔

ڈاکٹر نے کہا:

موزیہ سر پہنے اور ہر کی بات ہے اس چپکے سے میٹیم جنٹین اور سیاہ کلا

ڈاکٹر! شہور سے کر چکا گیا اور میں نے اپنی توجہ سے جب کہ میٹیم جنٹین کو ایک

بہت ہار لگا کر چپکے سے پہنے خادم کے ذریعے تھکے اور کپڑے اپنے ڈاکٹر کے پاس کی دکان

پر لگا کر میٹیم جنٹین پہناتے اور یہی خادم تمہیں ملے گا۔ اس وقت اس پر پتے ہی جو پکڑ لگتی ہیں

میں سے کہہ کر بڑی بڑی طرح ان کے لئے بیٹھی تھی صحت اور ملے ہی ذرا اٹھو ان کو اتنی

تھک کر یہی بہت گھر میری

اور سیکھتے ہی خوب گام میں داخل ہو کر ڈاکٹر لکھتی جوتی میرے گے کا

ہر کہ میرے کاروں اور ہاتھ پیر ڈاکٹر اور ہر کوئی کی بارش کو ہی نہ نکلوں گا کوئی توجہ

میں سے کہ گوارا ہو گئی۔ ایک میٹیم جنٹین پر حملہ آور جوتی سکھو ڈاکٹر نے کانٹے لگانے پر

خاص کسٹھی اور میں گامیوں کے ہوتے میں جنٹین سکھو ڈاکٹر نے میرے لئے لکھتی

سکھتے ہی جوتی میٹیم جنٹین پر ہر سائی شروع کر دی۔ اور اپنی توجہ میں جوتی میٹیم

چندینوں کے ہاتھ میں آگئی اور وہ اپنی گڑھی کی اونچی اڑی ہنڈی کی مدد سے لی ٹرنسہ کی کھوڑی پر ٹھکا ٹھک برسلا ہی تھی۔

میں نے دو دن کی تھوڑی بچکانہی ایک چٹائی اور تھوڑی سا کوری تاکہ دونوں میں طاقی اور زیادہ پڑے۔

بڑے اعلیٰ کی بات یہ تھی کہ لڑائی اور دونوں میں جمد ہی تھی اور چپے بچے کو ہاتھ بڑی اور برگی لڑائی کے بعد صیب ہی تفریق نہ حال ہونے لگیں تو میڈیم جنٹیلین نے اپنے پیسوں میں سے ایک تیز سرنی نکال کر پی تھوڑے کے کپڑے میں چھو دی۔ ان سرنوں کی آہٹیں سے ہی تھوڑے کو تھپ تھپ کر کے تھپ چھینے لگیں اور پھر کھنکھنے کی دیکھتی لی ٹرنسہ سے ہوش ہو کر گر پڑی۔

اس کے بعد دو دن کی لڑائی روزانہ سوار ہو گیا اور یہ سلسلہ کوئی ایک مہینہ گیا اور ایک چھتہ ہاتھ کا باجر میں ان میڈیم جنٹیلین نے لی تھوڑے کو بری حالت میں مارا اور گھر سے نکال دیا۔ بچے بڑی خوشی ہوئی لیکن شام کو بچے ڈھکڑے بنا کر میڈیم جنٹیلین ہی پر سوار سے تین سو روپے کے کچھت ہو گئی ہے۔ میں نے سارا سے تین سو روپوں پر رعیت بھی اور خد کا مشکارا کیا کہ لی تھوڑے کو لے لی جی۔

لی تھوڑے میں بڑی مرکز لگی جسے کوڑھی گئی لیکن اپنی آواز جان میں ہی بڑی ہی گھوندا خام کو مسیخ گھوڑ پھیرا اب بڑی ہی گھوندا یہ خام گھوڑیں پھسکا امانے لگی ہیں اب وہ کہ مسیختی کرتا ہوں گے جانے خاتم نہیں لیتیں حال میں سے تو ہم نے کو گھر میں ملازم کے لیے ہے۔

اب بچے کو ہم لی گھوندا یہ خام کو گھب گھر سے نکالتے ہیں اور میں کب تندرست ہو کر گھر سے نکلا کر آتا ہوں؟

میدیم رکھ بوزل نے عمر مسماہ اللہ رحمتی

میں لڑکی کبھی نہیں گیا لیکن یہ شہر مختلف میں نے امریکہ کے سب سے بڑی شہر نیو یارک کی سب سے بڑی ہوٹل والڈراف آسٹوریا ہوٹل میں ایک خوب صورت اور کھنکھنی میں رہتے ہوئے کی زبان سے سنائی میں سناتا ہے کہ

”جس نے لاپرواہ نہیں کیا مجھ کو کہ وہ اپنی پہنچا ہی نہیں ہوا۔“
اب حسرتوں میں کہے کہ یہ میں امریکہ گیا ہی نہیں تو خیر ایک کبھی پر خراب اور ایک اور کبھی نہ کی کہ یہ مختلف کیسے سناتا ہوا اور وہ کبھی بچائی زبان میں

ہماری بچے تو اس معاملہ میں لڑکی کے جہاز ہوں کہ کہیں میں جھوٹ کر نہیں کہہ رہا ہوں۔ فرض کیے کہ میں جھوٹ ہی ہوں اور ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ میرے جھوٹ کو اپنی مسلمان بیوی کی طرف منتقلی سے پہلے نہ کہائیں۔ ایک دوست کے جھوٹ کی پہنچا ہوشی ہر دوست کا اختلافی فرض ہو رہا ہے کہ نہیں ہوا گاؤگ آپ پر انکھیاں اٹھائیں گے کہ

دیکھتی اس شخص کے والدین نے اس کی گنتی تھپ ترسیت کی ہو کہ وہ ایک دوست کے مصالحتوں سے جلتے والے جھوٹ کا بھی پہنچا نہ کہ سکا!

اس نے ڈر پینے اور نیت سے جو آپ پر گئے والی ہے اور نیچے سر ہوا
چاہے وہ ہر کتنی ہی دہلیات !

ہاں! تو وہ بات ہے کہ میں اپنی راجہ تریں اور ست سید سولی رضا
اور اب پاکستان میں علم سید مشرف کی ماہرین کو خوب نام اور نام گزار ہے ایک
کے شہر بنو ایک کی مسٹرڈاں پر وہ پاکستانی طور پر جھاکرتے تھے جن کو لڑنے
ساری ہی نہیں متعلق رہی ہوئی تھی

ایک دن کا ذکر ہے ہم دونوں کو بڑی بھوک لگی تو ہم دونوں نے کھانے کے
لئے ڈال ڈال سے سٹور باہر نکل گئے یہ پہلے دنیا کا سب سے بڑا پہلے پینا کھانے
کے ساتھی بارشوا ایل وہ وہ سٹور سے کوشاہ ایران تک سب ہی پڑے آری
نہیں کرتے تھے

ہم دونوں کو طرہ طرہ ہونے کے بارہ کوئی تو بچو تو نہیں تو اسی کو
ہم اس پہلے پہلے کھانے کے لئے تھے

پہلے کے دوران ایک بڑی خوب صورت امریکی لڑکی جس کا اصلی نام میں نے
میں نے پہلے بتایا ہے ہندی میز کی مسٹر ڈالی میز پر ان میں سے امریکی
دیکھتی ہی پڑے اور سید سولی رضا کے احوال کے لئے لائے اور میں نے
اس میں سال سے کہ وہ لڑکی پرانے سے مسہر سولی رضا سے پہچانی زبان میں
یکساں

”یاد آ رہی بڑی سوتی کوڑی ہے“
یہ سنتے ہی وہ امریکی لڑکی جو تک میں چڑی اور پلٹ کر مجھ کو مخاطب کی

تسلیم سے منور ہی تعریف کئی اسے اس کے کہ میں تہذیب مشرق کو لکھی آئی
امریکی لڑکی کی زبان سے بولتی زبان میں کہ گے اور سید سولی رضا کو صحت کے لئے
اور بہت ستم کے تحت آئے جب کہ تم ہونے تو سید سولی رضا نے اس پہلے ہی کو چھوڑ
آپ پہلے ہی زبان کیسے جانتی ہیں اور میں نے پہلے سے بڑے روزی انداز میں
سکرتے ہونے انھیں بھڑکائیں اور ایک ہاتھ لہرے کہ کہ ایک ہی ٹھنڈی ماسٹری اور
کاغذ خور کا گروا

میں یہاں پہلے پہلے وہیں
ہم دونوں بچے میدان انھیں چھپ چھپ کر اس کی زبان سے کہتے تھے
یہ جب گیت ختم ہوا تب اس لڑکی نے ایک اور لہجے میں کہا کہ ہماری اور ہی مشہور عقول
وہ ہوا جس نے لاہور نہیں کیا بھوکہ وہ پہلے ہی نہیں ہوا

پھر اس کے بعد وہ لڑکی ہندی میز پر پہلے اور پھر اس کا واقعہ سنایا کہ وہ اس
طرز سے امریکی تھی پتہ نہیں وہ کیا میری طرف سے کہ لے کی شدت سے عاری ہے یہ حال
جو وہ اقداس نے سنایا وہ یہ تھا کہ ایک بار وہ لڑکی سے بدلیہ سوانی جہاز خریدار
وہیں میری تھی کہ راستہ میں اس کا ہوائی جہاز خراب ہو کر گر پڑا اور گرا ہی تو کہاں؟
پاکستانی جہاز کے مشہور گارڈن تھا اپنی ضلع لاہور سے قریب اس جہاز کے سائے
سفر میں گرفتار ہو گئے لیکن خدا کی قدرت سے لڑکی تھوہلنا ایسی زخمی تھی کہ سوائے پ
اسٹاک اڑھانے کے جس پر ہڈی ہی تھوڑی تک نہیں آتی

پھر لڑکی کے ساتھ ہا مشنڈے اس پر منت ہوائی جہاز کے گرد جمع ہو گئے
ان ہا مشنڈے میں بھیجا اپنی کا مشہور میڈن نیر دین طرف میرا پہلوان بھی تھا اس نے

بہاں سے کہ زندہ سلامت چکا کہ خزانہ ان سے فرستے ہو گیا اور بڑی ذمہ سے ایک
نوعہ لکھا:

عید

اور پھر اس لڑکی کو اپنا ہاتھوں پر رکھا کرتی اسی کے گھرے گیا اسے کہیں کا بڑا
سلیز ڈال کر لیکن نسی چائی۔

پس پھر اس نسی او کہیں کے پڑے نہ کر خراب کھلا کلا ہی شام ہی نہیں ہوئی
تھی کہ میرا پہلوں جامع مسجد کے پیش امام قاضی میرا قدوس کو چاہا تو کہا کہ گھرے آیا
پہلا تو اس میں لڑکی کا مسلمان نام اللہ کی لکھا گیا کہ وہ لڑکی برائی مہلکے عیاد
میں پھر کے گھر پر لگی تھی اور قبل ماسی میرا پہلوں مسلمان ہوتی برکتے۔ میرا اللہ کے
اسے کون چلے۔ اس کا نام اللہ کی تہا بہت سوزوں تھا۔

معلوم رہے پہلے جب مسلمان اللہ کی بن گئی تو میرا پہلوں کے لئے راستہ صحت
ہو گیا اور اس لئے سزا دے کے پھر اسے سنگ کر مسلمان اللہ کی سے کہوں کے وہ پہلے پھر لڑکی
ایسا کہتے رات پہلی گئی اللہ کی کہ چند وہ خاص بلا سبب سے سوس کی اس میں ہی جہاں کہ
لاہور کے گیا میں اس کے ساتھ چینیانی پڑا اللہ اللہ لکھا ہوا ہے اور تھکے۔ ہاں میں
بقیہ تھا۔

مناز قائم کرے

پہلوں دو راستوں

خیر مال جلتے خیر مال آ۔

چنانچہ میرا پہلوں لڑکی اللہ کی کہ خیر مال لاہور سے گیا۔ لاہور میں نسی مردانہ

تھیں ایک بھانجے ختم کا مکان کرنے پر شکر یعنی دلایا بیگم کا پیٹ پانے کے لئے
ایک عیب سے خدا کھول لیا جہاں آمدنی میں اضافہ کئے وہ شراب کے ٹھیکے بند ہو جانے
کے پھر شراب و شراب کے حوالوں کئے وہی ختم کی بڑھیں ہی ایک میں ہی بچا کر تھا۔
پھر طلبہ کے ایک ان پر اضافہ چلائے اور شراب لی کر اور شراب بیچ کر شوق عام پر وہ ننگہ فساد
کرنے کے جنم میں پڑھیں ختم میرا پہلوں کو سب سے نکال کر وہ سال کے لئے نیل میں
بٹکارا بنا۔ اور سچا ہی اللہ کی ہرے سوز ہرے ہے ہیں۔

تلی کی گھٹا تقیر سے گھاتی ہوئی امریکہ واپس آگئی۔

اپنی تہ کی داستان سننے کے بعد اللہ کی رحمہ ہلنے لے فری آہیں پھر پھر کر پڑے
چھوٹے سے کہ میں لاہور کی بیگم کی شریعت لکھی۔ دگر کے تہی سستی مردانہ گلی بازار
چوک وال گرس عتہ ابن۔ اگر اللہ ہی پکا بہت سوز۔ لکھ دانستہ لی بیباں صاحب مقال
والیہ کہ سزا لگے چنگی اور مسلمان صاحب کی بیگم لے لادگی کی مشہور شخصیتیں ہر قسم
زبان نکال پہلوں بیرو پہلوں کبھی پڑے لطیف اللہ لکھا۔ شاد سزا دامن سر تھکے پہلوں
والا جو علی امین اللہ لکھا۔ پڑا۔ اور اللہ سید پر ش سے لڑی گئی طاعتوں کا ذکر کیا اور پھر
یہ کہہ کر لکھی ہوئی کہ

جو خدا چاہے کے چہ ہاں سے اور مزاج نہ بخدا سے

اور پھر وہی گئی اس کے پٹے جانے کے بعد میں وہ سستہ سوسنی دیکھا پانچ منٹ تک
گہری خاموشی میں ڈوبے ہے اس کے بعد میں نے خاموشی کا نقل خود کر دیا۔

یہ سستہ سوسنی ہذا اگر اس لڑکی سنے پانچ کہا ہے کہ میں نے لاہور نہیں لکھا وہ ہی
پہلوں ہی نہیں جو اللہ اس کا مطلب ہے کہ ہم اور دل ہی پہلوں ہی نہیں ہو کے۔ سستہ

موتی رضا نے کہا میں بھی ہی سہجہ ہوا تھا میں نے شہرہ ویا چلاڑ پھر سیدہ ہویا میں
سیدہ موتی رضا نے میرے ہاتھ پر ہاتھ لگا کر کہا:

تہے سہیگر ملو کی دستکوری۔

پھر ہم دونوں اٹھ کھڑے ہوئے گھر کے اور مرگے نب آ کر کھلی تو ہم نے اپنے
ایک کو گلہ نشینی کے چنگ میں لٹکے کھاتا ہوا پایا۔ بچے کھانے کے بہم نے سر ہا کا ہا ہ ہ ہ
کی سر ہی ساتھ ساتھ کرتے جائیں اور کوئی روٹ لگایا نہ ہو۔ ریبو ہنکے نے میں اس
کے فضل سے شہرہ صوفیہ چھوڑ کے چلے جس میں جو گئی تھی۔

باقی ہم نے اس امر کی رائی کی کہ ان سے ملا ہو کے اپنے میں جو نہ تھا اسے ویسا

یہاں

آفاق سے میں اور سیدہ موتی رضا دونوں نے نہایت قہم کے طرک کی واقع
ہوئے ہیں اس نے بہتے سر ہا کوئی اور کارہ ہا کہنے کے بچے ہیں نہ کھلی ان اختیار کرنا
ہاں مستند چھوڑے ہم دونوں ایک ہم اسٹور میں داخل ہوئے تو وہاں
اسٹور کے مالک نے میری سیدہ موتی رضا کے ضمن اور جاہت کو دیکھا اس
کے گلہ پٹ گیا اور ہلا۔

گوں جو بر خورد کہاں سے آئے ہو اسے خوب صرت اور وہیں ہو کر ایک
کہاں ایک حد سے تھے چلا میں تو ہا میں چلاز آتی سے تھا نام مشرفی کا۔ بچہ کی بچے
میں اس کے بعد وہ میرے دوست سیدہ موتی رضا کو مشرفی کہا بنا کر چ سے
بہر کے کہ اس کن ان اپنے میں مشرفی کے گاہ وہ دن اور کجا کان میرا دست سیدہ
موتی رضا کے ہاں اس میں ہر دکھائی ہے ہے لیکن جب متا ہے بچے نہیں بچاتا۔ کیونکہ

میں سہوش کے بعد اس کی یادداشت غالب ہو گئی ہے۔

میں نے سیدہ موتی رضا کو صاف کر دیا ہے آخر میرا دست ہے اب ملا حریف
نہیں ہو گیا ہوا۔ بچے نہیں بچا تھا تو بچے نے عیش ڈاکر ہا ہے تھا۔ لیکن میں نے جو قہم کھلی
کر میں بھی کھلی تھی میں ہر دن کا بھی: کبھی تو سیدہ موتی رضا کی یادداشت وہاں کے کل
اس وقت ہی انبہادوں میں اشتہار ہوا اور بھاگا:

بروز سیدہ موتی رضا تو ہیں اس میں ہر فردا گر ہا ہا تھا نہ مستحق میں تھا
خطے نہ کھلی میں میں کہ ہے میں سفر فرما کے نے تو میں کی صروت ہر آگس کی صریب
کاش کہ فردا طرح ہی تمہیں کے نہیں کہا ہے۔



کنواری ہیروں اور دو بیویوں ہیروں والے

پورسائیکلوپڈیا کا ایک ذوق

ہیرا ایک بڑا عالمہ فاضل بافق ذہین وطن دوست ہے اس کا نام ابن الشاک ہے علم و ادب کی دنیا میں ابن الشاک بڑا نام ہے بڑی عزت و توقیر ہے لیکن ابن الشاک کو بڑا عالم ہونے کے باوجود فظہر باطل نہیں ہے ایسی قوم کے بلے میں کہ نہیں جانتا سنے کہتے کہ کوئی پاکستانی یا ہندوستانی ظلم اپنی مرضی سے نہیں لگتا دو تین بار میں اُسے زبردستی کچھ کر پاکستانی ظلم دکھانے لگتا اور بے بڑی محنت اٹھانی پڑی تھی کہ یہ ظلم کے ذہن وہ مشرتا نہیں اور سدھر کے بلے میں باوجود اتنا کہ اس کی کام کیا ہے اور اس پہلوان ہی کام شریف کیلے ؟

ان استعمالات پر دیکھئے اور اگر دیکھئے ہرے آوازہ لوگ بے مشرتا بلے ہے کہ ایسے دوست کو اگر نہ بند لکھو اتنا باغ اور نوجوان ہونے کے باوجود مشرتا نہیں جانتا حالہ گراچہ کا بچہ بچہ تک مشرتا نہیں کہ جانتا ہی

پاکستانی لکھنویوں میں ابن الشاک صرف مسیحی ظلم کو جانتا ہے اور اس کو جانتا ہے کہ آج سے کوئی تین سال پہلے ابن الشاک کو کچھ مصر پنجاب کے شہر گجرات میں رہنے کا اتفاق ہوا تھا چنانچہ ایک دن جب میں ابن الشاک کو فظہر سری پائے فرشتہ دکھانے کے گیا تو اس ظلم میں مسیحی ظلم کو دیکھ کر ابن الشاک فرما چکے پڑا اور اس نے مجھ سے کہا جلیس اے ساتھیے گجرات دی کاکی ختیاری تو نہیں تیں سنا کے بھلیا۔

آہو! دی اسے۔ پر عین یہ کاکی ختیاری تیں مسیحی ظلم میں گئی ہے۔ عین تو کاکی ختیاری ذہن میں جا کالے بلے باکی فرشتاں کا۔

ابن الشاک سے یہ ظلم ہوتا ہے کہ ابن الشاک کی ظلمی مسلمات کہتی ناقص ہیں۔ اپنی ناقص کہ وہ نرس کو چڑیا کا نام کہتے ہے یا اسے رنگ نہیں معلوم کہ نرس کس کس چڑیا کا نام ہے ؟

ابھی بچنے، دوش نہ معلوم کہیں ابن الشاک کو پاکستانی ظلمی صنعت کے بلے میں یہ مسلمات حاصل کرنے کی فرورت پھیل گئی چنانچہ مسب عادت وہ دھڑا دھڑا میرک پاس آیا اور بڑے ٹیک سلیک اور طیر سانس لے اس نے مجھ سے کہا:

جانو پاکستان کا کامیاب ہیرو کون ہے ؟

میں نے نہایت سادہ روی کے ساتھ جواب دیا۔

پاکستان میں کامیاب ہیرو وہ ہے جس کی کم سے کم دو بیویاں ہوں۔ ابن الشاک حکم دیا۔

ثبوت کے ظلم پر نام پیش کر۔ میں نے اس طرح تعیل حکم کی۔ فہرین مشرتا کل دو بیویوں والا فہر ٹو مسیحی دو بیویوں والا فہر تری سلم ہندیہ دو بیویوں والا۔ ابن الشاک

تھے پر چھپا

اس کے علاوہ بھی تو اور بیرو ہوں گے اور میں نے جواب دیا کیوں نہیں کیوں نہیں
نہیں اور وہ کافی ہیں ابن اصفیٰ نے چھپا ان کے نام پڑے
میں نے بتایا وہ ابن اجماز حبیب کمال آکل یوسف نور بہادر ابن
اصفٰی بیرون ہو کر چھپا

میں نے ابن اعلیٰ غازی قرا محروس کی اور بہت غیب ہو کر چھپا مضاف کوہ رانی میں
یہاں کا نام منے ابن غازی شیدا اس کی وجہ سے کہ بہادر مجھے وہ سے ہمیشہ لڑا ہی نظر
آتی رہی ہے

ابن اصفیٰ نے بڑی رو دادار سے کام لیتے ہوئے کہا میں نے شہادتی غلطی
مضاف کوہی اب بیلیدار چلا اور چونکہ وہ پین لے کیوں نہیں ترقی کی میں نے جواب دیا
کہ پین بڑی ترقی کرتے گا اس کے متقبل پڑا خانہ ہے لیکن اس نے ایک غلطی کی
اس سے ہندوستانی کی نہیں لگا سلطان سے شادی کی تھی لیکن اس کے بعد چلے اس کے
وہ لگا سلطان کے علاوہ کسی سے بھی شادی کرنا اس نے نہ لگا سلطان کو بھی چھڑ دیا

اب جھلا پتا ز غلی امرال کے مطابق اشد اور بیرون کے کامیاب ہو سکتے ہیں لکن
نے اثبات میں سر ملتے ہوئے چھپا

کیا وہ پین کے علاوہ ذاتی صلے سے ہر مذمت ہے یا میں نے جواب دیا
صفت لکل شادی شہ ہے لیکن جب تک وہ ایک بیوی کا شوہر ہے کا کیسے
ترقی کر سکتے ہیں ابن اصفیٰ پھر اثبات میں سر ملایا لیکن کہ ابن اصفیٰ کو اثبات میں سر

بلتے کی بڑی عادت ہے اس کے بعد اس نے چھپا اجماز حبیب کمال یوسف اور نور
شادیاں کیوں نہیں کرتے

میں نے جواب دیا ابھی لڑکیوں کو بہاری طرح پتہ نہیں چلے ہے کہ وہ لوگ لڑکا
بیرون لڑکی لڑکیوں اس انتظار میں ہیں کہ پہلے ان لڑکیوں کی بلا سے متوین ہو جائے
ابن اصفیٰ ایک دو بیویوں اور بیٹیوں کو شہر کا شہر لکھا پھر اس کے بعد اس نے چھپا
پاکستان کی کامیاب بیویوں کو ہے میں نے جواب دیا وہ جو نہ کی بگڑ لڑکی کو
بیرون کی کامیابی کے لئے کوہ پین کی طرف لیکن اس سے ہے میں نے اسے چھپا

اس نے کہہ دئے ملک کے ملک سے مراد اس میں ہی نام دیکھتے جلتے ہیں کہ بیرون اگر
کوہاری ہو تو ہو سکتے کہ کبھی پہاچی موقع لڑا ہے اور بہاری اس بیرون سے شادی ہو
کہ نہ کہ خاص میں ناخن کوئی ہے نہیں ابن اصفیٰ نے چھپا

تو اگر اب بیوی کالی خستہ سے ہر حشر کلمہ شادی کے کہنا بہتر گول کر لڑکی
میں نے جواب دیا بہتر گول نہیں کیا بلکہ بہتر از اب کھلے ہے البتہ اس نے
اپنا ڈیو گول کر لیا اور طرکی لوگ نہ کہ جو اس کی بیویں بھرنے کے تیار تھے اب اس
کی بیویں نہیں کیوں گے ابن اصفیٰ نے کہا ہجرت سے دوسرے کی بیوی کو بڑی نظر سے برنگ
نہیں لیکن پہلے بیٹے لیکن بیٹا اپنی اولاد اور دوسرے کی بیوی کے پہلا ہی نہیں ہوتی اور میں نے
ابن اصفیٰ اس جملہ کی راوی پھر اس کے بعد سے بتایا کہ نہ جہاں رہا زمین اور زمین ملے
ہو بیرون کی طرح شادیاں کے غلطی کی تھی جہلا یا بیرون نہیں اپنی غلطیوں کا احساس
ہو اور زمین علم سازوں سے انھیں ایک زمین کی کھانے شوکت کی بیوی جعفر شاہ کی بیوی اور
نائب زادہ افضل بہاری کی بیوی جہلا غم ساز بیویوں کو اس لئے بیرون کا کام دیکھتے

کس کا بھی کام چلنا ہے۔ نتیجہ ہوا کہ جو جس کے ذریعہ ہیں۔ یا سبھی درستی میں منسلک
صفت سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جس دن سے ذہن میں فریاد کو۔ یا سبھی سے
جسٹس کو اور سبھی سے ذہن میں انفعال ہوئی کہ چھڑا ہے انہیں پھر سے سبھی کے
چاہت پر چاہت سے دلگتے ہی وہ غم دیکھنے والا ہر طرف کی تھی اس کے کرشمہ دیکھنے والے
کہ جواب اپنا پاس ہے۔ ابن القائل نے کہا:

اچھا بتاؤ اب کون سی بیرونی ملاری بیرون ملک پر بازی لے چکے گی؟

سرت نیزہ اور صرف سرت تیرہ ابن القائل نے کہا کیا وہ بہترین اداکاری کرتی ہے؟
میں نے جواب دیا: اداکاری ————— بس کچھ نہ چھو ————— اس کے
ترقی کوئی کی وجہات حسب ذیل ہیں۔

نمبر ایک وہ آل داند ہے۔ رانی کے لئے کہ بہتر ترقی تک ہر پلٹ بخوبی اہم
رہتا ہے۔ اور وہ وہ بڑی شہر ہے کہ ہر زمانہ کو ترقی پاتی ہے اور ہر زمانہ بڑی شہر و شہر کی
تعمیر میں جتا ہر جاتا ہے۔

نمبر دین، تنظیم یافتہ۔

نمبر چار۔ وہ میرے عزیز دوست خواجہ تیرہ کی ترقی کا ترقی ہے۔

نمبر پانچ۔ ترقی پانچ کے ترقی ہیں۔ ابن القائل نے کہا کوئی نیو نیو نام کی لڑکی ہی تو ہے
میں نے کہا ہاں اور اس سے پتہ چلا کہ وہ کون سا ہے۔

یاد تم تو ہوتے ہو میں نے

جس میں کی یاد آتی ہے میرے من سے پہلے ایک منٹنی تا وہ پھر اسکے بعد
گو کہ تم شہر علی گاہ

نیو نیو نام کی لڑکی تھی۔ ہم نے اس کا نام ترقی سے رکھا ہے۔ ابن القائل نے کہا
ابن القائل نے کہا کہ اس لڑکی کو لے کر فوراً میرے پاس سے ترقی چلنے کا نام
کہیں جا کر میں بیان دے گا کہ وہ ترقی میں سرت تیرہ کے جواب نیو نیو کا ترقی ہے۔ ابن
القائل نے کہا:

اس کے بعد:

میں نے جواب دیا: اس کے بعد اسکے ساتھ ایک لڑکی ترقی پانچ کا نام لیا جاتا
ہے۔ ابن القائل نے کہا:

اس کے ترقی کرنے کے وجہات بتاؤ: میں نے جواب دیا:

وجہات ترقی میں ترقی پانچ ہے کہ وہ ایک کنواری ہے اس کے علاوہ اس
نے تعلیمی صفت کی لڑکی میں بڑی ترقی پاتی ہے۔ ابن القائل نے استفسار کیا:

اس کے لئے میں کوئی رکاوٹ!

میں نے جواب دیا: سب بڑی رکاوٹ تو آپ ہے اس کے نام میں ترقی کے ساتھ
جو آرا لگا ہوا ہے۔ وہ وقت ہے وقت اس کی ترقی کی اور کا کا شمار ہے۔

ابن القائل نے کہا: اور پتہ چلا کہ میں نے تو آپ کو اس کے سپرد ترقی
رکھا ہے تاکہ وہ سوال پوچھے نہ میں جواب لے سکوں۔



واہیات باتیں

ایک زکامی اور نزلہ نسخ مضمون

حضرت روز سے ایک سوال مجھے بڑا پریشان کر رہا تھا اور وہ سوال یہ تھا کہ
 آنجناب پاکستان میں اونچا اور نیچا وہ طبعیں کون کون ہیں جن میں ہے ؟
 اس سوال کے جواب کے لئے میں نے ایک بڑا لمبا عمل کیا اور اس کی رات
 ٹھیک باٹھ بجے میں دریا سے لہری پر پہنچا اور ملتے جلتے اندر کھنگھڑنگھڑنگھڑی
 کے جھلنے پھینکنے پر اس سوال کا جواب میرا ہاتھ نہیں مجھے فیہے پکے آواز آئی اور میں
 ٹھیک کی آواز سے مجھے اس سوال کا جواب دیا

اے مر کوڑے مغز! اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آنجناب مجھے مسلم سائنس اور ادارہ
 خوں کی جھڑا مٹھانکاوی سے بڑھ کر ٹھیک کی نسل ایک دوسرے سے درائن اولیٰ اور
 ایک دوسرے سے شادیاں کرنے والے دوسرے سے طلاق لینے والے ایک دوسرے کی تیرہ
 ٹھری کرتے اور جانور بنا جانور ٹھیکے ہیں کرتے ہیں یہی معروف ہیں اب ان سے تو علم نامی
 کی توقع ہو کر نہ کہے

جواب پانے کے بعد میں پانی سے غسل آیا کہتے ہیں مگر یہ چھپتے ہوئے نہیں
 جواب پر فرم کر کے لگا ہوا ہے نہیں آواز سے جواب دیا ہے سوائے ٹھیک جواب دینے
 ہواٹ نہیں ہے مگر ہاٹ مسلم سائنس اور ادارہ کے بعد دیگرے ڈاکٹروں کی تیسری کے بعد اتنے
 حکم گئے تھے کہ ان کا ایک دوسرے پر بھی ٹھکانا نام لازمی تھا تو میں بھی ٹھیک کے بعد حجاز
 نہایت ضروری اور موت کے لئے بے حد مفید ہے۔

اب یہ دوسری بات ہے کہ ان کی یہ دوسری مصر فوج نہیں ہی ایک مصروفیت
 ہے جیسے کوئی تپ دق کا مریض سرسوں کے تپ سے اپنے بدن کی حالت کر رہا ہے وہ پھر
 کوئی کھلا کھینچتا ہے وہاں وہ حیدر شکار باہر آتا ہے اس میں ہی آواز کے اجال کی تفصیل
 پر فرم کر میں پاکستان کی ظنی نہیں موت کے جھگڑنے کا آغاز اس وقت ہوا جب کہ
 پاکستان کرکٹ ٹیم کے کھلاڑی نندہ ٹکٹے اور ام ذریعہ ان کرکٹ کا کین سکھانے شروع
 کیا سب سے شکرست میں ضروری اور ام ذریعہ ان کرکٹ کین تھلی بیٹے نہیں تھا ذریعہ ان
 ایک جان جوان موت کھنڈن کی حیثیت وہ بھلا کرکٹ کپول نہ کھیلے کرکٹ سے روز روز
 کی کرکٹ شروع ہوئی اور ام ذریعہ ان سے اس وقت کی کرکٹ سے کرکٹ کو ترجیح دی
 اور ڈرائیو کھلاؤٹے کر شہرے کرکٹ کپول نہیں تاکہ وہ بے کا جھگڑنا نصف تاکہ
 رہنے کی کا ذریعہ اور ام ذریعہ ان کی ستم چ کھڑا ہے اس سے وہ بھلا کر نہیں
 چلتا میں اب پاکستان کے ہر سال ظہار از ستم ان کی کا چلتے ہیں۔

اور شکرست میں ضروری نے بھلا ہواٹ کچھ نہ کہو کہ ان کے لڑا سے سے شہر اور
 اسٹوڈیو میں تو پھر ڈرائیو کرکٹ کپول کے کھنڈن انھوں نے وقت گذاری کے لئے
 میں ستم ذریعہ ان سے اسٹوڈیو کے لئے بڑے بڑے شاد از قسم کے ٹھیک پاپ ہر

تغیر کر دینے فریضہ کرنے مساجد کس یا مسجین کا ایک ایسا آدم یا ہرگز حرکت حسین
 ضعیف کے ہندوں کا طبع دلی فریضہ ہے وہی شاہ کے فضل اتنی سیات ہر مس یا مسین
 کے شہر تہ ہر فرستادہ بخاری کو جڑا ہفتہ آیا اور انھوں نے خاص بولانی زبان میں یہ مسین کو ایک
 نالی یا مسین نہیں توئی نہ مری وہی نہ مریتر ایمان؟

امام فقہان کی دیکھا کچھ مسیوں کو مری کرکٹ کے لیں کا رتہ پورا کیا کہ ان
 کے ہنر کر کے افضل امور سے کرکٹ کے لیں کے بعد اس نے سنتر ش مبارک سے بھی لکھنے شروع
 کرنے میں وہ نون بکات خود اپنے تہ کو کرکٹ مشت فرم گئے ہیں اور ان روزوں سے
 پاکستان کی امنی کرکٹ مشت فرم کی طرز ہر وہی طرز کے وہ شروع کرتے ہنہ چنان میں وہ نون
 کی فرم لکھے نون کرکٹ کے لیں کو عام کرنے باکر مسیوں سے متعارف کرنے وہ مسیوں کے
 ساتھ شفقہ ماسکو ہر مس وغیرہ کا وہ دیکھا اور اب ممکن آتا ہے کہ نون میں شادی
 کرنا چاہتے ہیں

ان روزوں کی فساد کی آج کل ملتی رہتا ہے ہر موضع بحث ہوتی رہی ہے کہ مسیوں
 منتظر وہ واحد قری پند ہر وہ جس سے محنت کر کے اتفاق کی پیروی کرتی وہ ایسے
 کو ایشن پاش کرنا۔

یعنی ————— وہ پہلا ہونا ہے جس نے اپنی مرن پہنچے لیا

اور فساد کی مری

وہی روایت قابل تظہیر ہے یعنی فساد سے پہلے اپنی مرن ایک نیا نہ وہ پہلے
 تجربے ہی تھے میں وہ نون کو ہندو کا کو مسیوں کہتے ہیں۔ لکھنے کے کر ان کی آبادی کے
 ہر خاصا راوی اسہ نری ویر یا ثابت ہر گی کی کہ فساد سے پہلے اس کے راصل کے کر کے ہر گی

ان میں آپس میں اب تک نفرت نہیں پیدا ہوئی تو ظاہر ہے کہ وہ نون کی فساد کی کیفیت
 کا سبب ہے گی۔

کالمیہ ہر روایت سلمہ ہر وہی میں ہی کہتا ہے وہ ایسا کہ نہ فریضہ ہوں کا ہر وہی
 کہتے وہ کرکٹ کے گتے ہر وہاں سے اپنی بیویوں کی مالگہ نہ مٹانی پڑتی۔

آج کل علمی دنیا کی سب سے بڑی اور گرام نمبر ہے کہ لکھ سے باہر فاضل نے
 فریضہ ہر وہاں ہو کر انھوں نے کرکٹ کی کرکٹ کہا ہے کہ ان ہر وہاں ہے وہ نہیں جانتا
 میں فاضل کرکٹ شریف تو ہی کہتا ہوں اور فریضہ کی ہی کرکٹ کہتا ہوں میں تو صرف
 لکھتے ہوں ہتا ہوں کہ اور روز ان میں ایک کا وہ روایت سلمہ ہے ۔۔۔۔۔۔ اور علما سے ۔۔۔۔۔۔
 اگر خصم کیا تو بڑا کیا اور کہ لکھنے شفقہ اس سے ہی بڑا کیا۔

پتہ نہیں ہے کہاں وہ فریضہ کو مساجد بنا ہوں یا فاضل کو میں تو
 منتظر جانتا ہوں کہاں ان سب تک گھر میں رہتے ہوں کا وہی فریضہ میں قبلہ سے
 رفت تک اس کی یعنی حالت نازل ہوتی ہے لیکن جو وہی وہ سفر ہر وہاں ہر وہاں اس
 کی یعنی حالت تبدیل ہو جاتی ہے سفر میں شادی اور غیر شادی ہوں پر وہی لیتے آپ کہ
 ایک ہر کہ ہے عورت ہر وہاں سے اس کا شہر ہر وہاں آپ ہر وہاں سے مری یا وہاں
 ہے ہی وہ ہے کہ مسافر لوگ عام طور پر پیش ہوتے ہیں۔ آپ کسی شہر کے مسافر خانہ میں
 بلے آپ کو اس مسافر خانہ کے نمازیوں سے پتہ چلے گا کہ مسافر لوگ ختم ہوتے ہی ان
 سے بڑی داریات تم کی باتیں پوچھا کرتے ہیں۔

فریضہ اور فاضل کے مسلط میں تصور وہ نون کا نہیں تصور صرف مسافر کا ہوں

اس وقت فریضہ ہر وہاں نہیں اور فاضل ہر وہاں یعنی وہ نون کے وہ نون مسافر

وہ وہ قول مسافر اور اس وقت نزلے زکام کا مریض میں طرح اس وقت
یعنی یہ پتھر لگنے وقت نزلے زکام سے مری حالت خواب ہو رہی ہے اسی طرح سفر میں
مسافر اور مسافر صحت کی ضمن حالت ہوتی ہے۔

مداوم فوجوں مری اس نامستقل بات کو اپنے پتھر میں اور آنگلی میں اس وقت
امشاک کو اپنی گتہ میں بانڈ میں اور نچا کے ساتھ پاکستان کے سرکار و مذاہنہ جھکا
کے بجائے پہنچا ہے سر جھکا کر اپنے پتھے گر گیا نزلے میں نہ ڈالیں اور باقی فریاد اور
میں گزار دیں

اب میں نڈاپنی تاک صحت کر آئی آپ کوئی اور حکام کیجئے



فلمی گیت اور ہم تم — اور وہ

نہلنے نہلنے کی بات ہوتی ہے جب ہم پتھر تھے تو صبح سویرے آواز کی آواز
اور اسکے بعد تلاوت کلام پاک کی آوازیں ہلنے کا نزلے میں پڑتی تھیں۔ اب صبح اٹھو تو
آواز ناگوارت کے بجائے فلمی گیت سنائی دیتے ہیں۔ پڑنے نہلنے میں شہت کی طرف
سے مولانا اسماعیل پیر شیخ اس طرح گویا کرتے تھے۔
”اٹھو سونے دانو کر میں آ رہی ہوں“

اب ان کی جگہ کوئی ٹھکانہ فریح ہمیشہ طلعت صبح، سلیم رضا اور شہتی قسم کا
فلمی گویا آپ کو بچھا رہتا ہے
بلے خبر جاگ نڈا، بلے خبر جاگ نڈا،
بلے خبر یعنی آپ جاگ بٹے تو ریلو سٹیٹن کے کسی بھڑائی آواز سے تپ
کوشہ ویا۔

اسو، اس کے اچھا گون بیٹھو

اکوہیں اسپرٹن اوکھاگ، اسپرٹن اوکھاگ، اسپرٹن اسپرٹن اوکھاگ اسپرٹن

کے دن پہلے کر بیٹھی آپ اس گھر میں چلے جاتے تھے کہ دستاویزوں پر سات سالہ بیٹی یا
پہلے سے آپ کے خاندان کے ساتھ ساتھ بیٹی بھی بڑی ذہین لگتا ہے اسے سات مہینے کی عمر
ہی اس کے بعد وہ بیٹی کے پاس گئے اور اس کو روک کر گیت پڑھائی
اس بیٹی اپنی اولاد ان میں فرما سکا شروع کرے گی،

اسے دل سونے تھلے تو سن رہا گیا ہے ۹

بچی کے چلنے بچے ہو تو وہ تو آپ کو نہیں پہنچا سکتا گا اور وہ میں غصے کی وجہ سے اپنا
نہا نہ نکھار گئے اور نہ کھلے گا، شروع کرنے کا بارہ بجے صاف کر دیں گے یہی ہوں
آپ اعلیٰ اور دل کر پڑے پہلے اس میں اس کے اور ان کی ذہانت اور بیٹی علی گیت یاد
کرنے والے ملاحظہ کی اور دیتے ہوئے ان کی بیٹی نے نہیں گئے کہ وہ اور شاہنشاہی اور علاؤ
دل چل رہی آپ متشکر ہوں گے کہ سات سال کی عمر میں اس بیٹی کا دل کسی پر آ گیا؟
اور بیچنے کے باعث وہ بہتر ہے کہ اس کا دل کسی پر آ گیا ہے بارہ چھ سات سال
کی عمر میں اس کے پاس سے اس کے بڑے بڑے اور حاکم کے شریعتوں سے معافی مانگ
یے ہیں کہ وہ سات اور سات سال کی عمر میں ہی گئے ہیں،

میں پہلے سے ہی ایک جوان لڑکی کو بہتا ہوں، میں علی گیتوں سے اس کی زندگی
تیار کر کے رکھی ہے اس نے ایک دن میرے سامنے اقرار کیا کہ اگر علی گیت نہ پڑتے
تو شاید اب وہ کسی شریف آدمی کی شریف بیوی ہوتی، اس نے مجھے بتایا کہ وہ بیٹی
جوان ہوئی تھی تو ایک علی گیت اُسے وہ دن کا کیا کرتا تھا، وہ علی گیت تھا،

یہ زندگی کسی کی ہے جو کسی کا ہو گیا!

میرے کارڈوں سے تھے، وہ تہمت کو بھی کر کہ کسی کا ہونا چاہیے گھر میں جانی تھے
بھائی کی اور وہ نہیں کہتی تھی اس نے اس کے گھر کی لڑکی سے باہر چو کا تو سامنے ڈورہ
دلہنی اور کان تھی اور وہ دلہنی کا ہون لڑکا چلنا کارڈ تھا،

حیضہ کے وقت ہر گھر کو کیا دیکھتا ہوں میں

دیکھا کہ ڈورہ میں دل کی اور دیکھتا ہوں میں

اس کے جواب میں لڑکی نے اپنے گھر کے گانٹھوں پر سے دیکھ کر دیکھا،

آج اس کو آج میری امت کے خرید لڑ

اس کے بعد ڈورہ والا فریاد کر رہی گئی کہ اس کے بعد وہ دل چاہتا گیت گاتے تھے
گھر سے جملے کہ گیت جن میں ہے سو گیت میں سفر ہے
ساقی ہے تو بہت سو گیت کو بھی سفر ہے

پھر وہ حسین سو گیت میں سفر تو بہت ساقی سب پتہ نہیں کہیں چلے گئے؟ اب
وہ بے چاری نہ سیکھی کہ مسلسل کی غزلوں کی ایک سطر گزل بنی گاتی پھری ہے
دل ان کو نہ خند سب ہم ان کو نہ خند تھی جھک کر کے سا فریاد نہ خند تھے ہی

غیر گیتوں سے ہندی زندگی بنی اولاد تو خراب ہے لیکن سچا ہوں کہ غزل گیت اور
بیان کے برے چھلارہ جو ان لڑکی کی طرح ہادی نسل کو کہہ سکتے چاہے ہی ہے میرا چ کر اپنی
مال کے سامنے اس دنیا میں کوئی نہیں ہے اس نے میں مستی طاعتی والدہ کو اس کے چلنے
لے کر اس چاہنا چاہتا ہوں اور اس کا جملہ درد اپنی والدہ کو مشورہ ہے اور اس چلنے میں اس

مینا کماری شیکھر اور کرنل ناصر

(اسلم چاندنی چوک پر ایک لاک ڈاؤن والا تبصرہ)

کل رات ایک ہندوستانی فلم چاندنی چوک بھسکے کے بعد پھر پڑی حیرت انگیز اگشتا نعت ہوتے معلومات میں بڑے مختصراً لکھنا چاہئے ہوتے سب سے پہلے تو یہ معلوم کہ سبزی جی رانی ہوتی کہ چاندنی چوک صرف وہی میں نہیں بلکہ سب کے راجہ لکھنؤ تھاتوں ہی ہے اور دوسری سبک زیادہ مسرت آہر قسم کی چیز (جنگی کسمر کی زبان اندر ہے میں کل صرف اس خیال سے کہ وہی کو چھینے ہرے برسہا برس گذر گئے فلم چاندنی چوک بھسکے چلا گیا کہ جس فلم کا نام چاندنی چوک ہو گا تو اس میں ہی کا چاندنی چوک فرود نظر نہ گا۔ بل میں چوک پینا کئے والا گھنٹہ گزری سبزی سناری کو چہ طیاران لگی تمام جان میں خوار کا چانک چاڑی بازار جا سچ سچہ ہمایوں کا مقبرہ اور قلب کی لاطہ فریو نظر نہ لگی۔ وہ وہی نظر نہ لگی جس کے بارے میں اردو کے مشہور شاعر حضرت ذوق نے فرمایا تھا کہ

گرچہ بے تک کہن میں اندوں قدر بخن کون جائی ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر

اور علامہ اقبال نے سات مسند پارہ بھری تھی کہ

سوار ورت لکھری میں دلی ماو آتی ہے

لیکن اسلم چاندنی چوک میں نہ چاندنی چوک تھا اور نہ ہی دلی تھی، الے تھے اور نہ ہی کی زبان، ذکر دلی تھا اور دکھایا گیا تھا مقبرہ کہانی دلی دونوں کی تھی اور نظر نہ مینے کے مشہور عجیبے یعنی شیکھر مینا کماری، سمرتی براس، نگار، آغا، جیون اور سندھو وغیرہ۔

اس حاققت کے علاوہ کہانی کی نہایت احمقانہ تھی کہ ایک صاحب ایک بلی کے بگڑے رئیس ہیں ان کی ایک خیر نیک آخر مینا کماری صاحبہ ہیں ان صاحبہ کو بلی کا مزاج لڑکھین سے عاشق تھا اس لئے انھوں نے بچپن ہی میں اپنے گھر کے الی کے ونڈے شیکھر کو الی کے رہنمائی میں سے بگڑی کا ایک الی کا نوٹا انوب کی جینی سے عشق لڑانے الی کے ونڈے کے علاوہ ایک سبزی فروش ذوق نیت آقا ہی جیٹا کماری صاحبہ پر عاشق تھا رات میں چاڑی بازار کی ایک گلیاں سے پان کھا کر عشق لڑایا کرتا تھا اور دن میں مینا کماری سے شادی کے خواب کھاتا تھا اس کا ایک آقا لفظا دوست تھا۔ جیون ہرے بڑا دم تھا کہ

میں وہ بلا ہوں شیخے سے پتھر کو توڑ دوں،

وہ آغا صاحب کی مینا کماری سے شادی کیلئے کا وعدہ کرتے اور اسی جھانٹے

میں وہ ان سے جب بھی ہاتھ لاتا تھا تو چلا دو ہاتھ لاتا تھا۔ اب آغا صاحب یہ کہتے جا رہے ہیں کہ "مادان ڈھیلا ہوتا جا رہا ہے" اور جیون لفظ کے اشاروں پر تلے جے جا رہے ہیں۔

مالی کے ذمے ہفتھیکر صاحب لکھنؤ کے معنی نواب صاحب میں کرنا کاری کے گھوڑے لڑتے ہیں، خسرو شاہی کے بعد کرنا کاری سے بیاہ رہا چلتے ہیں۔

بیاہ کے بعد خانہ خانی نواب صاحب کو پتہ چلتا ہے کہ ان کا داماد تو مالی کا لڑکا و وہ خانہ خانی پر اپنی بیٹی کی بیگی کو ترجیح دیتے ہوئے وہ مالی ہندو بیگمائی کے لڑکے مشہور کی طرف بڑھتے ہیں۔ مشہور کی بے مزاجی کرتے ہیں۔ مشہور صاحب کو غصہ شدہ شمس پور ہے وہ بیوی کو چھوڑ کر نہ کوچ ٹھکانا مان جاتے ہیں، چھاڑی و ناز سید سے قاہرہ چل جاتے ہیں۔

اب کوئی پوچھے گا کہ مال کے ذمے تو نے جقتل و جوش و حواس ایک لڑکی سے شادی کی ہے لڑکی تیرے ساتھ لکھی قاسم جان میں بھی بھری گئی ہے کئے تیار ہے تو تیری کیا عقل ماری گئی ہے چرتو قاہرہ جا رہا ہے؟ ————— یہیں اورا دور میں مالی میں کیوں نہیں جتا، اور بھاڑکیں نہیں جھرتا؟

لیکن مالی کا لڑکا تو مالی کا لڑکا ہو مگر اسے کون کہے کہ یہی تیرے شمس کے کا سر پر لگے ہے تو تو اپنی و ناز اور بیوی کو SAD SONOR کا نکلنے کے لئے کیوں چھوڑے جا رہا ہے؟ تیری ماں کا کیا قصور ہے؟ اس کی گورہ کیوں اچھا ذکر مصری رقاصہ کی گورہ تیار کر رہا ہے؟

اب اوپر دیکھئے ہندوستانی مالی کا لڑکا قاہرہ کے ایک نائٹ کلب میں داخل ہوتا ہے وہاں مصری رقاصہ کرتی بھوس، ایچھے بھول سے اسی ہندوستانی مالی کے ذمے کا انتظار کر رہی تھی نٹ سے اس پر عاشق ہو گئی جیسے اس کے مقتدر نے پہلے ہی سے بتا دیا تھا کہ وہاں کسی مصری لڑا بھول کیوں نہ لے بیٹھتا، انتظار کر

ایک دن آئے گا کہ ایک شخص ہندوستانی مالی کا بیٹا بھری جہاد کا خدا میں کو قہر آئے گا جس کو کچھ گھوڑا دیکھتا دیکھتا دیکھتا دیکھتا اس پر عاشق ہو گیا۔ پتا پڑا یا ہی ہوتا ہے۔

مالی کے ذمے کو قاہرہ میں پہلے چھوڑ کر تپ ہے اس کے بعد نئی چھوڑ کر کے لہجہ ڈگری تھی ہے تو وہ بھی بڑے عجیب طریق اتفاق سے ————— میں لڑکے پر ایک گھنٹی کا گھڑا اثرات پر آتا وہ ہوجاتا ہے اور ایک چار پانچ سالہ مصری لڑکے کو لے آتا ہے۔

اب سائے قاہرہ کے باشندے اس گھنٹی کے لہجے ذمے سے ہی سن میں اپنا ہندوستانی مالی کا لڑکا بھی ذمہ ہے اس لڑکے میں ہندوستانی مالی کا لڑکا سائے قلب کے باشندوں کو بھلا دیکھتا ہے، گھنٹی کو روکتا ہے۔ روکتے ہوئے مصری لڑکے سے کہان بھلا ہے اس کے بعد بچے کا باپ امین امیر شریف کو کہتا ہے کہ مصری باشندہ عباس امیری آتا ہے اور ہندوستانی مالی کے ذمے سے کہتا ہے۔

اسے ہندوستانی مالی کے ذمے سے کہتا ہے کہ میرے بچے کی جان بچانی اس لئے پہل بھینٹ کے کاٹنے میں عمل اور نین جا بھینچر ہندوستانی مالی کے ذمے سے کہتا ہے کہ وہ کیا چاہیے تھا، وہ فوراً پیش کے کاٹنے میں جاتا ہے کاٹنے کے پہلے ہی میرے بچے لڑا آتا ہے اور کاٹنے میں میٹری اور برقی بھوس کے نائٹ کلب میں سنتی و تھندی شروع کر دیتا ہے۔

ایک دن مال یاد آتی ہے تو قاہرہ کے عجیب جنگ کی معرفت اپنی ماں کو وہ لڑکے کا سفر آ کر ڈر بھرتا ہے، لیکن مال کو کوئی خط نہیں لکھتا، کیوں نہیں لکھتا؟

یہ راز تو وہ ملی کا تو لگا جانتا ہے یا بی اور چوڑھ جانتا ہے جو مسلم کا ہدایت کار ہے
یہ سترہ نظم بیان تک لکھی اس کے بعد وہ سر کی دوا سپرد کی تلاش میں
نیو ہاوا سے باہر نکل آیا۔

یہ نے سنبھلے کہ صبح کو سوچا، مکان کو نکل، ہاتھ بٹیرے، بے غم ہانڈی پر ک
دیکھی تو بڑے برا تر فرشتے ہوئے اور انہوں نے ہندوستان کے وزیر اعظم جناب جواہر لال
نہرو کو دار لنگٹ ی ہے کہ اپنے ملک کے ال کے وقت سے پیشتر کو وہیں بلا اور دستاویج
لیجئے نہیں ہوں گے!

مسلم ہوا ہے کہ کرنل، مسٹر اور جنرل ایس کے نام یہ بھی ہدایات دی گئی
کہ پتہ لگایا جائے کہ مرقی ہوا میں کس کس ہندوستان کی جا میں تو نہیں ہے اس کے
ظاہر عباس امیری کے جنرل کے کاغذات کے ساتھ ان کی چار سال کی جاری ہے لگوار کا
یہ پتہ پانچ سال پہلے کو لکھیا ہے کہ وہاں عباس امیری کا ہندوستان سے کیا تعلق ہے؟

یہ نے ظم چاندنی پر کس دہری نہیں لکھی اس سے کچھ نہیں معلوم کیا گیا بلکہ
مشہور ظم ختم ہونے سے پہلے ہندوستان گیا تھا یا ہر اس نے اپنی ماں پر دیا داری اور
زور چٹا لکھی کہ قاپہرہ بلوایا تھا، پانچ ماہ اس ڈھیلا کر لے والے میں نے سبزی فروش
نور علی آغا کا کلچر ثانی بنا لکھی سے پڑھا اور دیکھا۔

یہ اور ایسی باتیں اگر کوئی جگہ ہدایات میں تو اس کی وجہ سے کہ ظم چاندنی پر کس میں
تو اس سے بھی زیادہ ہدایات چیزیں شرمس ہوتی ہیں، وہ ہدایات تو یہ بھی ہدایات،
..... البتہ! صرف بنا لکھی ہی ہے بلکہ وہ ضروری ہے کہ
ال کے ذرا سے ذکر کیا پھر وہ لوگوں کے شرمس پڑے اور حال تمام خبروں کے مطلق

یہ سترہ نظم

شوٹنگ اور نانی بی!

ایک آف ہیڈ مضمون

فہم کیجئے کا شوق اگر نانی، ہے تو ظم کی شوٹنگ کیجئے کا شوق ہی! یا
جب سے میں غلی، بنائے علی ظم پر ہدایت ہوا میں اس کے بعد کو سب
پر سے ہر روز غلی ہی میں نہیں پیدا ہو گئی ہیں، میرا جو بھی دوست یا ملاقاتی ہر کتاب
جب بھی کتاب سے سب سے پہلے ہی کہتا ہے،

یار..... آج کل تو ظم غلی نانی میں تو بڑے ٹوٹ ہے ہر کچھ میں
بھی غلی، بنائے کہ شہ چکھا،
میں پہلے والی ہی دل میں کہتا ہوں۔

تکرار کرنا..... ایک، ان ایسا نہ چکھاؤں گا کہ زندگی بھر رہنے ہائے
کرتھ ہے!

پھر آواز بلند اس سے کہ چتا ہوں،
میں تھلا مطلب نہیں کہا کس قسم کا منو چکھتا ہے ہر؟

دوست یا ملاقاتی کہتا ہے،

ایسی راہی شرننگ، روٹنگ ہیں بھی دکھاؤ۔

اگر ملتی ہیں اچھے موڑوں میں جانا تو وہ نہ کر لیتا ہوں اور اس دوست یا ملاقاتی کو لے کر سہوڑا پر چٹا جاتا ہوں جہاں ایک گھر پرانا اور دست آغا طاش گل تھے اور کھڑی دار میں لکھنے راجہ اندر کا پاس پہننے تخت طاؤس پر بیٹھا ہے اور اصلی شرننگ کے بجائے رنگ دار پالی بی بی کر جھوٹ موٹ کے نقش میں مجرم رہا ہے اور ساتن سنس سیکو نیم وہاں لباس پہنے ہیرا منڈی سموی ڈون کی چپہ ترنگ تم کی ایسی نانی کالی بلی لڑکا نما لڑکیوں کے چمڑے میں جتنا طعق تم کھڑے کر رہی ہے اور گارہی ہے

رات چاندنی چھائی

میں اور وہ کھائی

اتنے میں آنا بھائی

کی اس نے ہم دونوں کی لٹکائی

رات چاندنی چھائی

اب میرا دست یا ملاقاتی ہے کہ فرنگ لکھنے کے بدلے سپیکر کھلی آہیے

گھبرا ہے

دراصل فرنگ و کچن تو ایک بہانہ ہے رنگ باگ شرننگ لکھنے کے بہانے
دراصل میرا مشرت عزیز یا سین شرم آرام نینل اور جیکو کو روکینا ہاتھ ہی بلکہ گھر گھر
دیکھنا ہاتھ ہی کر آیا یا کچن ایس جہاں ہے وہ سب سے پہ نظر آ رہی ہیں ان کا پریچ اس

دیکھیں کوئی وجہ ہے جہاں نہیں آنکھوں کی گھاٹتیں ہر جا آتے تو وہ اس جگہ کے قریب
ہر جا ہاتھ ہی چننا نہ شرننگ لکھنے کے بدلے گھر کو سیکھنے چننے جیندو کہتے ہی
چاہے وہ کہتے ہی بصورت ہوں لیکن آئینا میں ڈری آسانی کے ساتھ نکلا نہیں ہر جگہ
دیکھا ہے اب خدان کی شکل نقشہ دار کوڑا اور رنگ لے آئے ہی کا کیوں نہ ہو۔۔۔
وہ آئینے پہنے خود حال کو شتر شکر مساجد اسلام پر و فرور ہیں اعجاز جیسا کہ کمال
کے خدا خال سے ملا لیتے ہیں۔

بس پھر کیا ہے۔۔۔۔۔ ڈگری سے، ڈگری باغری، ایک دن بی
ڈگری کی لڑکی سے ڈمس اسٹیج میں ایٹن اسٹوڈیو کے چلنے نکلنے میں اور
چلنے نکلنے کی کوئی سے ڈرو لنگ ڈرو اسٹوڈیو کے برآمدے میں کھڑی آٹاپر لیلے کو شربت
ویر کے گروٹ، ایک لاک چلنے ہی بسے ہی گروٹ

باہر میاں کو نیلوماری
گھر میں جو رفاقتوں ماری
تپ کی فلم کی شرننگ لکھنے چلے جائے تپ کو اسٹوڈیو نظر مایس کی ڈریا کی طرح ہوا
تقریبے گھومنے لے بہت سی مئی فلروں کی شرننگ لکھنے میں کی شرننگ کے وہ ان شرت
اسٹوڈیو کا ہوس فل نظر آتا تھا لیکن جب یہ فلر ٹائٹلش کے لئے پیش کی گئیں تو پہلے
ہی شرننگ کا ہانس فلر نیا تھا۔۔۔۔۔ بہت ساری فلروں کے بلکہ میں تو میری
یہاں ہے کہ ان کی حوام کو لڑنگ ہی دکھائی جائے شرننگ کی ہری فلم نہیں دکھائی جائے
یہ وہ جہاں مٹی کا ہوم کھل جاتا ہے اور مازا، جانت کار کا مڑن تختہ ہر جانا ہے

ایک فلم کے بلکہ میں تو میں جانتا ہوں کہ اس فلم کی شرننگ نے اسٹوڈیو میں
گروٹن جہاں مٹی مینی جاس بہت تک فرنگ ہادی ہی لیکن میں نہ مسلم ٹائٹل

کے لئے جوش کی لگنا اور پبلک ٹروول میں باہر آئی تو پبلک نے بغیر آدھی فلم دیکھنے کے یگانوں
 فلم کے واپس کار کر دینے کی خواہش ظاہر کی۔ فلم کا واپس کار لینا جسکے خرابے ہوئے
 گیندے کے پھولوں کے پتوں وہ ہیں اور پچھنے کا عوض عرض پبلک کے سامنے آیا کہ
 پبلک اے دیکھنے کے لئے بڑی بے چین ہے یہ
 پبلک اتنی اے دیکھنے کے لئے بڑی بے چین تھی چند روز پبلک نے میا اے دیکھا
 تو عرض معاوضہ ملنے دار کے انداز میں شہر نکال دیا

ہدایت کا رصا مے آپ نے اپنے آپ کو بہت کھایا اب کھلنے کی
 باری ہماری ہے۔ چنانچہ قاب میں تھیں اپنا ہاتھ کھٹے ہیں۔

اسکے بعد پھر وہ تم شراغ اور دھیں چٹاس برنی کہ بچکانے ہدایت کلائے اس کے ہتھکس
 پر پہرا ہٹتے یعنی سسور جرنی جناح ہسپتال کے ایک بستر پر نہائی فلم بے چاری تو میرے
 ہی دن بیٹھا ہال سے اتر گئی البتہ سینکے ایک کو سینا ہال میں بیٹھا تو شہر نکال دیا

باری ملک میں ایسے ہال چلنے والوں کی بڑی جہات ہو جو فلم کی صرف فریڈنگ کرتے ہیں
 فر نہیں سنا تے میں انھوں سے کسی فلم کی فریڈنگ فریڈنگ کی دیکھ پھلے ہوں تو ٹوٹ پھرنے کے بعد
 فلم سنا دینے پر راضی نہ ہوتے۔ پھر فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ
 سرزد ہوا اور پھر پھر فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ
 پتے فریڈنگ کھنے جاہے ہیں۔ اسٹوڈیو کی جیسے سے قادیان ہو کہ پتے پتے فریڈنگ فریڈنگ
 ہیں پھر فریڈنگ کھنے والوں کو اس ٹوٹوٹ پھل میں نہیں آتی کہ وہ نہ جہاں پہرہ اور جہاں ایسے کہ
 اور دیکھتے ہو کہ جہاں سب لڑتی ہو میں کہتا ہوں کہ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ

یہ دیکھ کر کئی گھنٹوں میں ہو لیکن جوت اس کے سہمی اگر ان کا فریڈنگ کھنے کا تیار نہیں کرتی ہے؟
 فریڈنگ کھنے کے دو لوگ ٹوٹے فریڈنگ کھوں کو نہیں بلکہ دو لوگ کے شہر میں وہی پھلتے ہی کوئی
 کاروانا کاروانا تو ہے تو کوئی ٹائی کوئی کوئی ٹائی ٹائی کوئی کوئی ٹائی ٹائی کوئی ٹائی ٹائی کوئی
 چاہے فریڈنگ کھنے کے لئے ہوتی ہے۔ میں فریڈنگ کھتا اور پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 کوئی بڑا حال کھڑا ہے کہ وہ میں جہاں کو جہاں کے کوئی کوئی کوئی کوئی کوئی کوئی کوئی کوئی
 کاسٹنگ ڈراما فریڈنگ کھتا اور پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 راجے انیس تین لائش آف۔ پہلی تین کر۔ بے آف کر۔ دھنیں ٹیک ہوں تو
 پھر فریڈنگ ہو۔

فریڈنگ کھتا۔ اور پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 ڈراما کر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 ہر پتے پتے میں۔ کبھی۔ ڈائیلاگ کہتے ہوئے نہیں۔ دنا چاہتے۔ نہادی۔ کھول میں نہ
 اس پتے میں ہوں گے کہ نہ ہی کیا ہا ہر پتے میں۔ اور کھو کھو لکھتے ہیں
 یہ ٹیکہ کیتے ہیں لیکن۔ کھ وادی کی قدرت کا شہر لکھے۔

کہ گوج کے آسمان کی طرف اٹھنے ہوں اور پھر ان کے تنو ہی نقل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ڈراما کر
 حکم تیار ہے۔ جہاں سے گھبروں لاؤ۔
 ایک اپنی میں گھبروں کی نقل لا آئے اور فریڈنگ کھتا اور پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 ذاتی ہیں۔ اور گھبروں ان کی انھوں کو پھر لکھتے ہے تو فریڈنگ کھتا دیکھنے لگتی ہیں۔
 پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 شادی ہوگی پھر پھر پھر پھر۔ ڈراما کر کوئی فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ فریڈنگ

